مرنے والے کو موت کے وقت پیش آنے والے دردناک وعبرتناک معاملات پر مشتمل واقعات کا مجموعہ بنام

آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرما سکیں گے

☆...موت کے وقت ☆...موت کا وقت ☆...نزع کا عالم ☆...نزع کے عالم

☆...وصال کا وقت ☆...وصال کے وقت ☆...وفات کا وقت ☆...وفات کے وقت

☆...انتقال کا وقت ☆...انتقال کے وقت ☆...وقتِ وصال ☆...شہادت کے وقت

☆...مرض الموت ☆...آخری وقت ☆...حالتِ نزع ☆...جان کنی کے عالم میں

مصنف

مولانا محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری

ناشر : مکتبہ فیضانِ رضا (آگرہ)

نام کتاب	:	موت کے وقت
مؤلف	:	مولانا محمد شفیق عطاری المدنی فتحپوری
کمپوزنگ	:	مولانا محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری
صفحات	:	183
باہتمام	:	ادارہ المجمع الحنیفہ
بارِ اوّل	:	۱۴۳۹ھ / ۲۰۱۸ء
تعداد	:	۱۱۰۰
پتہ	:	فیضانِ مدینہ، تاج نگری فیس ۲، تاج گنج

آگرہ، یوپی الہند ۲۸۲۰۰۱

فہرست

تعارفِ مصنف

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے ۲۰۰۴ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ للَوُلِیٔ ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش ۱۰جون ۱۹۸۶ء ہے۔

مولانا نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن ۲۰۰۰ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر ۴ سال قیام کیا پھر ۲۰۰۴ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور ۲۰۰۶ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھی، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پورا عظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی، ۲۰۱۴ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں چلنے والی علمِ صرف کی کتاب بنام مراح الارواح کی اردو شرح بنام **شفیق المصباح** تصنیف فرمائی۔

اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اللہ عزوجل سے دعاہے کہ موصوف کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے موصوف کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

موصوف کی تصنیف :

☆...مافعل اللہ بک (حصہ اول)

☆...مافعل اللہ بک (حصہ دوم)

☆...مافعل اللہ بک (حصہ سوم)

☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ اول موضوع عقائد کی حکمتیں

☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ دوم موضوع پانچ نمازوں کی حکمتیں

☆... شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ

☆... شفیق المصباح شرح مراح الارواح

☆... شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ اول)

☆... شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ دوم)

☆... کیا حال ہے؟

☆... قرآنی سورتوں کے مضامین

☆...موت کے وقت

☆...امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات

پہلا باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...اللہ عزوجل کی رحمت نے استقبال کیا۔

☆...سعادت مند اور بد بخت۔

☆...کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے۔

☆...عمر بن عبد العزیز کا وقتِ مرگ۔

☆...تین قبروں کا عجیب و غریب واقعہ۔

الحمد للہ اللطیف و الصلوۃ و السلام علی رسولہ الشفیق اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الك و اصحابك یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوۃ و السلام علیك یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الك و اصحابك یا نور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شبِ جُمعہ کا دُرُود

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہر شبِ جمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اِس دُرُود شریف : اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا **موت کے وقت** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت کرے گا اور قَبْر میں داخل ہوتے وقت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔(اَفْضَلُ الصَّلَوات عَلٰی سَیِّدِ السّادات، ص ۱۵۱ ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے وقت انسان کے آخری کلمات کا بڑا وقار واعتبار ہوا کرتا ہے کیونکہ دنیا سے جاتے ہوئے آدمی کا آخری کلام اس کے خیالات واعتقادات بلکہ عمل و کردار کا بڑی حد تک آئینہ دار ہوا کرتا ہے اور سامعین کے لیے بھی اس کلام میں بڑی بڑی عبرتوں کا نشان اور طرح طرح کی نصیحتوں کا سامان ہوا کرتا ہے، اس لیے ہم یہاں چند ناموروں کے آخری کلام کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ کیا بول کر دنیا سے گئے اور پھر اس کے بعد کبھی ان کی بولی نہیں سنی گئی تاکہ ناظرین اس سے عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

اللہ عزوجل کی رحمت نے استقبال کیا

حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اللہ عزوجل نے تم سے پچھلی اُمتوں میں سے ایک شخص کو کثرت سے مال واولاد سے نوازا تھا، اس نے اپنی **موت کے وقت** اپنے بیٹوں سے پوچھا: ''تم نے مجھے باپ کی حیثیت سے کیسا پایا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہم نے آپ کو بہترین باپ

پایا۔'' تواس نے کہا:''میں نے تو کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا، لہٰذا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر راکھ بنا لینا اور پھر میری راکھ کو تیز ہوا میں اڑا دینا۔'' جب انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ عزوجل نے اسے جمع کرکے دریافت فرمایا:''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا تھا؟'' اس نے عرض کی:''تیرے خوف نے۔'' تو اللہ عزوجل کی رحمت نے اس کا استقبال کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۷۸، ص ۲۸۴، "اعطاہ اللہ" بدلہ "رغشہ اللہ")

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بَیْتُ الْحَمْد کا حقدار

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''جس نے اپنے بیٹے کی **موت کے وقت** اللہ عزوجل کی حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہ رَاجِعُوْنَ (یعنی ہم اللہ عزوجل کا مال ہیں اور ہمیں اسی کی طرف پھرنا ہے) پڑھا، اللہ عزوجل ملائکہ کو اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنانے اور اس کا نام بَیتُ الحَمْد رکھنے کا حکم دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب فضل المصیبۃ اذا احتسب، الحدیث: ۱۰۲۱، ص ۱۷۴۹، مفہومًا)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

100 درہم خرچ کرنے سے بہتر

نبی کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:''آدمی کا اپنی صحت اور زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا **موت کے وقت** 100 درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی کراھیۃ الاضرار فی الوصیۃ، الحدیث: ۲۸۶۶، ص ۱۴۳۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اللہ تعالیٰ امن عطا فرماتا ہے

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک جوان کے پاس اس کی **موت کے وقت** تشریف لائے اور فرمایا کہ'' کیسا محسوس کررہے ہو؟'' اس نے عرض کیا،'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ

عزوجل سے امید رکھتاہوں اور اپنے گناہوں پر خوف زدہ ہوں ۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''جب اس عالم میں بندے کے دل میں یہ دونوں چیزیں جمع ہوتی ہیں تو اللہ عزوجل اس کی امید پوری فرماتاہے اور جس بات سے بندہ خوف زدہ ہوا سے اس سے امن عطا فرماتا ہے۔''

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد لہ، رقم ۴۲۶۱، ج ۴، ص ۴۹۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بیٹیوں کو نصیحت

حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو عمران جونی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی نے فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جب نزع کا وقت آیا تو آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی، پھر فرمایا: میں موت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے گھبراہٹ کا شکار ہوں کہ **موت کے وقت** میری زبان ذِکرُ اللہ سے روک دی جائے گی۔ ''حضرت سیِّدُنا ابو عمران جونی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی تین صاحبزادیاں تھیں۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''بیٹیو! عنقریب بنی اسرائیل تم پر دنیا پیش کریں گے ہرگز اسے قبول نہ کرنا، فقط روئی (کے لباس) اور گیہوں کے خوشوں پر قناعت کرنا، ان سے حاصل شدہ گیہوہی کھانا تم جنت تک پہنچ جاؤ گی۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم: ۷۷۴۱، موسی بن عمران علیہ السلام، ج ۶۱، ص ۱۷۵) (حلیۃ الاولیاء جلد دوم ص ۴۷۹۔۴۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سعادت مند اور بد بخت

امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ جسم پنجرے ہیں پرندوں کے لیے (یعنی ایسی سعادت مند روحوں کے لئے، جو ہر لمحہ عالم بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب ہیں) یا یہ جسم اصطبل ہیں جانوروں کے لیے (یعنی ایسی روحوں کے لئے جو نیک اعمال سے دور ہیں)

پس تُو اپنی ذات میں غور کر کہ ان دونوں میں سے تیرا شُمار کس کے ساتھ ہے؟ اگر تُو عالم بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب پرندوں میں سے ہے۔ تو جب تُو تُو (**موت کے وقت**) یہ مَسحُور وخوش کُن آواز سنے گا۔ اِرْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ ۔ ترجمۂ کنزُالایمان: اپنے ربّ کی طرف واپس ہو۔ (الفجر ۲۸)

تو فوراً تُو بلندیوں کی طرف پرواز کریگا۔ اور جنّت کے اعلیٰ مقام پر جا پہنچے گا۔ جیسا کہ سیّدِ اِنس و جان، رحمتِ عالمیان، نبی ذیشان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا : اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ترجمہ : سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت سے عرشِ رحمٰن عزّوجلّ فرحت وشادمانی سے جھوم اُٹھا۔

(صحیح البخاری: کتاب مناقب الانصار، باب. مناقب سعد بن مُعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج ۲ ص ۵۶۰ رقم الحدیث ۳۸۰۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ تیرا شُمار جانوروں میں ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔

ترجَمۂ کنزُالایمان : وہ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ۔ (الاعراف/۱۷۹)

پس ایسی صورت میں بے خوف نہ ہو کہ، اس دنیا سے سیدھا جہنّم کی آگ میں جانا پڑے گا۔

(بیٹے کو نصیحت ص ۲۱۔۲۲)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

عمر ہلاک ہو جائے گا

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی **موت کے وقت** فرمایا: '' عمر ہلاک ہو جائے گا اگر اس کی مغفرت نہ ہوئی۔'' (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد ۱ ص ۹۵)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

مرنے سے پہلے ایمان نصیب ہو گیا

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے کہ میں ایک مجوسی کی **موت کے وقت** اس کے پاس گیا۔ اس کا گھر میرے گھر کے قریب تھا، وہ اچھا پڑوسی، اچھی سیرت والا اور خوش اخلاق انسان تھا۔ میری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے موت کے وقت ہدایت قبول کرنے اور حالتِ اسلام میں مرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ میں نے اس سے پوچھا :''تُو کیسا محسوس کر رہا ہے ؟ تیرا کیا حال ہے ؟'' اس نے جواب دیا :'' میرا دل بیمار ہے اور صحت مند میں بھی نہیں، بدن کمزور ہے طاقت بالکل نہیں، قبر وحشت ناک ہے اور کوئی ہمدرد بھی نہیں، سفر طویل ہے اور میرے پاس توشہ نہیں، پل صراط بہت باریک ہے اور میرے

پاس اجازت نامہ بھی نہیں ،آگ شعلہ زن ہے اور میرا بدن نحیف ونزار ہے، جنت بلند مرتبہ مقام ہے اور میرا اس میں کوئی حصہ نہیں اور پروردگار (عزوجل) عادل ہے اور میرے پاس کوئی حجت وعذر نہیں۔''

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے (دل ہی دل میں) اللہ عزوجل سے اس مجوسی کے مسلمان ہوجانے کی دعا کی۔ پھر میں اس مجوسی کے قریب آیا اور اس سے پوچھا کہ تم سلامتی پانے کے لئے مسلمان کیوں نہیں ہوجاتے ؟'' اس مجوسی نے کہا: ''چابی توفَتَّاحْ عزوجل کے پاس ہے، پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہاں قفل (تالا) لگا ہوا ہے۔'' یہ کہنے کے بعد اس پر غشی طاری ہو گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

حضرتِ سیّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض کی: ''اے میرے اللہ ! میرے آقا ! میرے مولا عزوجل ! اگر تیرے پاس اس کا کوئی اچھا عمل باقی ہے تو اس کی روح کے نکلنے اور امید ٹوٹ جانے سے پہلے اس کا بدلہ اسے جلد عطا فرما۔'' تو اسے غشی سے افاقہ ہو آنکھیں کھولیں اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: ''اے شیخ ! فتّاح عزوجل نے چابی بھیج دی ہے، اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں گواہی دوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔'' یہ کہتے ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ اللہ عزوجل کی رحمت میں غوطہ زن ہو گیا۔ چنداشعار:

یَاثِقَتِیْ یَااَمَلِیْ	اَنْتَ الرَّجَااَنْتَ الْوَلِیْ	اِخْتِمْ بِخَیْرٍعَمَلِیْ
وَحَقِّقِ التَّوْبَۃَلِیْ	قَبْلَ حُلُوْلِ اَجَلِیْ	وَکُنْ لِیْ یَارَبِّ وَلِیْ

ترجمہ: (۱) اے میرے اعتماد ! اے میری امید ! تُو ہی میری خواہش ہے اور تُو ہی میرا مددگار ہے۔
(۲) میری زندگی کا خاتمہ نیک اعمال پر فرما، اور مجھے توبہ کی توفیق دے۔
(۳) قبل اس کے کہ مجھے موت آلے، یارب عزوجل ! تُو ہی میرا مددگار ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو ! یہ غفلت کیسی؟ حالانکہ تمہیں کئی مرتبہ سمجھایا جاچکا ہے،------ یہ حیرت کیسی ؟ تمہیں تو مہلت دی جاچکی ہے،------ یہ بے ہوشی کیوں ہے ؟ حالانکہ تم چیختے چلاتے ہو ،------ یہ سکون کیوں ہے ؟ تم سے تو حساب لیا جائیگا، ------ یہ دل لگی کیوں ؟ تم نے تو کُوچ کرجانا ہے،------ کیا سونے والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ بیدار ہو جائیں،------ کیا بندگانِ غفلت پر

ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ نصیحت پکڑیں،۔۔۔۔۔ یاد رکھو کہ اس دنیا میں ہر شخص مسافر ہے لہٰذا اپنے لئے ایسے عمل کرو جو تمہیں قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے نجات دلا سکیں۔

چند اشعار:

آنَ الرَّحِیْلُ فَکُنْ عَلٰی حَذَرٍ　　مَاقَدْ تَرٰی یُغْنِیْ عَنِ الْحَذَرِ

لَاتَغْتَرِرْ بِالْیَوْمِ اَوْ بِغَدٍ　　فَلِرُبَّ مَغْرُوْرٍ عَلٰی خَطَرِ

ترجمہ: (۱) کُوچ (یعنی موت) کا وقت آ پہنچا، کچھ اس کے لئے فکر کر کہ تو نے بے خوف کر دینے والی چیزوں کو نہیں دیکھا۔

(۲) آج یا کل پر گھمنڈ نہ کر کیونکہ بہت سے گھمنڈ کرنے والے خطرہ سے دوچار ہیں۔

(آنسوؤں کا دریا ص ۳۹۔۴۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حاضری کا موقع نہ ملے گا

حضرتِ سیِّدُنا یزید رقاشی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی **موت کے وقت** رونے لگے تو ان سے عرض کی گئی: ''آپ کیوں روتے ہیں؟'' تو ارشاد فرمایا: ''میں اس وجہ سے روتا ہوں کہ اب مجھے راتوں کے قیام، دن کے روزوں اور ذکر کی مجالس میں حاضری کا موقع نہ ملے گا۔''

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۳۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کون سی چیز آپ کو رُلا رہی ہے

حضرتِ سیِّدُنا ابو شَعْثَاء رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی **موت کے وقت** رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے دریافت کیا گیا: ''کون سی چیز آپ کو رُلا رہی ہے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے راتوں کے قیام کا شوق تھا۔''

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۳۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

لیکن میں ان میں نہ ہوں گا

ایک عابد اپنی **موت کے وقت** رونے لگا۔اس سے وجہ دریافت کی گئی تو اس نے جواب دیا کہ ''میں اس بات پر روتا ہوں کہ روزے دار روزے رکھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔ذاکرین ذکر کریں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔ نمازی نمازیں پڑھیں گے لیکن میں ان میں نہ ہوں گا۔''

اے غافل انسان ! ان بزرگوں کو دیکھ ! مرنے پر کیسے افسردہ اور نادِم ہو رہے ہیں کہ موت کے بعد عملِ صالح نہ کر سکیں گے۔اپنی بقیہ عمر سے کچھ حاصل کرلے اور جان لے کہ جیسا کریگا ویسا بھرے گا۔کیا توان لوگوں کی قبروں سے گزرتے ہوئے عبرت حاصل نہیں کرتا؟ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی قبروں میں اطمینان سے ہیں لیکن پھر بھی تمہاری طرف لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں،وہ فوت شدہ اعمال کی تلافی چاہتے ہیں۔ کتنے واعظین نے وعظ کیا،ڈرایا اور موت نے کتنی مٹی کو آباد کر دیا؟ کیا تیرے پاس ایسے کان نہیں جو نصیحت کو سنیں؟کیا توایسی آنکھ نہیں رکھتا جو اپنے محبوب کے جدا ہونے پر آنسو بہائے؟ کیا تیرے پاس ایسا دل نہیں جو خوفِ خداعَزَّوَجَلَّ سے گڑگڑائے؟کیا تجھے اللہ عزَّوَجلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرنے کی طمع نہیں ؟

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۳۳)

حضرتِ سیِّدُنا سُفیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی وصیّتیں

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن مَہدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: وصال سے قبل حضرتِ سیِّدُنا سُفیَان ثَوْرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو پیٹ کا مرض لاحق ہو گیا۔ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ایک دن میں نے عرض کی : ''حضور! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تیمارداری میں مشغول رہتا ہوں جس کی وجہ سے باجماعت نمازادا نہیں کر سکتا،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں کیاارشاد فرماتے ہیں ؟'' فرمایا:''کسی مسلمان کی لمحہ بھر کے لئے خدمت کرنا ساٹھ(60) سال کی باجماعت نمازوں سے افضل ہے۔میں نے عرض کی:'' حضور! یہ بات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس سے سنی؟'' ارشاد فرمایا :'' میں نے حضرتِ سیِّدُنا عاصم بن عُبیداللہ بن عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا،انہوں نے حضرتِ سیِّدُنا عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ'' کسی بیمار مسلمان بھائی کی ایک دن خدمت کرنا مجھے ان ساٹھ(60)سال کی باجماعت نمازوں سے زیادہ پسند ہے جن میں کبھی تکبیرِ اولیٰ بھی فوت نہ ہوئی ہو۔''

جب مرض طول پکڑ گیا توآپ کو گُھٹن سی محسوس ہوئی اور'' اے موت !اے موت !'' کہنے لگے۔ پھر فرمایا :'' میں نہ تو موت کی تمنا کررہا ہوں نہ ہی موت کی دعا مانگ رہا ہوں۔ بلکہ میں تو''لفظِ موت'' کہہ رہاہوں۔''جب وصال کاوقت قریب آیا توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ زار وقطار رونے لگے ۔میں نے عرض کی:'' اے ابو عبداللہ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ ! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا :'' **موت کے وقت** کی شدید تکلیف کی وجہ سے رورہاہوں،اے عبدالرحمٰن !اللہ عَزَّوَجَلَّ، زبردست طاقت والا ہے۔''میں نے دیکھا کہ کثرت بکاء (یعنی بہت زیادہ رونے)کی وجہ سے آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں ڈھلک گئی تھیں اور پیشانی پر پسینہ آرہا تھا۔فرمایا :''میری پیشانی سے پسینہ صاف کردو۔'' میں نے پسینہ صاف کیاتو دوبارہ آگیاتو آپ نے کہا : ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔'' (پھر فرمایا)میں نے حضرتِ سیِّدُ نامنصور سے،انھوں نے حضرتِ سیِّدُ ناہِلَال بن یَساف سے،انھوں نے حضرتِ سیِّدُ نابُرَیدَہ اَسْلَمِی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کی:آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ '' میں نے سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، بِاِذْنِ پروردْگاردو عالَم کے مالک و مختارعَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے سنا:'' بے شک مؤمن کی روح پسینے کے ساتھ نکلتی ہے۔''

(جامع الترمذی،ابواب الجنائز،باب ماجاء فی التشدید عندالموت،الحدیث ۹۸۰،ص۱۷۴۵"روح"بدلہ"نفس")

(پھر فرمایا)اے ابن مَہدی! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتا ہوں کہ اس دنیا سے ایمان کے ساتھ جاؤں گا۔اے ابنِ مَہدی! تیرا بھلا ہو! کیا تجھے معلوم ہے کہ عنقریب میری ملاقات کس سے ہوگی؟ سن! میں اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جارہاہوں جو اپنے بندوں پر رحم دل اور شفیق ماں سے زیادہ رحم فرمانے والا،سب سے زیادہ کریم وجواد ہے۔اے عبدالرحمٰن !جب مجھے اپنے کریم پروردگارعَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کابہت زیادہ شوق ہے توپھر میں موت کو کیوں مکروہ جانوں گا؟'' آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی یہ ایمان افروز باتیں سن کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی،روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں۔آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہونے لگی توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ۔ہائے موت کا درد !ہائے موت کادرد ! لیکن یہ آواز اس وقت آئی جب آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ ہوش میں نہ تھے ورنہ بحالت ہوش آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ بھی دردوالَم کی شکایت نہ کی۔جب آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کوہوش آیاتوفرمایا:''

میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے قاصدوں (یعنی فرشتوں) کی آمد مرحبا! طَیِّبِین کو خوش آمدید!'' یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر بے ہوش ہوگئے۔میں سمجھا کہ شاید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا ہے، میں آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی سے پسینہ صاف کرنے لگا کچھ دیر بعد آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا:''اے عبدالرحمٰن !پڑھو۔''میں نے عرض کی:''کیا پڑھوں؟'' فرمایا: ''رحمت کے فرشتوں کو لانے والی اور شیطانوں کو دور کرنے والی سورت (یٰسین شریف) کی تلاوت کرو۔''

میں نے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت شروع کی،دورانِ تلاوت مجھ پر رقت طاری ہوگئی، رونے کی وجہ سے مجھ سے بعض حروف کی صحیح ادائیگی نہ ہو سکی تو آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:''جن الفاظ میں غلطی ہوئی ہے انہیں دوبارہ پڑھو۔''آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے وہ غلطی درست کرائی اور آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ پر پھر غشی طاری ہوگئی۔کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر اُوپر کی جانب دیکھنے لگے۔ گھر والے اور بچے رونے لگے، ان کی ہلکی ہلکی چیخیں بلند ہوئیں لیکن یہ آواز گھر تک ہی محدود تھی باہر سنائی نہ دیتی تھی۔جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ ہوش آیا تو فرمایا:''یہ چیخ وپکار اور رونا کیسا؟''میں نے عرض کی:'' گھر کی عورتوں پر رقت طاری ہوگئی ہے۔'' فرمایا:'' اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائے، خاموش ہو جاؤ! چیخ وپکار اور رونا بند کرو! اپنے کپڑے ہر گز نہ پھاڑنا کیونکہ نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا زمانہ جاہلیت کے کام ہیں، ان چیزوں کو ترک کرو اور اس طرح کہو:''اے سُفْیان ثَوری!اللہ تبارک وتعالیٰ قولِ ثابت کے ساتھ تجھے ثابت قدم رکھے ۔تیری حجتیں تجھے پہنچ جائیں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحمت کے فرشتے نازل فرمائے۔'' میرے انتقال کے بعد کثرت سے یہ دعائیں کرنا۔ابھی اس طرح دعا کرو: ''اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ!جو ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں اس سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطافرمااوراس پر یقینِ کامل عطافرما۔''(آمین)

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ المنّان فرماتے ہیں: پھرآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے فرمایا:'' حَمَّاد بن سَلَمَہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو میرے پاس بلا لاؤ، میں پسند کرتا ہوں کہ وقتِ رخصت وہ میرے پاس موجود ہوں۔'' میں حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور عرض کی: ''حضرتِ سیِّدُنا سُفْیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی حالتِ نزع میں ہیں۔یہ سنتے ہی آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فوراً ننگے پاؤں صرف ایک چادر پہنے جلدی جلدی وہاں پہنچے۔اس وقت حضرتِ سیِّدُنا سُفْیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی پر غشی طاری تھی۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے فرطِ محبت میں ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگے:''اے ابوعبداللہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کو برکت عطافرمائے۔ہم آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت زیادہ مشتاق تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو ہوش آیا تو کہا: ''تمام تعریفیں اس پاک پروردگارعَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق کے فنا ہونے کا فیصلہ فرمایا۔'' میں نے عرض کی: ''حضور! دیکھئے! حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس موجود ہیں۔'' فرمایا: '' اے میرے بھائی! مرحبا، مرحبا! میرے قریب آجاؤ! اے حَمَّاد! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہنا اور حالتِ نزع کی تکالیف کو دیکھ لو عنقریب تم پر بھی یہ کیفیت طاری ہونے والی ہے۔ تم نہیں جانتے کہ پیغامِ اَجَل تمہیں اپنے گھر میں آئے گا یا کہیں اور، صبح آئے گا یا شام کو۔

یہ سن کر میں اور حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد فکر میں مبتلا ہوگئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب اِفاقہ ہوا تو فرمایا: '' اے حَمَّاد! ذرا سوچ اور اس بارے میں غور و فکر کر، جب تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اے حَمَّاد! اگر تو رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو دیکھ لیتا تو کبھی بھی دنیاوی زندگی کو پسند نہ کرتا، وہ لوگ وصال کے اتنے شوقین تھے کہ موت بھی ان کی اتنی خواہش مند نہ ہوگی۔ وہ گمان کرتے تھے کہ گویا ہم جہنم میں داخل ہوں گے بس یہی سوچ کر وہ تڑپتے اور روتے رہتے اور ان کی آنکھوں سے سَیْلِ اَشک رَواں ہو جاتا حالانکہ جنت ان کے سامنے ہوا کرتی تھی، وہ ساری ساری رات قیام و سجود میں گزار دیتے تھے۔ اللہ ربُّ العزّت نے اپنی پاکیزہ کتاب قرآنِ پاک میں ان کی عمدہ صفات اور بہترین اوصاف کا ذکر فرمایا۔ اے حَمَّاد! غرور و تکبر، ریاکاری اور خود پسندی سے بچتے رہنا، ان صفاتِ مذمومہ (یعنی بری صفات) کے ہوتے ہوئے دِین سلامت نہیں رہتا۔ اے حَمَّاد! چھوٹوں کے لئے سراپا شفقت اور بڑوں کے لئے سراپا عاجزی و محبت بن جاؤ۔ لوگوں کے لئے وہی بات پسند کر۔ جب تمہیں تنہائی میسر آئے تو سفرِ آخرت کے بارے میں غور و فکر کرکے اپنے آپ پر خوب رویا کرو اور سوچا کرو کہ تمہاری ابتداء و انتہاء کیا ہے۔ غور و فکر کر کہ تجھے ایک امرِ عظیم درپیش ہے، وہ امر ایسا سخت ہے کہ اس کی سختی لوہا و پتھر بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر تو اس دُشوار گزار گھاٹی سے نجات پا گیا تو سمجھ لے کہ تو کامیاب ہوگیا اور اگر خدانخواستہ اس گہری کھائی میں گر گیا تو بد بختوں میں سے ہوگا اور تجھے ایسا غم ملے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور آگ میں جلنے والے کو سکون نہیں ملتا۔ اے حَمَّاد! اغنیاء کی مجالس سے بچتے رہنا! بے شک وہ تیری زندگی تیرے لئے ناپسندیدہ بنا دیں گے۔ مغروروں کی مجالس میں ہرگز نہ بیٹھنا، ان کی صحبت سے بچتے رہنا۔ اگر ان کے ساتھ بیٹھے گا تو وہ تجھے اپنی بری عادتیں سکھائیں گے۔ ہاں! علماء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری لازم کر۔ ان کے سامنے نرمی سے گفتگو کر، انہیں گُھور گُھور کر ہرگز نہ دیکھنا، نہایت عاجزی و

اِنکساری کے ساتھ ان سے ملنا، اگر تو ایسا کریگا تو ان کی بھلائیوں سے تجھے بھی حصہ ملے گا اور تو ان کی برکتوں سے فیض یاب ہوگا۔

ہائے ! اب ایسے علماء کہاں ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے جانے کے بعد ان کے وارث بنتے ہیں۔ہائے ! وہ اس فانی دنیا کو اس کے چاہنے والوں کے لیے چھوڑ کر دارِبقاء کی طرف چلے گئے ،انہیں عالِم اس لئے کہا گیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا جو حق ان پر ہے اسے پہچانتے ہیں اور ان کا اپنے اوپر جو حق ہے اسے بھی جانتے ہیں۔پس یہ لوگ آگ سے دور بھاگتے اور جنت کی امید رکھتے ہیں۔جو چیزیں اللہ رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہیں یہ بھی انہیں ناپسند کرتے ہیں اور جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ پسند فرماتا ہے یہ اس سے محبت کرتے ہیں ۔اے حَمَّاد ! دنیا کی رنگینیوں میں کھوئے ہوئے علماء سے بچنا ! بے شک جو بھی ان کے قریب جائے گا یہ اسے فتنے میں ڈال دیں گے۔اگر کوئی جاہل ان کے پاس بیٹھے گا تو اس کی جہالت میں مزید اضافہ ہوگا.کوئی جاننے والا ان کے پاس جائے گا تو یہ اس کی فکرِآخرت میں کمی کا سبب بنیں گے۔ایسے ہی لوگوں کے کاموں سے رسول اللہ عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلَّم نے ڈرایا اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

اے حَمَّاد ! تو جہاں بھی رہے ہر حال میں ہر جگہ صدق کو اپنے اوپر لازم رکھنا کیونکہ سچائی کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا۔ صبر کو اپنے اوپر لازم کر لینا ! بے شک یہ دین کا بادشاہ ہے، یقین کو مضبوطی سے تھام لینا کیونکہ یہ اسلام کی بلندی کا سر چشمہ ہے۔اے حَمَّاد ! علمِ دین کو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ نہ بیچنا بلکہ اس کے ذریعے اس رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہونا جو چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی قبول کرتا اور بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔ یہ میری وصیت ہے،اسے مضبوطی سے تھام لینا۔اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہو گئ ہم نے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم سے پسینہ نکل رہا تھا اور قدم ٹھنڈے ہو چکے تھے ۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہوش آیا تو فرمایا : ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ بے شک مؤمن ہر حال میں بھلائی کو پہنچتا ہے۔مؤمن کی روح اس کے پہلوؤں سے نکلتی ہے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد کرتا ہے، تمام تعریفیں اسی خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں جو اکیلا ہی ہر حمدِ حقیقی کے لائق ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھئے۔''تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلمہ طیبہ پڑھ کر یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی :

رَبَّنَآ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَیۡرَ الَّذِیۡ کُنَّا نَعۡمَلُ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔(پ22،الفاطر:37)

پھر یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے اور بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں۔ (پ7،الانعام:28)

پھر اُوپر دیکھا اور یہ آیتِ کریمہ پڑھی:

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ ہم نے انہیں نہ بنایا مگر حق کے ساتھ۔(پ25،الدخان:38-39)

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آواز بند ہو گئی۔ حضرتِ سیّدُنا عبد الرحمٰن بن مَہدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے حضرتِ سیّدُنا حمّاد بن سَلَمہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو یہ فرماتے سنا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس عظیم ولی کے بعد مشرق ومغرب میں اس کی مثل کوئی نہیں۔ یہ بزرگ انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں کے آئینہ دار تھے۔'' یہ کہہ کر حضرت سیّدُنا حمّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد رونے لگے، یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر رحم فرمائے۔ اطمینان رکھئے اور رونا موقوف کر دیجئے۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے'' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رَاجِعُوْن'' پڑھ کر کہا: '' اے عبد الرحمٰن بن مَہدِی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تیرا بھلا ہو! ان کے بعد ایسا کون ہے جس پر رویا جائے۔''کچھ دیر بعد حضرتِ سیّدُنا سُفیان ثَورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کلام کرنے لگے اور مجھے پکارا۔ میں نے کہا: '' میں حاضر ہوں۔'' فرمایا: ''دینار کا چوتھا حصہ دے کر میری قبر کھدوانا، دینار کے چوتھے حصے کی خوشبو وغیرہ خریدنا اور نصف دینار کا کفن خرید لینا مجھے میری اسی چادر میں غسل دینا پھر اسے ہی میرے کفن کی چادر بنا دینا اور جو قمیص میں نے پہنی ہوئی ہے اسے پھاڑ کر دھو کر میرے کفن کی قمیص بنا دینا مجھ پر اس سے زائد بوجھ نہ ڈالنا اور یہ تمام کام اس وقت کرنا جب مجھے اس مکان سے دور لے جاؤ ورنہ اژدہام (یعنی لوگوں کا ہجوم) ہو جائے گا اور تجھے میری وجہ

سے مشقت ہوگی اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے مشقت ہو۔ پھر میری نمازِ جنازہ پڑھنا، خبردار چیخ وپکار ہر گز نہ کرنا۔'' اتنا کہہ کر ولئ کامل حضرتِ سیّدُنا سُفیَان ثَورِی علیہ رحمۃاللہ القوی داعی اَجل کو لَبَّیْک کہتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

میں نے حضرتِ سیّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو دیکھا کہ روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے۔ صبر کیجئے۔'' فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں بھی اجر عطا فرمائے۔'' پھر میں نے حضرتِ سیّدُنا سُفیَان ثَورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر کپڑا ڈال دیا، گھر کی عورتیں شدتِ غم سے رو رہی تھیں لیکن ان کی آواز پست تھی۔ میں نے حضرتِ سیّدُنا حَمَّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے کہا: ''ان کے غسل وغیرہ کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیا رائے ہے۔'' فرمایا: ''اس وقت تک انہیں بالکل حرکت نہ دینا جب تک ہم انہیں اس مکان سے دور نہ لے جائیں۔'' چنانچہ، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسمِ مُبارَک کو لے چلے، راستے میں کچھ لوگوں نے دیکھا تو جمع ہوگئے اور کہا: '' یہ تو میّت ہے۔'' جب انہوں نے چادر ہٹا کر دیکھا تو کہا: '' ہم اسی کوفی کی تلاش میں تھے۔'' کچھ دیر بعد حاکمِ وقت بھی آگیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی میّت کی بے حرمتی کریگا اور سر کاٹ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بدن کو لٹکا دے گا۔ اسی خطرے کے پیشِ نظر لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار نکال لئے اور پختہ ارادہ کر لیا کہ اگر حاکم نے ہلکی سی گستاخی بھی کی تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ حاکم مجمع کے قریب آیا، لوگوں کو دور کرتے ہوئے جنازے کے قریب پہنچا اور حضرتِ سیّدُنا سُفیَان ثَورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر بلند آواز سے رونے لگا۔ لوگ تو پہلے ہی غمزدہ تھے اب سارا مجمع رونے لگا۔ بچے، بوڑھے، جوان، مرد وعورت الغرض ہر شخص رو رہا تھا ہر آنکھ پُرنم تھی۔ حاکم نے فقہاءِ کرام علیہم الرحمۃ کو بلوا کر کہا: '' مجھے اس ولئ کامل کی تدفین کے بارے میں مشورہ دو۔''

حضرتِ سیّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں موجود تھے، انہوں نے فرمایا: '' اے امیر! میری رائے یہ ہے کہ انہیں ان کی چادر اور قمیص کا کفن دیا جائے اور ہم خود اپنے ہاتھوں سے انہیں غسل دیں، بے شک انہیں یہی بات پسند تھی۔ حاکم نے کہا: '' ٹھیک ہے، تم لوگ انہیں غسل دے کر انہی کپڑوں کا کفن پہناؤ، لیکن اس کے بعد میں اپنی طرف سے کفن پہناؤں گا۔'' پھر حضرتِ سیّدُنا حَمَّاد بن سَلَمَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت کے ساتھ مل کر غسل دیا، قمیص کو کفنی اور آپ کی

چادر کو ازار (یعنی کفن کی چادر) بنایااور خوشبو وغیرہ لگائی۔ پھر حاکم نے سفید قیمتی کپڑا منگوا کر اپنی طرف سے کفن پہنایا۔جب حاکم کی طرف سے دیئے جانے والے کفن کی قیمت معلوم کی گئی تو وہ دو سو(200) دینار تھی۔آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کاجنازہ قبرستان لایا گیااور بعد نمازِ مغرب اس ولیٔ کامل کو دفنا دیا گیا۔

حضرتِ سیّدُنا عبدالرحمٰن کہتے ہیں: مجھ سے حضرتِ سیّدُنا فُضَیل بن عیَاض علیہ رحمۃاللہ الوہاب نے فرمایا: '' مجھے حضرتِ سیّدُنا سُفیَان ثَورِی علیہ رحمۃاللہ القوی کے متعلق کچھ بتاؤ۔''جب میں نے آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے اَخلاق وعبادات کے متعلق بتایا تو آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ روتے ہوئے فرمانے لگے : ''کیاتم جانتے ہو کہ حضرتِ سیّدُنا سُفیَان ثَورِی علیہ رحمۃاللہ القوی کون تھے؟ سنو! ان کے بعد ان جیسا کوئی اور نہیں ملے گا، وہ امام تھے ،فاضل تھے ،اَدب سکھانے والے، نصیحت کرنے والے اور بہترین اُستاذ تھے۔'' (عیون الحکایات جلد دوم ص۳۱۸۔۳۲۳)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مُردوں کو زندوں کے نیک اعمال کافائدہ

حضرتِ سیّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃاللہ الوالی کی والدۂ محترمہ بہت زیادہ عابدہ وزاہدہ تھیں، کثرتِ مجاہدات کی وجہ سے ''راہبہ''مشہور تھیں۔جب موت کاوقت قریب آیا تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح عرض گزار ہوئیں:

''اے میرے اعمال کے مالک عَزَّوَجَلَّ! اے میری اُمیدگاہ !اے وہ ذات جس پر قبل از موت وبعدازموت میرا اعتماد وبھروسہ ہے! اے میرے خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ ! **موت کے وقت** مجھے رُسوانہ کرنا، قبر میں مجھے بے یارومددگارنہ چھوڑنا۔''انہی الفاظ پر اس کاانتقال ہوگیا۔ان کے بیٹے حضرتِ سیّدُنا عثمان بن سَوْدَہ طُفَاوِی علیہ رحمۃاللہ الکافی فرماتے ہیں:'' اپنی والدہ کے وصال کے بعد میں ہر جمعہ اُن کی قبر پر جاتا،ان کے لئے اور تمام اہلِ قبور کے لئے دعائے مغفرت کرتا۔ایک مرتبہ خواب میں والدہ کو دیکھاتو عرض کی: ''اے میری پیاری امی جان!آپ کاکیاحال ہے؟''کہا:''میرے بچے!بے شک موت بڑی دردناک ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے میراانجام اچھاہوا،میرے لئے خوشبوئیں، باغات اور بہترین نرم وملائم بستر ہیں جن پر سُنْدُس اوراِسْتَبْرَق(۱) کے تکیے ہیں،ان میں روزِ محشر تک انہی آرام دہ نعمتوں میں رہوں گی۔''میں

نے کہا: ''پیاری امی جان! کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟'' کہا: ''جی ہاں۔'' میں نے پوچھا: ''بتایئے کیا حاجت ہے؟'' کہا: ''میری قبر پر حاضری اور ہمارے لئے دعائے مغفرت کرنا ہر گز ترک نہ کرنا۔ کیونکہ جب تُو جمعہ کے دن میری قبر پر آتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے: ''اے راہبہ! دیکھ تیرا بیٹا تیری قبر پر آیا ہے۔'' یہ سن کر میں بھی خوش ہوتی ہوں اور میرے پڑوسی مُردے بھی خوش ہوتے ہیں۔ للٰذا میری قبر کی زیارت ہر گز ترک نہ کرنا۔'' (عیون الحکایات جلد دوم ص ۳۵۵۔۳۵٦)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

لذت علم محسوس ہوگی

ایک فقیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی **موت کے وقت** ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے درآں حالیکہ آپ پر جان کنی کی کیفیت طاری تھی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اہمیت علم جتانے کیلئے ان سے پوچھا کہ رمی جمار کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیدل؟ جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خود ہی اس کا جواب دیا۔ لہٰذا ایک فقیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام وقت تحصیل فقہ میں مشغول رہے، تب ہی کہیں جا کر اس کو لذت علم محسوس ہوگی۔

(راہِ علم ص ۸۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جاں بخش لذتیں

حضرت سیدنا عامر بن عبدالقیس رضی اللہ تعالی عنہ اپنی **موت کے وقت** بے قرار ہو کر رونے لگے۔ جب ان سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا، ''میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں بلکہ میں تو اس فکر میں رو رہا ہوں کہ اب میں مر رہا ہوں تو اب گرمیوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس اور سردیوں کی طویل راتوں میں رات کے قیام کی لذت مجھے کہاں اور کیسے نصیب ہوگی، ہائے یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں؟۔۔۔۔۔۔'' یہی کہتے کہتے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔''

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، ج۵، ص ۲۳۲)

دو مصیبتیں

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: دو مصیبتیں ایسی ہیں جن کی مثل اگلے اور پچھلے لوگوں نے نہیں سنا اور وہ بندے کے لئے اس کے مال میں **موت کے وقت** ہوتی ہیں پوچھا گیا وہ کیا مصیبتیں ہیں؟ فرمایا: ایک یہ کہ اس سے تمام مال چھین لیا جاتا ہے اور دوسری یہ کہ تمام مال کا حساب دینا پڑتا ہے۔ (اِحیاءعلوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان ذم المال و کراھۃ حبہ، ج۳، ص۳۱۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرتِ عمر بن عبد العزیز کا وقت مرگ

مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی **موت کے وقت** مسلمہ بن عبد الملک نے آکر کہا: امیر المومنین! آپ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے حکمرانوں نے نہیں کیا۔ آپ اپنی اولاد کو تنگدست چھوڑ کر جارہے ہیں؟ حضرتِ عمر بن عبد العزیز کے تیرہ بچے تھے، آپ نے یہ سن کر فرمایا: مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ جب آپ بیٹھ گئے تو فرمایا: تم نے یہ کہا ہے کہ میں نے ان کے لئے مال ودولت نہیں چھوڑی ہے۔ میں نے کبھی ان کا حق نہیں روکا اور نہ کبھی انہیں دوسروں کا حق دیا ہے، اگر یہ اطاعت گزار رہیں گے تو اللہ تَعَالٰی ان کی ضرورتیں پوری کرے گا، وہی نیکوں کا سرپرست ہے اور اگر یہ بدکار نکلے تو مجھے انکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(مکاشفۃ القلوب ص۲۷۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

معاملہ اور سخت ہوگیا

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میرا ایک پڑوسی تھا میں اس کی **موت کے وقت** اس کے پاس گیا تو وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا: اے مالک! اس وقت مجھے اپنے سامنے آگ کے دو پہاڑ نظر آرہے ہیں اور کہا جارہا ہے ان پر چڑھو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے گھر والوں سے اس کا حال اور عمل پوچھا تو انہوں نے کہا: اس شخص نے ماپنے کے دو پیمانے رکھے ہوئے ہیں، ایک سے غَلَّہ خریدتا ہے اور دوسرے سے بیچتا ہے۔ میں نے وہ دونوں پیمانے منگوائے اور ایک دوسرے پر مار کر توڑ دیئے، پھر میں نے اس

سے دریافت کیا اب کیسا حال ہے؟ اس نے کہا: مجھ پر معاملہ اور زیادہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔

(تنبیہ الغافلین مختصر منہاج العابدین ص۱۷۹۔۱۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تلقین کرنی شروع کی

حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو **موت کے وقت** کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی شروع کی تو انہوں نے فرمایا: ''بیٹا! مجھے چھوڑ دو میں اپنے چھٹے یا ساتویں وظیفہ میں مشغول ہوں۔ ''

(صفۃ الصفوۃ، الرقم:۵۱۵، ثابت بن مسلم البنانی، ج۳، ص۱۷۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کیا تو موت کو پسند کرتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا عون بن مغیرہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَفَّار نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایک آدمی کی عمر پانچ سو سال ہوئی، **موت کے وقت** اس سے پوچھا گیا: ''کیا تو موت کو پسند کرتا ہے؟ ''اس نے کہا: ''افسوس! روح سے جدائی کون پسند کرتا ہے۔''

(الزہد الکبیر للبیھقی، الحدیث:۶۲۲، ص۲۳۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

گھبراہٹ طاری ہوئی

حضرتِ سیِّدُنا عِکرِمہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه پر **موت کے وقت** گھبراہٹ طاری ہوئی، آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: ایک آیتِ مبارکہ کے سبب مجھ پر خوف طاری ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔ (پ۲۴ الزمر ۴۷)

مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے میرے لئے وہ بات ظاہر ہو جائے جو میرے خیال میں نہ ہو۔ (حلیۃ الاولیاء جلد سوم ص ۲۱۵۔۲۱۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

خلیفہ مُنتَصِر باللہ کے آخری کلمات

خلیفہ منتصر باللہ پر **موت کے وقت** گھبراہٹ طاری تھی کسی نے کہا: اے خلیفۂ وقت! مت گھبرائیں۔ تو وہ کہنے لگا: گھبراہٹ صرف اس بات کی ہے کہ دنیا جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایک کے بدلے ہزاروں درہم

حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد بن نصیر بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی نے حضرت سیِّدُنا شیخ شِبْلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے خادم بکران الدینوری سے پوچھا: "**موت کے وقت** حضرت سیِّدُنا شیخ شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کیا کیفیت تھی؟" جواب دیا: "آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ایک شخص کا درہم میرے ذمے ہے جو ظلم کی راہ سے میرے پاس آگیا تھا حالانکہ میں اس کے مالک کی طرف سے ہزاروں درہم صدقہ کر چکا ہوں مگر مجھے سب سے زیادہ اسی کی فکر کھائے جارہی ہے۔" پھر ارشاد فرمایا: "مجھے نماز کے لئے وضو کروادو۔" میں نے وضو کروادیا لیکن داڑھی میں خلال کروانا بھول گیا اور چونکہ اس وقت آپ بول نہیں پارہے تھے اس لئے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داڑھی میں داخل کردیا پھر آپ انتقال فرما گئے۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رونے لگے اور فرمانے لگے: "تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے جس سے عمر کے آخری لمحے بھی شریعت کا کوئی ادب فوت نہ ہوا۔"

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۹)

دل کے دروازے پر 40 سال

حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن علی کَتّانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے **موت کے وقت** پوچھا گیا کہ آپ کا عمل کیا تھا؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: اگر میری موت کا وقت قریب نہ ہوتا تو میں تم لوگوں کو اس کے متعلق ہر گز نہ بتاتا، میں اپنے دل کے دروازے پر 40 سال تک کھڑا رہا جب بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی دوسری چیز نے اس میں آنے کی کوشش کی میں اس کے سامنے رکاوٹ بن گیا۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۸۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سخی کی موت آسان ہوتی ہے

حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حکم بن عبد الملک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے **موت کے وقت** دیگر لوگوں کے ساتھ میں بھی موجود تھا، میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان پر موت کی سختیاں آسان کر دے کیونکہ یہ اس اس طرح تھے، میں نے ان کی کچھ خوبیاں ذکر کیں، آپ کی حالت کچھ سنبھلی تو پوچھا: یہ کون بول رہا ہے؟ میں نے عرض کی: میں۔ فرمایا: ملک الموت مجھ سے فرمارہے ہیں کہ میں ہر سخی پر (روح قبض کرنے میں) نرمی کرتا ہوں۔ یہ کہنے کے بعد ان کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۸۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کس لئے نہ گھبراؤں

حضرت سیِّدُنا یوسف بن اَسباط عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب کے **موت کے وقت** حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ان کے پاس آئے اور انہیں بے چینی کا شکار دیکھ کر پوچھا: کیا یہ گھبراہٹ اور پریشانی کا وقت ہے؟ انہوں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! میں کس لئے نہ گھبراؤں اور کیونکر پریشان نہ ہوں جبکہ میں جانتا ہوں میں نے کوئی عمل اخلاص کے ساتھ نہیں کیا۔ حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا: اس نیک آدمی پر حیرت ہے جسے مرتے ہوئے اس بات کا یقین ہو کہ اسے اپنا ایسا کوئی عمل یاد نہیں جو اخلاص کے ساتھ کیا ہو۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۸۲)

تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ　　　میں تھر تھر رہوں کا نپتا یا الٰہی

(وسائل بخشش ص ۱۰۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جو نماز کی پابندی کریگا

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے :''جو نماز کی پابندی کریگا اللہ عزوجل پانچ باتوں کے ساتھ اس کا اکرام فرمائے گا: (۱)اس سے تنگی اور (۲) قبر کا عذاب دور فرمائے گا (۳)اللہ عزوجل نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا (۴) وہ پل صراط سے بجلی کی تیزی سے گزر جائے گا اور (۵)جنت میں بغیر حساب داخل ہو گا اور جو نماز کو سستی کی وجہ سے چھوڑے گا اللہ عزوجل اسے پندرہ سزائیں دے گا: پانچ دنیا میں، تین **موت کے وقت**، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت۔ دنیا میں ملنے والی سزائیں یہ ہیں: (۱)اس کی عمر سے برکت ختم کر دی جائے گی (۲) اس کے چہرے سے صالحین کی علامت مٹا دی جائے گی (۳)اللہ عزوجل اسے کسی عمل پر ثواب نہ دے گا (۴)اس کی کوئی دعا آسمان تک نہ پہنچے گی اور (۵) صالحین کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا۔

موت کے وقت دی جانے والی سزائیں یہ ہیں (۱) وہ ذلیل ہو کر مرے گا (۲) بھوکا مرے گا اور (۳) پیاسا مرے گا اگرچہ اسے دنیا بھر کے سمندر پلا دیئے جائیں پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے گی۔

بے نمازی کو قبر میں دی جانے والی سزائیں یہ ہیں (۱) اس کی قبر کو اتنا تنگ کر دیا جائے گا کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی (۲)اس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی پھر وہ دن رات انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا رہے گا اور (۳) قبر میں اس پر ایک اژدھا مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع ہے، اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی جبکہ ناخن لوہے کے ہوں گے، ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت تک ہو گی، وہ میت سے کلام کرتے ہوئے کہے گا: ''میں اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع یعنی گنجا سانپ ہوں۔'' اس کی آواز کڑک دار بجلی کی سی ہو گی، وہ کہے گا:''میرے رب عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ نمازِ فجر ضائع کرنے پر طلوع آفتاب کے بعد تک مارتا رہوں اور نمازِ ظہر ضائع کرنے پر عصر تک مارتا رہوں اور نمازِ عصر ضائع کرنے پر

مغرب تک مارتا رہوں اور نمازِ مغرب ضائع کرنے پر عشاء تک مارتا رہوں اور نمازِ عشاء ضائع کرنے پر فجر تک مارتا رہوں۔'' جب بھی وہ اسے مارے گا تو وہ 70 ہاتھ تک زمین میں دھنس جائے گا اور وہ قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہے گا۔

قبر سے نکلتے وقت میدان محشر میں ملنے والی سزائیں: (۱) وہ حساب کی سختی (۲) ربِّ قہار عزوجل کی ناراضگی اور (۳) جہنم میں داخلہ ہیں۔''

(کتاب الکبائر للامام الحافظ الذہبی، فصل فی المحافظۃ علی الصلوات والتہاون بہا، ص ۲۴)

وضاحت: اس حدیثِ پاک میں عدد کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے وہ 15 کے عدد کو پورا نہیں کرتی کیونکہ تفصیل 14 سزاؤں کی بیان ہوئی ہے شاید راوی پندرہویں سزا بھول گئے۔

(جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد ا ص ۴۴۳۔۴۴۴)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

ناپسند کرتا ہے

محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اللہ عزوجل زندگی میں بُخل اور **موت کے وقت** سخاوت کرنے والے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔''

(الجامع الصغیر للسیوطی، حرف الھمزۃ، الحدیث:۱۸۵۷، ص ۱۱۵)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

بھلائی کے ساتھ وصیت کر

مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے ابنِ آدم! تُو جب تک زندہ رہا بُخل کرتا رہا اور جب تیری موت کا وقت آیا تو اپنا مال لٹانے لگا، دو خصلتوں کو جمع نہ کر: (۱) زندگی میں برائی اور (۲) **موت کے وقت** بھی برائی، بلکہ اپنے ان رشتہ داروں کی طرف دیکھ جو محروم ہیں اور وارث نہیں بنتے، لہٰذا ان کے لئے بھلائی کے ساتھ وصیت کر۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال البخل من الاکمال، الحدیث:۷۴۱۳، ج۳، ص ۱۸۳)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

خوفناک صورت

منقول ہے :''حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: ''کیاتم مجھے وہ صورت دکھا سکتے ہو جس میں تشریف لا کر نافرمانوں کی روح قبض کرتے ہو؟''حضرتِ سیدنا عزرائیل علیہ السلام نے کہا: ''آپ علیہ السلام سہہ نہیں سکیں گے۔''حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃوالسلام نے کہا: ''کیوں نہیں (میں دیکھ لوں گا)۔'' انہوں نے کہا: ''آپ مجھ سے الگ ہو جائیے۔''حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃوالسلام الگ ہوگئے۔ پھر ادھر متوجہ ہوئے تو ملاحظہ کیا، کالے کپڑوں میں ملبوس ایک سیاہ فام شخص ہے جس کے بال کھڑے ہیں ، بدبوآ رہی ہے، اس کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دُھواں نکل رہا ہے۔(یہ دیکھ کر) حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃوالسلام پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش آیا تو ملک الموت علیہ السلام اپنی اصل حالت پر آ چکے تھے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے ملک الموت (علیہ السلام) ! **موت کے وقت** صرف تمہاری صورت دیکھنا ہی فاسق وفاجر کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔'' (احیاءعلوم الدین، کتاب الذکر والموت ومابعدہا، باب ثالث فی سکرات الموت۔۔۔۔۔۔الخ، ج۵، ص۲۱۰)

حضرتِ سیِّدُ ناابراہیم خلیل اللہ علٰی نبیناوعلیہ الصلٰوۃوالسلام نے کچھ لوگوں کو میت پر روتے ہوئے دیکھ کر ارشادفرمایا: ''اگر تم میت پر رونے کی بجائے خود اپنی جانوں پر روتے تو تمہارے لئے بہتر تھا کہ میت کو توتین ہولناک مراحل سے نجات مل گئی ہے: (۱)۔۔۔۔۔۔ملک الموت کو اس نے دیکھ لیا(۲)۔۔۔۔۔۔موت کا ذائقہ بھی اس نے چکھ لیااور (۳)۔۔۔۔۔۔اسے (برے) خاتمے کا خوف بھی نہ رہا۔'' لہٰذا عقل مند انسان کو چاہے کہ اپنی جان پر روئے کہ یہی اس کے زیادہ لائق ہے اور اسے اس بات سے ہر گز غافل نہیں ہونا چاہے کہ موت اس کی تلاش میں اس کے پیچھے پیچھے ہے۔

اے میرے اسلامی بھائیو! موت جیسا واعظ و مبلغ کوئی نہیں، مگر تم اس سے عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے۔وہ تمہاری تلاش میں ہے اور تم اس سے بے خبر۔کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ تمہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے؟(سنو!) موت کا جام ہر ایک کو پینا ہے۔ توشہ ساتھ لے لو، قافلہ چلنے کو تیار ہے۔ دُنیا کی رنگینیوں سے دھوکا نہ کھانا کہ یہ تو عارضی ہیں۔ جھوٹی اُمیدوں سے بچو کہ ان کا زہر زہرِ قاتل ہے۔کب تک غفلت وجہالت کی چادر اوڑھے رہوگے ؟کب تک دنیوی مال اور اہل وعیال کے دھوکے میں رہوگے ؟کب تک اس حقیر وذلیل دُنیاکوآخرت پرترجیح دیتے رہوگے ؟ حالانکہ یہ تمہاری ہلاکت وبربادی کے لئے کوشاں ہے۔کب تک اپنے سے پہلے جانے والوں کے پاس پہنچنے کو بھولے رہوگے ؟ کب تک کثرتِ ملامت وعتاب تم میں بے

اثر رہے گی؟ کب تک اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر کُوچ کرنے کو یاد نہیں کروگے؟آخر کب تک تمہیں نصیحت سمجھ میں نہیں ائے گی؟ بے شک تجھے کہا گیا، '' جاگ جا او بے خبر! جاگ جا۔ تیرے جیسے کتنوں کے ساتھ خواہشات کھیلیں۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ کافرمانِ عالیشان ہے:

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ (پ30،التکاثر:1،2)

ترجمہ کنزالایمان: تمہیں غافل رکھامال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کامنہ دیکھا۔

یعنی مال واولاد کی زیادہ طلبی نے تمہیں موت کی تیاری سے غافل رکھا۔ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا:'' عذابِ قبرسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرو۔''

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہاں ہاں جلد جان جاؤگے۔(پ30،التکاثر:3)

یعنی موت کی سختیوں اور ہولناکیوں کے وقت تم جان لوگے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ﴿۴﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھرہاں ہاں جلد جان جاؤگے۔(پ30،التکاثر:4)

یعنی موت کے بعد قبر میں منکر نکیر کو دیکھ کر تم جان لوگے۔

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

قبر ستر گز لمبی

حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''جب کسی بندۂ مؤمن کو قبر میں رکھاجاتاہے تواس کی قبر ستر گز لمبی اور ستر گز چوڑی کر دی جاتی ہے۔اس پر خوشبودار ٹھنڈی ہوائیں چلائی جاتی ہیں۔اسے ریشمی لباس پہنایا جاتا ہے۔پھر اگراس کے نامۂ اعمال میں کچھ تلاوتِ قرآن بھی ہو تواس کا نور ہی اسے قبر میں کافی ہوتا ہے۔اور اس کی مثال دلہن کی سی ہے کہ وہ سوتی ہے تواس کا محبوب ترین شخص ہی اسے بیدار کرتا ہے پھر وہ اس طرح بیدار ہوتی ہے گویا ابھی اس کی نیند باقی ہے۔اور فاجر وفاسق اور کافر کی قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جاتاہے کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔اس پر اونٹ کی گردن کی مانند موٹے موٹے سانپ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ وہ ان کا گوشت کھاتے ہیں یہاں تک کہ ہڈیوں پر ذرہ برابر گوشت بھی نہیں چھوڑتے۔پھر گونگے، بہرے اوراندھے فرشتوں کو لوہے کے گرز دے کر اس

پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ تو وہ ان گرزوں سے اسے مارتے ہیں، انہیں سنائی نہیں دیتا کہ اس کی چیخ وپکار سن کر ترس کھائیں، نہ انہیں دکھائی دیتا ہے کہ اس کی حالتِ زار دیکھ کر اس پر نرمی برتیں۔ اسے صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' (الامان والحفیظ) (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب الصبر والبکاء والنیاحۃ، الحدیث ۶۷۳۱، ج۳، ص ۴۷۳، بتغیرٍ)

(یااللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں قبر وآخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۵۴۸۔۵۴۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بُرے خاتمے کا خوف

سرکارِ والاتَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے: ''جو **موت کے وقت** ایمان کے چھن جانے سے بے خوف رہے گا اس کی موت کے وقت اس کا ایمان چھین لیا جائے گا۔'' یعنی اس کا ایمان اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے کی وجہ سے چھینا جائے گا۔ (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد ۱ ص ۹۱)

مسلماں ہے عطار تیری عطا سے ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

(وسائل بخشش ص ۱۰۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

واپسی کی تمنا کریگا

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج کر سکے اور حج نہ کرے یا اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے اور وہ اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ **موت کے وقت** واپسی کی تمنا کریگا۔'' ایک شخص نے کہا: ''اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! اللہ عزوجل سے ڈریں، واپسی کی تمنا تو کفار کریں گے۔'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''میں ابھی تمہیں قرآن کریم سناتا ہوں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔(پ28،المنافقون:10)

(جامع الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب سورۃ المنافقون، الحدیث: ۳۳۱۶، ص۱۹۹۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے وقت بدبو

امیرُالمُؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اپنے آپ کو پیٹ بھر کر کھانے سے بچاؤ کہ یہ زندگی میں بوجھ اور **موت کے وقت** بدبُو ہے۔ (اِحْیاءُ الْعُلوم ج۳ ص۹۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایمان سلب ہو جاتا ہے

حضرت سیدنا ابو درداء (رضی اللہ عنہٗ) فرماتے ہیں جو شخص **موت کے وقت** ایمان کے سلب ہو جانے سے بے خوف ہو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اور حضرت سیدنا سہل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صدیقین کا خوف یہ ہے کہ وہ ہر خطرے اور ہر حرکت کے وقت برے خاتمے سے ڈرتے ہیں اور انہی لوگوں کا وصف اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ان کے دل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔(پ۱۸ المؤمنون آیت ۶۰)

(فیضانِ احیاءالعلوم ص ۱۹۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دریائے رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا جوش

حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن ابراہیم فِہری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ '' حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مُبارَک زمانہ میں ایک نوجوان گناہوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔ اسی بد مَستی کے عالم میں اسے سخت بیماری لاحق ہو گئی اور مرگی کے دورے پڑنے لگے۔ جب

کمزوری حد سے بڑھنے لگی تو انتہائی رنج و غم کے عالَم میں بہت ہی خفیف آواز کے ساتھ اپنے رحیم و کریم پروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح التجا کی:

'' اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ ! میرے گناہوں سے در گزر فرما، مجھے اس بیماری سے چھٹکارا عطا فرما۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! اب میں کبھی بھی گناہ نہ کروں گا۔''

اس کی دعا قبول ہوئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے شفاء عطا فرمادی ۔ لیکن صحتیابی کے بعد وہ دوبارہ گناہوں میں منہمک ہوگیا۔ اور پہلے سے زیادہ نافرمانی کرنے لگا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے دوبارہ اس پر بیماری مسلط فرمادی ۔ وہ پھر گڑگڑانے لگا اور عرض گزار ہوا : ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ! اس مرتبہ مجھے شفاء عطا فرمادے اب دوبارہ کوئی گناہ نہ کروں گا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر تندرستی عطا فرمادی۔ لیکن اس کی آنکھوں پر پھر غفلت کا پردہ پڑ گیا اور گناہوں کی طرف مائل ہو کر پہلے سے بھی اور زیادہ نافرمان ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پھر بیماری میں مبتلا کردیا۔ اس مرتبہ مرض بہت شدید تھا۔ اس نے بڑی نقاہت بھری غمگین آواز میں خدائے رحمٰن ورحیم کو پکارا : '' اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ ! میرے گناہوں کو بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے بیماری سے شفاء عطا فرما۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! میں پھر کبھی تیری نافرمانی نہ کروں گا۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کرم کیا اور پھر صحت عطا فرمادی۔ تندرست ہوتے ہی وہ پھر گناہوں میں مبتلا ہوا اور بہت زیادہ نافرمان ہوگیا۔ ایک مرتبہ اچانک اس کی ملاقات حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری ، ایوب سَخْتِیَانِی، مالک بن دینار اور صالح مُرِّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوئی ۔ جب حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس نوجوان کو گناہوں میں منہمک دیکھا تو فرمایا۔ ''اے نوجوان ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس طرح ڈر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا، تو یہ مت بھول کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''

یہ سن کر اس نوجوان نے کہا: '' اے ابو سعید ! مجھ سے دور رہیے ، بے شک میں تو مصیبت وآفت میں ہوں اور دنیا کو خوب ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔'' حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم ! بے شک اس نوجوان کی موت قریب ہے۔ **موت کے وقت** اسے بہت پریشانی ہوگی۔ نزع کی سختیاں اسے بہت تنگ کریں گی۔'' اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس گناہ گار نوجوان کا بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اے ابو سعید ! میں اسی نوجوان کا

بھائی ہوں جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نصیحت فرمائی تھی۔ میرے بھائی پر موت کے سائے گہرے ہوتے جارہے ہیں، اس پر نزع کی کیفیت طاری ہے اور بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔''

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا:'' آؤ! چل کر دیکھتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے؟'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے گھر پہنچے۔ دروازے پر دستک دی تو اس کی بوڑھی ماں نے پوچھا:'' کون ہے؟'' فرمایا:'' حسن۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سن کر بوڑھی ماں نے کہا:'' اے ابو سعید! آپ جیسے نیک شخص کو کیا چیز میرے بیٹے کے پاس کھینچ لائی حالانکہ یہ تو ہمیشہ گناہوں کا مرتکب رہا اور حرام کاموں میں پڑا رہا؟'' فرمایا:'' محترمہ آپ ہمیں اپنے بیٹے کے پاس آنے کی اجازت دیں، بے شک ہمارا پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں کو مٹانے والا ہے۔''

بوڑھی ماں نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی دروازے پر کھڑے ہیں وہ اندر آنا چاہتے ہیں۔ کہا:'' اے میری پیاری ماں! حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی یا تو میری عیادت کرنے آئے ہیں یا پھر زجر و توبیخ کرنے۔ بہر حال آپ دروازہ کھول دیں۔'' جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ نوجوان نزع کی سختیوں میں مبتلا ہے۔ اس پر نااُمیدی و رَنج واَلَم کے سائے گہرے ہوتے جارہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:'' اے نوجوان! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی طلب کر! بے شک وہ رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔'' نوجوان نے کہا: اے ابو سعید! اب وہ میرے گناہوں کو نہیں بخشے گا۔'' فرمایا:'' اے نوجوان! کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے بخل ثابت کرنا چاہتے ہو؟، وہ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ تو بہت زیادہ کریم وجوّاد ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس کیوں ہوتے ہو۔''

کہا:'' اے ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید! میں نے رحیم و کریم پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی، تو اس نے مجھے بیماری میں مبتلا کر دیا۔ میں نے شِفا طلب کی تو اس نے شفاء عطا فرمائی۔ میں نے پھر نافرمانی کی تو دوبارہ بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ پھر گناہوں سے معافی طلب کی اور صحتیابی کی دعا مانگی۔ اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے مجھے شفاء عطا فرمادی۔ میں اسی طرح گناہ کرتا رہا اور وہ معاف کرتا رہا۔ اب پانچویں مرتبہ بیمار ہوا ہوں، میں نے اس مرتبہ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور صحتیابی کے لئے

عرض گزار ہوا تو اپنے گھر کے کونے سے یہ غیبی آواز سنی۔ :''تیری دعا و مناجات قبول نہیں ہم نے تجھے کئی مرتبہ آزمایا مگر ہر مرتبہ تجھے جھوٹا پایا۔''

نوجوان کی یہ بات سن کر حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''چلو واپس چلتے ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کے جانے کے بعد اس نوجوان نے اپنی والدہ سے کہا : '' اے میری ماں ! یہ حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے شاید یہ میری طرف سے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے ناامید ہوگئے ہیں حالانکہ میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ تو گناہوں کو بخشنے والا اور خطاؤں سے در گزر فرمانے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے۔

اے میری پیاری ماں ! میری موت کا وقت قریب ہے۔جب سانس اُکھڑنے لگے اور میرا جسم بے جان ہونے لگے ، میری آنکھیں بند ہو جائیں ، جسم پیلا پڑ جائے ،آواز بند ہو جائے اور میری روح دارُالفناء سے دارُالبقاء کی طرف پرواز کرنے لگے تو میرا گریبان پکڑ کر مجھے گھسیٹنا، میرا چہرہ خاک آلود کر دینا۔ پھر میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے میرے گناہوں کی معافی طلب کرنا۔بے شک وہ رحمٰن ورحیم مولیٰ عَزَّوَجَلَّ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں۔اتنا کہہ کر نوجوان خاموش ہوگیا۔اس کی بوڑھی ماں نے حسبِ وصیت اس کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا،اس کے چہرے پر مٹی ڈالی۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس طرح فریاد کرنے لگی :

''اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! میں تجھ سے تیری اُس رحمت کا سوال کرتی ہوں جو تو نے حضرتِ سیِّدُ نا یعقوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کے بیٹے کو ان سے ملادیا۔ اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! تجھے اسی رحمت کا واسطہ جو تو نے حضرتِ سیِّدُ نا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور ان کی آزمائش کو دور فرمادیا۔ میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ ! میرے بیٹے پر بھی رحم فرما۔اس کے گناہوں سے در گزر فرما کر اسے بھی معاف فرمادے۔''

جب اس نوجوان کا انتقال ہو گیا تو اس کی والدہ نے ہاتفِ غیبی سے یہ آواز سنی '' تیرے بیٹے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رحم فرمایا اور اس کے تمام گناہ معاف فرمادیئے '' اسی طرح ایک آواز حضرتِ سیِّدُ نا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: '' اے ابو سعید ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس نوجوان پر رحم فرما کر اس کے

گناہوں کو بخش دیا، اب وہ جنتی ہے۔'' چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس نوجوان کے جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا   جے اک قطرہ بخشے مینوں کم بن جاوے میرا

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(عیون الحکایات جلد دوم ص ۲۱۔۲۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تین قبروں کا عجیب وغریب واقعہ

حضرتِ سیِّدُنا عبیداللہ بن صَدَقَہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ میں اَطَابُلُس میں تھا وہاں میں نے تین قبریں دیکھیں جوکافی اونچی جگہ پر بنی ہوئی تھیں۔قریب گیا تو ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

وَکَیۡفَ یَلَذُّ الۡعَیۡشَ مَنۡ ھُوَعَالِمٌ   بِاَنَّ اِلٰہَ الۡخَلۡقِ لَابُدَّ سَائِلُہٗ

فَیَاۡخُذُ مِنۡہُ ظُلۡمَہٗ وَیَجۡزِیۡہِ   بِالۡخَیۡرِالَّذِیۡ ھُوَفَاعِلُہٗ

ترجمہ: وہ زندگی کا مزا کیسے پا سکتا ہے جو جانتا ہے کہ خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھ گُچھ کرنے والا اور اس کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دینے والا ہے۔

دوسری قبر پر یہ اشعار درج تھے:

وَکَیۡفَ یَلَذُّ الۡعَیۡشَ مَنۡ کَانَ مُوۡقِنًا   بِاَنَّ الۡمَنَایَا بَغۡتَۃً سَتُعَاجِلُہٗ

فَتَسۡلُبُہٗ مُلۡکًا عَظِیۡمًا وَنَخۡوَۃً   وَتُسۡکِنُہُ الۡبَیۡتَ الَّذِیۡ ھُوَ آھِلُہٗ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کا مزا کیسے پا سکتا ہے جسے پختہ یقین ہو کہ موت اس کو جلد ہی آدبوچے گی، اس کی سلطنت و تکبر چھین لے گی اور اس کو اندھیری کوٹھڑی میں ڈال دے گی۔

تیسری پر یہ اشعار درج تھے:

وَکَیۡفَ یَلَذُّ الۡعَیۡشَ مَنۡ کَانَ صَائِرًا   اِلٰی جَدَثٍ تُبۡلِی الشَّبَابَ مَنَاھِلُہٗ

وَیَذۡھَبُ رَسۡمُ الۡوَجۡہِ مِنۡ بَعۡدِ صَوۡتِہٖ   سَرِیۡعًا وَّیُبۡلِیۡ جِسۡمَہٗ وَمُفَاصِلَہٗ

ترجمہ: وہ شخص زندگی کامزاکیسے پاسکتاہے جوایسی قبرکامکین بننے والاہوجواس کے حسن وشباب کوخاک میں ملادے گی،اس کے چہرے کی چمک دمک ختم کردے گی اوراس کاجوڑجوڑ علیحدہ کردے گی۔

یہ قبریں دیکھ کرمیں بستی کی طرف آیاتوایک ضعیفُ العمر شخص سے ملاقات ہوئی۔میں نے اسے کہا:''مَیں نے تمہاری بستی میں ایک عجیب بات دیکھی ہے۔''اس نے پوچھا:''کون سی بات؟''میں نے اسے قبروں کامعاملہ بتایاتواس نے کہا:''ان کاواقعہ انتہائی عجیب وغریب ہے۔''میں نے کہا:''اگرواقعی ایسی بات ہے تومجھے بتاؤکہ یہ تین قبریں کن کی ہیں اوران پر یہ اشعارلکھنے کی کیاوجہ ہے؟''یہ سن کربوڑھے نے کہا: ''اس علاقے میں تین بھائی رہتے تھے،ایک بھائی کوبادشاہ نے شہروں اور فوجی لشکروں پرامیر مقررکررکھاتھا اوروہ بڑاظالم وسفّاک تھا۔دوسراایک نیک دل تاجر تھا،جب بھی کوئی پریشان حال غریب اس سے مدد طلب کرتاتووہ اس کی مدد کرتا۔جبکہ تیسرابھائی عابدوزاہدتھااس نے دنیوی مشاغل چھوڑکرعبادت وریاضت اختیار کرلی تھی۔ جب عابد کی وفات کاوقت قریب آیاتودونوں بھائیوں نے کہا:''پیارے بھائی !آپ ہمیں کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے؟'' عابد نے کہا:''خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرے پاس نہ تومال ہے،نہ ہی میرا کسی پرقرض ہے،نہ ہی کوئی دنیوی مال چھوڑکرجارہاہوں جس کے ضائع ہونے کامجھے اندیشہ ہو،اب تم ہی بتاؤکہ میں کس چیز کی وصیت کروں؟''

یہ سن کراس کے حاکم بھائی نے کہا:''اے میرے بھائی! میرامال آپ کے سامنے موجود ہے،آپ جو بھی حکم فرمائیں گے میں اسے پوراکروں گا۔'' پھراس کے تاجربھائی نے کہا:''اے میرے بھائی !آپ میری تجارت اورمالِ تجارت سے خوب واقف ہیں، میرے پاس مال کی فراوانی ہے ،اگرکوئی ایساعمل رہ گیاہوجوصرف مال ودولت خرچ کرکے ہی پوراکیاجاسکتاہے اورآپ وہ نیک عمل نہیں پاتے تومیراتمام مال آپ کی خدمت میں حاضرہے،آپ جوحکم فرمائیں گے میں پوراکروں گا۔''

عابد نے کہا:''اے میرے بھائیو! مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ہاں! میں تم سے ایک عہد لیناچاہتاہوں، اگر ہوسکے تواسے پوراکر دینا، اس میں کوتاہی نہ کرنا۔''دونوں نے کہا: '' آپ جوچاہیں عہدلیں ہم آپ کی ہرخواہش پوری کریں گے۔'' عابد نے کہا:''جب میں مرجاؤں توغسل وکفن کے بعدمجھے کسی اونچی جگہ دفنانااورمیری قبرپر یہ اشعارلکھ دینا:

وَکَیْفَ یَلَذُّ الْعَیْشَ مَنْ ھُوَعَالِمٌ   بِاَنَّ اِلٰہَ الْخَلْقِ لَابُدَّ سَائِلُہُ

فَیَاْخُذُ مِنْہُ ظُلْمَہٗ وَیَجْزِیْہِ   بِالْخَیْرِالَّذِیْ ھُوَفَاعِلُہُ

یہ اشعار لکھ کر تم دونوں میری قبر کی زیارت کے لئے روزانہ آتے رہنا، شاید! تمہیں نصیحت حاصل ہو۔'' جب عابد کا انتقال ہو گیا تو حسبِ وصیت اس کی قبر پر مندرجہ بالا اشعار لکھ دیئے گئے۔ اس کا حاکم بھائی اپنے لشکر کے ساتھ دو دن تک اس کی قبر پر آیا اور اشعار پڑھ کر روتا رہا۔ تیسرے دن بھی کافی دیر تک روتا رہا، جب واپس جانے لگا تو اس نے قبر کے اندر سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنی، قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جاتا۔ خوف کے مارے وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور گھر پہنچ کر دَم لیا۔ وہ بہت زیادہ غمگیں و خوف زدہ تھا۔ رات کو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا: ''اے میرے بھائی! تمہاری قبر سے جو آواز میں نے سنی وہ کس چیز کی تھی''؟ کہا: ''یہ جہنمی ہتھوڑے کی آواز تھی جو میری قبر میں مارا گیا اور مجھ سے کہا گیا: ''تو نے ایک مظلوم کو دیکھا اور باوجودِ قدرت اس کی مدد نہ کی، یہ اس کی سزا ہے۔'' یہ خواب دیکھ کر اس نے وہ رات بڑی بے چینی میں گزاری۔ صبح اپنے تاجر بھائی اور دوسرے عزیزوں کو بلا کر کہا: ''اے میرے بھائی! ہمارے عابد بھائی نے اپنی قبر پر عبرت آموز اشعار لکھوا کر ہمیں بہت اچھی نصیحت کی، میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں تمہارے درمیان نہیں رہوں گا۔'' پھر اس نے اَمارت وحکومت چھوڑی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گیا۔ جب خلیفہ عبدالملک بن مَرْوَان کو اطلاع ملی تو اس نے کہا: ''اسے اس کی حالت پر چھوڑ دو۔'' جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو چند چرواہوں کے ذریعے اس نے اپنے تاجر بھائی کو بلوا بھیجا۔ اس نے آکر کہا: ''اے میرے بھائی! آپ مجھے کوئی وصیت کیوں نہیں کرتے۔'' اس نے کہا: ''میرے پاس مال و دولت نہیں جس کی وصیت کروں، بس میں تو تم سے ایک عہد لینا چاہتا ہوں۔ سنو! جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے عابد بھائی کے پہلو میں دفنا کر میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ كَانَ مُوْقِنًا　　بِاَنَّ الْمَنَايَا بَغْتَةً سَتُعَاجِلُهُ

فَتَسْلُبُهُ مُلْكًا عَظِيْمًا وَنَخْوَةً　　وَتُسْكِنُهُ الْبَيْتَ الَّذِیْ هُوَ آهِلُهُ

یہ اشعار لکھنے کے بعد مسلسل تین دن تک میری قبر پر آنا اور میرے لئے دعا کرنا شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے بخش دے۔'' یہ کہہ کر اس کا انتقال ہو گیا۔ تاجر حسبِ وصیت مسلسل دو دن تک آیا۔ جب تیسرے دن آیا تو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر دعا کرتا رہا اور مسلسل روتا رہا۔ جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے قبر میں دیوار کے گرنے کی آواز سنی۔ آواز اتنی خطرناک تھی کہ عقل ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔ وہ خوف زدہ اور غمگیں ہو کر گھر آگیا۔ جب سویا تو خواب میں اپنے بھائی کو دیکھ کر پوچھا: ''اے میرے بھائی! آپ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے؟'' اس نے کہا: ''ہم ایسے مقامات پر ہیں کہ کہیں جانے کو جی نہیں چاہتا۔'' تاجر نے

کہا: ''بھائی آپ کا کیا حال ہے؟''کہا: ''توبہ کی برکت سے ہر خیر و بھلائی نصیب ہوئی ہے ۔''میں نے کہا: ''میرے عابد بھائی کا کیا حال ہے؟'' کہا: ''وہ ابراروں (یعنی نیک لوگوں) کے ساتھ ہے۔''پوچھا: ''آپ کی طرف سے ہمیں کیا نصیحت و حکم ہے؟'' کہا: ''جو کوئی دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کچھ بھیجے گا اسے وہاں ضرور پائے گا۔ پس تُو اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ اکٹھا کر اور موت سے پہلے کچھ اعمالِ صالحہ جمع کر لے۔''

تاجر نے صبح ہوتے ہی دنیا کو خیر باد کہہ کر تمام مال تقسیم کر دیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ اس کا ایک بیٹا تھا جو انتہائی حسین و جمیل اور سمجھ دار تھا۔ اب اس نے تجارت شروع کر دی اور خوب مال دار ہو گیا۔ جب اس کے باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے باپ سے کہا: ''ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ مجھے کوئی وصیت نہیں کر رہے؟'' اس نے کہا: ''میرے بیٹے! خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تیرے باپ کے پاس مال نہیں ہے جس کے متعلق تجھے وصیت کرے۔ ہاں! میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنے دونوں چچاؤں کے ساتھ دفنانا اور میری قبر پر یہ اشعار لکھ دینا:

وَکَیْفَ یَلَذُّ الْعَیْشَ مَنْ کَانَ صَائِرًا   اِلٰی جَدَثٍ تُبْلِی الشَّبَابَ مَنَاھِلُہٗ

وَیَذْھَبُ رَسْمُ الْوَجْہِ مِنْ بَعْدِ صَوْتِہٖ   سَرِیْعًا وَّیُبْلِیْ جِسْمَہٗ وَمُفَاصِلَہٗ

اور جب تو تدفین سے فارغ ہو جائے تو کم از کم تین دن تک میری قبر پر آنا اور میرے لئے دعا کرنا۔''

بیٹے نے حسبِ وصیت باپ کو دونوں چچاؤں کے ساتھ دفن کیا اور روزانہ زیارت کے لئے آنے لگا۔ تیسرے دن قبر سے ایک خطرناک آواز سنی تو خوف زدہ و غمگین ہو کر گھر لوٹ آیا۔ جب سویا تو خواب میں اس کا والد کہہ رہا تھا: ''اے میرے بیٹے! تم ہمارے پاس بہت کم وقت کے لئے آئے۔ سنو! موت بہت قریب ہے اور آخرت کا سفر بہت کٹھن ہے، جلدی سے سفرِ آخرت کی تیاری کر لو اور زادِ راہ تیار کر لو۔ بس آخرت کی منزل کی طرف تمہارا کوچ ہونے والا ہے۔ جلد ہی تم اس فانی دنیا کو چھوڑنے والے ہو، اس دھوکے باز دنیا سے اس طرح دھوکہ نہ کھانا جیسے تجھ سے پہلے لوگ بڑی بڑی اُمیدیں دل میں لئے یہاں سے چل بسے۔ انہوں نے حشر کے معاملے کو معمولی جانا تو **موت کے وقت** شدید نادم ہوئے اور گزری ہوئی زندگی پر انہیں بہت افسوس ہوا۔ جب موت منہ کو آ جائے تو اس وقت کی ندامت کوئی فائدہ نہیں دیتی اور اس وقت کا افسوس قیامت کے نقصان سے ہرگز نہ بچائے گا۔ اے میرے بیٹے! جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر! (موت کی تیاری کر لے)۔

راوی کہتے ہیں: ''جو بوڑھا مجھے یہ واقعہ بیان کر رہا تھا اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: اس نوجوان نے ہمیں اپنا خواب سنایا اور کہا: ''معاملہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا میرے والد نے بیان کیا، میرا غالب گمان ہے کہ موت نے مجھ پر اپنے پَر پھیلانا شروع کر دیئے ہیں۔'' پھر اس نے اپنا قرض ادا کیا، کاروباری شریکوں سے معاملہ صاف کیا، اپنے دوستوں اور اہلِ قرابت سے معافی مانگی، انہیں سلامتی کی دعا دی، ان سے اپنی سلامتی کی دعا کا وعدہ لیا، پھر سب کو یوں ''اَلْوَدَاع'' کہنے لگا جیسے کسی بہت بڑے حادثے سے دوچار ہونے والا ہو۔ پھر کہا: ''میرے والد نے مجھ سے تین مرتبہ کہا تھا: ''جلدی کر، جلدی کر، جلدی کر۔'' اگر اس سے مراد تین گھنٹے تھے تو وہ گزر گئے، اگر تین دن مراد ہیں تو میں تین دن بعد ہرگز تمہارے پاس نہ رہ سکوں گا، اگر تین مہینے مراد ہیں تو وہ بہت جلد گزر جائیں گے، اگر تین سال مراد ہیں تو اگرچہ یہ ایک بڑی مدت لگتی ہے لیکن یہ بھی جلد گزر جائے گی، خواہ مجھے پسند ہو یا نہ ہو موت بالآخر ضرور آکر رہے گی۔ وہ نوجوان یہ کہتا جاتا اور اپنا مال و دولت تقسیم کرتا جاتا۔ جب تین دن مکمل ہوئے تو اس نے اپنے اہلِ خانہ کو اور انہوں نے اسے الوداع کہا۔ پھر قبلہ رُخ لیٹ کر آنکھیں بند کیں، کلمہ شہادت پڑھا اور اس کی روح دارِ فانی سے دارِ عقبیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ اس کی موت کی خبر سن کر کچھ ہی دیر میں مختلف علاقوں سے لوگ جمع ہو گئے۔ اور آج تک لوگوں کا یہ معمول ہے کہ وہ مختلف شہروں اور علاقوں سے آکر اس کی قبر کی زیارت کرتے اور اسے سلام کرتے ہیں۔'' (عیون الحکایات جلد دوم ص ۳۵۷۔۳۶۰)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو.. اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

آخری درجہ کو بھی حاصل کرے

زید بن اسلم رَحْمَۃُاللہ عَلَیْہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن کسی اپنے عمل کی وجہ سے کسی درجہ کو نہیں پا سکتا تو **موت کے وقت** اسے سکرات اور اس کے دُکھ سے واسطہ پڑتا ہے تاکہ وہ اس طرح جنت کے اس آخری درجہ کو بھی حاصل کرے جسے وہ اعمال سے حاصل نہیں کر سکا، اگر کسی کافر کے کچھ اچھے اَعمال ہوتے ہیں اور دنیا میں اسے اس کا بدلہ حاصل نہیں ہو سکا ہے تو اس پر موت کی شدت کو ہلکا کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ ان اچھے کاموں کا بدلہ پالے اور مرنے کے بعد سیدھا جہنم میں جائے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۲۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دوسرا باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...موت مجھے محبوب ہے۔

☆...قابلِ رشک موت۔

☆...مجھے میرے مختلف اموال دکھاؤ۔

☆...پاک دامن ملکہ۔

☆...اخروی راحت پر دنیوی آرام قربان۔

☆...مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے۔

مجھے جلا دینا

رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''ایک شخص اپنی جان پر گناہوں کے ذریعے ظلم کیا کرتا تھا، جب اس کی **موت کا وقت** آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: ''جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا، اللہ عزوجل کی قسم! اگر اللہ عزوجل نے مجھے عذاب دینا چاہا تو ایسا عذاب دے گا جو اس نے کسی کو نہ دیا ہوگا، پس جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی وصیت پر عمل کیا گیا، پھر اللہ عزوجل نے زمین کو حکم دیا: ''اس کے جواَجزاء تجھ پر ہیں ان کو جمع کر دے۔'' زمین نے حکم کی تعمیل کی اور وہ بندہ کھڑا ہو گیا تو اللہ عزوجل نے اس سے پوچھا: ''تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اُبھارا تھا؟'' اس نے عرض کی: ''یارب عزوجل! تیرے خوف نے۔'' تو اس کو بخش دیا گیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۵۴، الحدیث: ۳۴۸۱، ص ۲۸۴)

گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب

عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا گر کرم کر دے تو جنت میں رہوں گا یارب

(وسائل بخشش ص ۸۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ابو طالب پر انفرادی کوشش

جب ابو طالب کی **موت کا وقت** قریب آیا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور (دعوتِ اسلام پیش کرتے ہوئے) فرمایا، '' اے چچا! آپ کلمہ پڑھ لیجئے، یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے سبب سے میں خدا (عزوجل) کے دربار میں آپ کی مغفرت کے لئے اصرار کروں گا۔'' اس وقت ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ ' ابوطالب کے پاس موجود تھے۔ ان دونوں نے ابو طالب سے کہا، '' اے ابو طالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے روگردانی کروگے؟ '' پھر یہ دونوں برابر ابو طالب سے گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا بلکہ ان کی زندگی کا آخری قول یہ تھا کہ ''میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔'' یہ کہنے کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی۔

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا۔ اور آپ نے فرمایا کہ ''میں آپ کے لئے اس وقت تک دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے منع نہ فرمادے۔'' اس کے بعد یہ آیت نازل ہو گئی کہ،

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِي قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔ (پ۱۱،التوبۃ: ۱۱۳)

(بخاری،باب قصہ ابی طالب،ج۲ص۵۸۳،رقم:۳۸۸۴)

ایک حدیث سناتا ہوں

حضرتِ سیدنا سَعِید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ثواب کی امید پر ایک حدیث سناتا ہوں ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، ''جب تم میں سے کوئی شخص کامل وضو کرکے نَماز کی طرف چلتا ہے تو اس کے دایاں قدم اٹھانے پر اللہ عزوجل اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور بایاں قدم رکھنے پر اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے، اب چاہے تم میں سے کوئی مسجد کے قریب رہے یا دُور، پھر اگر وہ مسجد میں حاضر ہوا اور باجماعت نَماز ادا کی تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اگر وہ شخص مسجد میں حاضر ہوا اور کچھ رکعتیں نکل چکی تھیں بقیہ کچھ رکعتیں اس نے پالیں اور نَماز مکمل کر لی تو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی اور اگر وہ مسجد میں جماعت کی نیت سے حاضر ہوا لیکن جماعت ہو چکی تھی پھر اس نے تنہا نَماز ادا کی تو اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔''

(سنن ابی داوٗد،کتاب الصلوۃ،باب ماجاء فی الھدی فی المشی الی الصلوۃ،رقم ۵۶۳،ج۱،ص۲۳۳)

موت مجھے محبوب ہے

حضرت سَیِّدُنا حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی **موت کا وقت** جب قریب آیا تو رو دیئے اور شدید گھبراہٹ کا اظہار ہونے لگا۔لوگوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا،''میں دنیا چھوٹنے پر نہیں روتا کیونکہ موت مجھے محبوب ہے،بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر دنیا سے جا رہا ہوں یا ناراضگی میں؟'' (اسد الغابۃ ج۱،ص۵۷۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مرضِ موت کی گفتگو

حضرت سیّدُنا اسماعیل بن عُبیداللہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سَیِّدَتُنا اُمِ دَرْدَاء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سیّدُنا ابو دَرْدَاء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا:''کون میرے اس دن کے عمل کی طرح عمل کرے گا؟ کون میری اس گھڑی کی طرح عمل کرے گا؟ کون میرے اس لیٹنے کی طرح عمل کرے گا؟ پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ (پ۷،الانعام:۱۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم پھیر دیتے ہیں ان کے دلوں اور آنکھوں کو جیسا وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے تھے۔ ''

(شعب الایمان للبیھقی،باب فی الزہد وقصر الامل،الحدیث:۱۰۶۶۹،ج۷،ص۳۸۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایک صالح وخائف نوجوان

حضرت سیّدُنا مُقَاتِل رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عبَّاس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے فرمایا:''تم سے پہلی اُمت میں ایک شخص تھا جس نے 80 سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی پھر اچانک اس سے کوئی خطا سرزد ہوگئی جس کی وجہ سے وہ بہت خوفزدہ ہوا۔اسی خوف کے عالَم میں وہ ایک بیابان میں آیا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا:''اے بیابان! تجھ میں ریت کے ٹیلے، جھاڑیاں، رِینگنے والے جانوروں کی بہت تعداد ہے،تو کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جو مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے

چھپالے؟ ‘‘بیابان نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے جواب دیا: ’’اے فلاں! مجھ میں موجود ہر درخت اور جھاڑی پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کیسے چھپاسکتا ہوں؟ ‘‘پھر وہ آدمی سمندر کے پاس آیا، اسے پکارا اور کہا: ’’اے گہرے پانی اور کثیر مچھلیوں والے سمندر! بتا کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ سے چھپالے؟ ‘‘سمندر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے بول اٹھا: ’’اے فلاں! میرے اندر جو بھی کنکری یا جانور ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کس طرح چھپاسکتا ہوں؟ ‘‘اس کے بعد اس شخص نے پہاڑوں کا رُخ کیا ان کے پاس آیا اور کہا: ’’اے آسمان کی طرف بلند ہونے والے کثیر غاروں والے پہاڑو! کیا تم میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ سے چھپا سکے؟‘‘ پہاڑوں نے جواب دیا: ’’اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمارے اندر کوئی کنکری اور کوئی غار ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر نہ ہو تو ہم تجھے کہاں چھپاسکتے ہیں؟‘‘ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عبّاس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ’’پھر وہ شخص اسی جگہ قیام پذیر ہو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اور توبہ میں مصروف رہنے لگا بالآخر جب اس کی **موت کا وقت** آیا تو اس نے رو کر عرض کی: ’’اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میری روح قبض کرکے فوت شدہ اَرواح اور میرا جسم فوت شدہ اَجسام سے ملادے اور مجھے قیامت کے دن نہ اُٹھانا۔‘‘ (حلیۃ الاولیاء جلد اول ص ۵۷۳۔۵۷۴)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

شہادت کا حصول

جب اپنے بستر پر موجودگی کے عالَم میں حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو آپ فرمانے لگے: میں نے شہادت کے حصول کے لئے متعدد مرتبہ اپنی جان لڑائی اور دشمنوں کی صفوں پر حملہ آور ہوا اور آج مجھے بوڑھی عورتوں کی طرح (بستر پر) موت آرہی ہے۔ انتقال کے بعد جب شمار کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسم پر جنگوں میں آنے والے زخموں کے 800 نشانات تھے۔ سچے ایمان والوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب سے راضی ہو۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۶۸۱)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

جنازے کو جلدی لے کر چلنے کی وصیت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اے بیٹے! جب میری **موت کا وقت** قریب آئے تو مجھے زمین پر لٹا دینا، پھر اپنے دونوں گھٹنے میری پیٹھ سے لگا دینا، اپنا دایاں ہاتھ میرے ایک پہلو پر یا پیشانی پر رکھنا، بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھنا، جب میری روح قبض ہو جائے تو میری آنکھیں بند کر دینا۔ میرے کفن میں زیادتی نہ کرنا کیونکہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں میرے لیے بھلائی ہوئی تو وہ اسے بہترین کفن میں تبدیل فرما دے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی معاملہ ہوا تو یہ کفن بھی مجھ سے چھین لیا جائے گا، میری قبر بھی مختصر ہی رکھنا کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں میرے لیے بھلائی ہوئی تو وہ تا حد نگاہ وسیع ہو جائے گی ورنہ میری پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی، میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ ہو، جو اوصاف میری ذات میں موجود نہیں ان کے ذریعے میری تعریف بیان نہ کرنا کیونکہ میری ذات کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے، جب تم میرا جنازہ لے کر جانا تو تیز تیز چلنا کیونکہ اگر میرے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں خیر ہے تو مجھے اس خیر کی طرف جلدی لے چلنا اور اگر اس کے علاوہ کوئی معاملہ ہوا تو تم اپنے کندھوں سے ایک بری شے کو جلدی جلدی اتار دینا۔

(طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج۳، ص۲۷۳)

قبر محبوب کے جلوؤں سے بسا دے مالک یہ کرم کر دے تو میں شاد رہوں گا یارب

(وسائل بخشش ص۸۵)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

قابلِ رشک موت

اولیائے کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے جب ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: '' اے میرے بیٹے! میری وصیت غور سے سنو اور اس پر ضرور عمل کرنا۔'' اس نے عرض کی: ''بہت بہتر ابّا جان!'' فرمایا: ''بیٹے! میری گردن میں ایک رسی ڈال کر مجھے محراب کی طرف گھسیٹو اور میرے چہرے کو خاک آلود کر دو، اور یہ کہتے جاؤ: '' یہ اس شخص کا انجام ہے

جس نے اپنے مولا عزوجل کی نافرمانی کی، اپنی نفسانی خواہشات کو ترجیح دی اور اپنے مالک کی اطاعت سے غافل رہا۔''

جب ان کی اس خواہش کو پورا کر دیا گیا تو انہوں نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور عرض کی: ''اے میرے معبود، اے میرے آقا ومولا عزوجل ! تیری بارگاہ میں حاضری کا وقت آ پہنچا۔۔۔۔۔۔میرے پاس ایسا کوئی عذر نہیں جسے تیری بارگاہ میں پیش کر سکوں ، ۔۔۔۔۔۔ مگر اے مولا عزوجل ! میں گنہگار ہوں اور تُو بخشنے والا ہے ، میں مجرم ہوں اور تُو رحم فرمانے والا ہے ، میں تیرا بندہ ہوں اور تُو میرا آقا ہے۔۔۔۔۔۔ میری عاجزی اور ذلت پر رحم فرما کیونکہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت تُو ہی عطا فرماتا ہے۔''

یہ کہنے کے بعد اس بزرگ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔اسی لمحے گھر کے ایک کونے سے ایک آواز سنائی دی جسے گھر میں موجود تمام لوگوں نے سنا،مُنادِی کہہ رہا تھا: ''اس بندے نے اپنے مولا عزوجل کے سامنے خود کو ذلیل ورُسوا کیا اور اسکی بارگاہ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کیا تو رب عزوجل نے اسے اپنا قُرب عطا فرما کر اپنا مقرب بنالیا اور جنت کو اس کا ٹھکانا بنادیا۔''

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(آنسوؤں کا دریا ص ۲۸۔۲۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بڑا عمدہ معاملہ ہے

حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے اور دونوں نے نماز ادا کی لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی، میں اس کا انتظار کرنے لگا۔جب اس نے سلام پھیرا تو کہنے لگا: '' اے میرے آقا! میری **موت کا وقت** قریب آچکا ہے،اے میرے آقا! میرے اور پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے درمیان بڑا عمدہ معاملہ ہے، جس کو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اب آپ دوسروں کو بھی بتائیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ میرا راز کسی پر ظاہر ہو۔'' پھر وہ سجدہ میں گر کر مسلسل رونے اور کلمۂ شہادت پڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کے جسم کی حرکت رُک گئی۔ میں نے اسے حرکت دی تو وَاصِلُ بِحَق پایا (یعنی اس کی روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر چکی تھی)۔

حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن مبارک رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں اس کو وہیں چھوڑ کر حضرتِ سیِّدُ نافضیل اور حضرتِ سیِّدُ ناسفیان رحمۃاللہ تعالیٰ علیہما کو بُلا لایا، ہم نے مل کر اس کی تجہیز و تکفین کی۔اس کے بعد میں گھر آیا تو میرے دل میں اِک آگ سی لگی ہوئی تھی۔جب رات ہوئی تو میں اپنے اوراد ووظائف سے فارغ ہو کر سو گیا۔خواب میں اچانک وہی غلام میمون ریشم کے دو شملوں میں ملبوس میرے پاس آیا، وہ مسکرا رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔مجھے سلام کر کے کہنے لگا:'' اے میرے آقا! جب میں تمام آقاؤں کے آقا عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے کھل کر اپنا حال بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ آپ نے بغیر کسی نفع وخدمت کے مجھے خریدا تو میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''اے میمون! میں پوشیدہ و مخفی باتوں کو جانتا ہوں اور دلوں میں چھپی باتوں سے بھی باخبر ہوں، عبداللہ بن مبارک نے محض میری رضا کی خاطر تجھے خریدا تھا۔لہٰذا میں نے تیرے سبب اور میری بارگاہ میں تیرے مقام ومرتبے کی وجہ سے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔'' (پھر غلام نے کہا) اے میرے آقا! آپ نے میری جو قیمت ادا کی تھی، یہ لیں۔''حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن مبارک رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:'' میں رونے لگا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ درہم میرے ہاتھ میں ہیں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب بھی مجھے میمون کی یاد آتی ہے تو اس کی جدائی پر رونے لگتا ہوں۔'' (حکایتیں اور نصیحتیں ص۳۱۸۔۳۱۹)

حلف پورا نہ کر سکوں گا

حضرتِ سیدنا سفیان بن عینیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صفوان بن سلیم علیہ الرحمۃ نے قسم اٹھالی کہ'' اللہ عزوجل سے ملنے تک اپنے پہلو زمین پر نہ رکھوں گا۔'' پھر تیس سال سے زیادہ عرصہ اس قسم پر قائم رہے۔جب آپ کی **موت کا وقت** ہوا اور نزع و بیماری نے زور پکڑا تو اس وقت بھی آپ بجائے لیٹنے کے بیٹھے ہوئے تھے۔آپ کے بیٹے نے عرض کیا،'' اے ابو جان! اگر آپ لیٹ جائیں تو؟'' آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ'' اگر میں نے ایسا کر لیا تو اللہ عزوجل سے مانی ہوئی نذر اور اس سے اٹھایا ہوا حلف پورا نہ کر سکوں گا۔'' اور بیٹھے ہی رہے حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

(مؤلف فرماتے ہیں) مجھے ایک قبر کھودنے والے نے بتایا کہ'' میں ایک شخص کے لیے قبر کھود رہا تھا کہ اچانک دوسری (کھلی ہوئی) قبر میں گر گیا۔وہاں میں نے ایک شخص کی کھوپڑی کو دیکھا جس کی ہڈیوں پر

سجدے کے نشان تھے تو میں نے کسی سے پوچھا، '' یہ کس کی قبر ہے؟'' تو اس نے کہا''کیا تم نہیں جانتے ؟ یہ حضرتِ سیدنا صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔'' (جنت میں لے جانے والے اعمال ص ۱۵۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مجھے میرے مختلف اموال دکھاؤ

حضرت سَیِّدُ نا ابو بکر بن عبداللہ مزنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے مال جمع کیا۔جب اس کی **موت کا وقت** آیا تو بیٹوں سے کہنے لگا: مجھے میرے مختلف اموال دکھاؤ،اس کے پاس بہت سے گھوڑے، اونٹ اور غلام لائے گئے۔جب اس نے ان کی طرف دیکھا، تو حسرت سے رونے لگا۔ملک الموت علیہ السلام نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟اس ذات کی قسم جس نے تجھے یہ سب کچھ دیا ہے !جب تک میں تیری روح اور بدن کوایک دوسرے سے جدا نہ کردوں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔اس نے کہا: مجھے کچھ مہلت دیجئے کہ میں اس مال کو تقسیم کردوں۔فرشتے نے کہا: اب تجھے مہلت نہیں، تو نے یہ کام اپنی موت کے آنے سے پہلے کیوں نہ کیا۔چنانچہ ملک الموت علیہ السلام نے اس کی رُوح قبض کرلی۔'' (لباب الاحیاء ص۳۸۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

پاک دامن ملکہ

حضرتِ سیّدُ نا جَعفَر بن محمد صادِق علیہ رحمۃ اللہ الرازق سے منقول ہے، بنی اسرائیل کاایک شخص سفر پر جانے لگا تو اپنے بھائی سے عہد لیا کہ ''تم میری بیوی کی خدمت اور دیکھ بھال کروگے۔'' اس نے اقرار کرلیا اور یقین دہانی کراتے ہوئے کہا: ''بھائی جان ! آپ بے فکر ہو کر سفر پر جائیں، آپ کو کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہوگی، میں ہر طرح سے آپ کی زوجہ کا خیال رکھوں گا۔'' چنانچہ، وہ مطمئن ہو کر سفر پر روانہ ہوگیا۔اس نے اپنی بھابھی کے ساتھ رہنا شروع کردیا۔ عورت کے حسن و جمال نے اس کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا، وہ اپنی بھابھی پر عاشق ہو گیااور اپنے بھائی سے کئے ہوئے عہد کو توڑ کر اس کی بیوی کو اپنے ارادے سے آگاہ کرتے ہوئے گناہ کی دعوت دی ۔ عورت پاکدامن و باحیا تھی، اس نے انکار کردیا۔جب بدبخت و خائن دیوَر اپنی کوشش میں ناکام ہونے لگا تو دھمکی دیتے ہوئے کہا: ''اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تمہیں ہلاک کردوں گا۔'' عورت نے کہا: ''خداعَزَّوَجَلَّ کی قسم ! میں تمہاری گناہ بھری دعوت ہر گز ہر گز قبول نہ کروں گی، تم جو

چاہے کرلو۔'' پاکباز عورت کے ایمان افروزاور جراءَت مندانہ انداز کو دیکھ کروہ خاموش ہوگیا۔جب اس کا بھائی سفر سے واپس آیا تو کہا:'' میرے بھائی ! جانتے ہو ! تمہاری بیوی نے تمہارے جانے کے بعد کیا گُل کھلایا ؟سنو! وہ مجھے بدکاری کی دعوت دیا کرتی تھی، توبہ توبہ،وہ توبڑی بد چلن ہے۔اس نے تمہارے جانے کے بعد نہ جانے کیا کیابرے کام کئے ہیں۔''

بھائی کی یہ باتیں سن کر اسے بہت غصہ آیا اس نے کہا:'' جانتے ہو ! تم کیا کہہ رہے ہو؟'' کہا:'' بھائی جان ! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم !میں بالکل سچ کہہ رہاہوں۔ میں نے حقیقت واضح کردی ہے،اب تمہاری مرضی۔'' بھائی کی باتیں سُن کراس کے دل میں یہ بات جم گئی کہ'' واقعی میری بیوی نے خیانت کی ہے۔ ''غم وغصے کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے بات چیت بالکل بند کردی۔ بالآخرایک رات موقع پا کراپنی پاکباز بیوی کو تلوارکے پے درپے وار کرکے شدید زخمی کردیا۔جب یقین ہوگیاکہ یہ مرچکی ہے تو وہاں سے چلا گیا۔ خداعَزَّوَجَلَّ کی قدرت کہ شدید زخمی ہوجانے کے باوجود نیک خاتون ابھی زندہ تھی ،وہ گرتی پڑتی ایک راہب کے عبادت خانے کے قریب پہنچی، اس کی درد بھری آہیں سن کر راہب نے اپنے غلام کو بلایا،دونوں اسے اُٹھا کر عبادت خانے میں لے آئے۔ نیک نیت راہب بڑی توجہ سے اس کاعلاج کرتا رہا، جس کی وجہ سے وہ بہت جلد صحت یاب ہوگئی۔ راہب کی زوجہ فوت ہوگئی تھی اس کاایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ راہب نے عورت سے کہا:'' اب تم ٹھیک ہو گئی ہو اگر جانا چاہو تو بخوشی چلی جاؤ، اگر یہاں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی۔''

عورت نے کہا:'' میں یہیں رہ کرآپ کی خدمت میں زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔'' راہب نے اپنا بچہ اس کے حوالے کردیا۔ نیک و پارساخاتون بڑی دل جمعی سے اس کی پرورش کرنے لگی۔ راہب کا سیاہ فام غلام عورت کے حسن کو دیکھ کر بدنیت ہوگیااور موقع کی تلاش میں رہنے لگا۔ایک دن اس نے اپنی نیتِ بد کا اظہار کرتے ہوئے اس پاکبازو باحیا عورت کو بدکاری کی طرف بلایااور کہا: '' بخدا! یا تو میری بات مان لے اور میری خواہش پوری کردے ورنہ میں تجھے ہلاک کردوں گا۔'' خوفِ خدارکھنے والی نیک عورت نے کہا:'' میں ہر گزہر گز تیری بات نہیں مانوں گی تجھے جو کرنا ہے کرلے۔'' بدکار سیاہ فام اپنی ناکامی پر ماتم کرتا ہوادل میں بغض لئے وہاں سے چلا گیا۔ رات کی سیاہی نے جب ہر شے کو ڈھانپ لیا توسیاہ فام غلام عورت کے پاس آیا، بچہ اس کی گود میں رورہا تھااور وہ اسے بہلارہی تھی۔ ظالم و شہوت پرست سیاہ فام غلام نے تیز چھری سے بچے کا گلا کاٹ دیا،چند ہی لمحوں میں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ غلام دوڑ کرراہب کے پاس گیااور کہا: '' حضور! کیاآپ جانتے ہیں کہ آپ کی اس مہمان خبیث عورت نے کیاکارنامہ کیا ہے؟کیاآپ کو معلوم ہے اس

نے آپ کے ننھے منے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ؟آپ نے اس کے ساتھ احسان کیا لیکن اس نے آپ کے بچے کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔ ہائے ! ہائے ! کیسی ظالم عورت ہے۔'' راہب غلام کی باتیں سن کر بہت متعجب ہوا اور پریشان ہو کر کہا:'' تیرا ناس ہو ! بتا تو سہی اس نے میرے بچے کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' کہا: '' حضور ! اس نے آپ کے لاڈلے بچے کو ذبح کر ڈالا ہے، اگر یقین نہیں آتا تو چل کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔'' راہب دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بچے کا گلا کٹا ہوا ہے اور اس کا جسم خون میں لت پت ہے ۔ راہب نے عورت سے پوچھا: '' میرے بچے کو کیا ہوا ؟'' کہا:'' میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ آپ کے غلام نے مجھے گناہ کی دعوت دی جب میں نے انکار کیا تو اس نے بچے کو قتل کر دیا۔ میں اس معاملے میں بالکل بے قصور ہوں۔''

راہب نے کہا:'' اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی ! تو نے اپنے معاملے میں مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے، اب میں نہیں چاہتا کہ تو میرے ساتھ رہے۔ یہ پچاس (50) دینار لے جا اور جہاں تیرا جی چاہے چلی جا، یہ دینار تیری ضروریات میں کام آئیں گے۔'' عورت نے پچاس دینار لئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید لگائے غیر متعین منزل کی طرف چل دی۔ ایک بستی کے قریب سے گزری تو دیکھا کہ مجمع لگا ہوا ہے اور ایک شخص کو پھانسی دینے کے لئے لایا جارہا ہے، بستی کا سردار بھی وہیں موجود تھا۔ عورت سردار کے پاس گئی اور کہا:'' کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم مجھ سے پچاس دینار لے لو اور اس شخص کو آزاد کر دو۔''سردار نے کہا: ''لاؤ! رقم میرے حوالے کرو۔'' عورت نے پچاس دینار دیئے تو سردار نے قیدی کو رِہا کر دیا۔ وہ قیدی اس پاکباز صابرہ خاتون کے پاس آیا اور کہا:''میری جان بچا کر تو نے جو احسان کیا ہے آج تک کسی نے مجھ پر ایسا احسان نہیں کیا۔ اب میں تیری خدمت کروں گا یہاں تک کہ موت ہمارے درمیان جدائی کر دے۔''

چنانچہ، وہ شخص اس عورت کو لے کر ساحلِ سمندر پر پہنچا، کشتی چلنے ہی کو تھی دونوں کشتی میں سوار ہو گئے۔ عورت کا حسن و جمال دیکھ کر سارے مسافر حیران رہ گئے۔ وہ عورتوں والے حصے میں بیٹھ گئی۔ لوگوں نے قیدی سے کہا:'' یہ حسین و جمیل عورت کون ہے ؟'' اس بدبخت نے کہا: ''یہ میری زر خرید لونڈی ہے۔'' کشتی میں موجود ایک شخص جو اس عورت کے حسن میں گرفتار ہو چکا تھا، اس نے کہا:'' کیا تم اپنی لونڈی فروخت کرو گے؟'' کہا: ''میں اسے بیچنا نہیں چاہتا کیونکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے، جب اسے معلوم ہو گا کہ میں نے اسے بیچ دیا ہے تو اسے میری طرف سے بہت تکلیف پہنچے گی، اس نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اسے کبھی نہ بیچوں گا۔'' مسافر نے کہا:'' تو مجھ سے منہ مانگی قیمت لے لے اور خاموشی سے چلا

جا! تجھے کیا ضرورت ہے کہ تو اسے بتائے۔'' لالچی واحسان فراموش، دھوکے باز قیدی نے مال کے وبال میں پھنس کر مسافر سے بہت سارا مال لیا اور کشتی سے اُتر گیا۔ مسافر نے اس خرید وفروخت پر تمام مسافروں کو گواہ بنالیا۔ عورت چونکہ مستورات والے حصے میں تھی اس لئے اس معاملے سے بے خبر رہی۔ جب مسافر کو یقین ہوگیا کہ اس کا مالک جاچکا ہے اب واپس نہیں آسکتا تو وہ عورت کے پاس آیا اور کہا: '' آج سے تم میری ملکیت میں ہو، میں نے تمہیں خرید لیا ہے۔''

عورت نے کہا: '' خدا عَزَّوَجَلَّ کا خوف کر! تو نے مجھے کیسے خرید لیا؟ جبکہ میں آزاد ہوں اور کسی کی ملکیت میں نہیں۔'' مسافر نے کہا: '' ان باتوں کو چھوڑ، تیرا مالک تجھے بیچ کر یہاں سے جاچکا ہے۔ اب نہ تو اپنے مالک کے پاس جاسکتی ہے نہ ہی وہ رقم واپس کر سکتی ہے جو تیرے مالک نے مجھ سے لی ہے، میں نے مالِ کثیر دے کر تجھے خریدا ہے اور تمام مسافر اس پر گواہ ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو ان سے پوچھ لے۔ سب مسافروں نے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی دشمن! اس نے واقعی تجھے خریدا ہے ،ہم سب اس پر گواہ ہیں۔'' نیک وپاکباز، جرات مند عورت نے کہا: '' تمہارا ناس ہو! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آزاد ہوں، آج تک کبھی کوئی میرا مالک نہیں بنا۔ میں کسی کی لونڈی نہیں کہ مجھے کوئی بیچے۔ تم اس معاملہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔ لوگوں نے اس مسافر سے کہا: ''یہ اس طرح باز نہیں آئے گی، اس کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے کر ڈال، خود ہی مان جائے گی۔'' یہ سن کر مسافر اس کی طرف بڑھا۔ جب اس مظلومہ کو اپنی عزت کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے کشتی والوں کے لئے بددعا کی۔ فوراً کشتی ان سب کو لے کر ڈوب گئی۔ سب کے سب غرق ہوگئے اور کشتی کے تختے پر عورت کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا۔

وہ عید کا دن تھا، بادشاہ اپنی رعایا کے ساتھ ساحلِ سمندر پر آیا ہوا تھا، تمام لوگ خوشیاں منا رہے تھے ،جب بادشاہ نے کشتی کو ڈوبتے دیکھا تو فوراً تیراک سپاہیوں کو حکم دیا: '' جلدی سے کشتی والوں کی مدد کو پہنچو۔'' سپاہی گئے تو انہیں اس نیک عورت کے علاوہ کوئی اور زندہ نہ ملا۔ وہ اسے لے کر بادشاہ کے پاس آئے ، بادشاہ نے حقیقتِ حال دریافت کرتے ہوئے نکاح کا پیغام دیا۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کردیا: '' میرا قصّہ بڑا عجیب وغریب ہے ، میرے لئے نکاح کرنا جائز نہیں ۔'' بادشاہ نے جب یہ سنا تو اس کے لئے علیحدہ مکان بنوادیا اور وہ اس میں رہنے لگی۔ لیل و نہار (یعنی رات دن) گزرتے رہے، وقت کی گاڑی تیزی سے چلتی رہی۔ بادشاہ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اس پاکباز عورت سے مشورہ کرتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے مشوروں میں ایسی برکت دی کہ ان پر عمل کرکے بادشاہ کو ہمیشہ کامیابی ہوتی ۔ اب بادشاہ کے نزدیک یہ

پاکباز عورت بہت معظم ہو گئی تھی وہ اسے بہت بابرکت سمجھنے لگا۔ جب بادشاہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تواس نے اپنے وزیروں، مشیروں اور رعایا کو جمع کرکے کہا: ''اے لوگو! تم نے مجھے کیسا پایا؟'' سب نے بیک زبان جواب دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اچھی جزا عطافرمائے، آپ ہمارے لئے رحیم باپ کی طرح ہیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''اے لوگو! توجہ سے میری بات سنو! تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ہماری نیک سیرت مہمان خاتون کے قابلِ قدر مشوروں کی بدولت ہمارے ملک کا نظام بہت بہتر ہو گیا ہے۔ میں نے اسے اپنے ہر معاملے میں بابرکت پایا۔ میں تمہارے لئے ایک بہت اچھی تدبیر کرنا چاہتا ہوں۔'' لوگوں نے تجسّس بھرے انداز میں کہا: ''عالی جاہ! حکم فرمائیں آپ کیا چاہتے ہیں؟'' کہا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد اس نیک سیرت خاتون کو تم پر ملکہ مقرر کردوں۔'' شفیق ورحیم بادشاہ کے حکم پر ''لَبَّیْکَ'' کہتے ہوئے سب نے عرض کی: ''عالی جاہ! جیسا آپ چاہتے ہیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ویسا ہی ہوگا۔'' چنانچہ، بادشاہ نے اس باحیا، نیک سیرت وصابرہ خاتون کو پورے ملک کی سلطنت عطا کردی اور خود دارِ فانی سے کوچ کرکے دارِ بقا کا راہی بن گیا۔

اس نے ملکہ بنتے ہی اعلان کردیا کہ پورے ملک کے لوگ بیعت کے لئے جمع ہو جائیں۔ حکمِ شاہی ملتے ہی ملک کے گوشے گوشے سے لوگ نئے بادشاہ کی بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ جب اس کا شوہر اور دیور آئے تو حکم دیا کہ ان دونوں کو علیحدہ کھڑا کردو۔ پھر وہ شخص آیا جسے پھانسی دی جارہی تھی (اور جس احسان فراموش نے اپنی اس محسنہ کو بیچ دیا تھا) ملکہ نے حکم دیا کہ اسے بھی ان دونوں کے ساتھ کھڑا کردو۔ پھر نیک سیرت راہب اور اس کا بدکردار سیاہ فام غلام آیا تو انہیں بھی لوگوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جب تمام لوگ بیعت کرچکے تو ملکہ نے ان پانچوں کو اپنے پاس بلوایا اور اپنے شوہر سے کہا: ''کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟'' اس نے کہا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ ہماری ملکہ ہیں۔'' کہا: ''میں تمہاری بیوی ہوں۔ سنو! تمہارے بدکردار وخائن بھائی نے میرے ساتھ کیسا برا سلوک کیا تھا۔'' یہ کہہ کر سارا واقعہ اسے بتایا اور کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ خوب جانتا ہے کہ تم سے جدا ہونے سے لے کر آج تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ میں آج بھی پاک دامن ومحفوظ ہوں۔'' پھر اس نے اپنے دیور کو بلا کر پھانسی کا حکم دے دیا۔ پھر راہب سے کہا: ''اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو بتاؤ، میں وہی عورت ہوں جو تمہارے پاس زخمی حالت میں آئی تھی۔'' تمہارے بیٹے کو تمہارے اس ظالم وشہوت پرست سیاہ فام غلام نے ذبح کیا تھا۔'' پھر غلام کو بلوا کر اسے بھی قتل کروا دیا۔ اب اس شخص کی باری تھی جسے پھانسی دی جارہی تھی اور ملکہ نے اسے بچایا تھا۔ جب وہ آیا تو اسے بھی قتل کردیا گیا اور اس کی لاش چوراہے پر لٹکا دی گئی اور یوں وہ اپنے انجامِ بد کو پہنچ گیا۔ باحیا وپاک دامن خاتون

نے ہر آن اپنی عزت کی حفاظت کی، احکامِ خداوندی عزوجل کو پیشِ نظر رکھا اور صبر واستقامت سے کام لیا۔آج اسے تاج وتخت اور عزت وعظمت کی دولت میسر تھی۔جب تک خالق کائنات عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ بحسن وخوبی امورِ سلطنت انجام دیتی رہی پھر اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئی۔

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(عیون الحکایات جلد دوم ص۲۸۹۔۲۹۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دو اَمْرَد پسند مؤذِّنوں کی بربادی

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 472 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بیاناتِ عطّاریہ''حصّہ دُوُم صَفْحَہ 123 تا127 پر ہے: حضرتِ سیّدُ ناعبد اللہ بن احمد مُؤَذِّن رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو غِلافِ کعبہ سے لِپٹ کر ایک ہی دُعا کی تکرار کررہا تھا: ''یااللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے دنیا سے مسلمان ہی رُخصت کرنا۔''میں نے اُس سے پوچھا :اِس کے علاوہ کوئی اور دُعا کیوں نہیں مانگتے ؟اُس نے کہا: میرے دو بھائی تھے۔بڑا بھائی چالیس سال تک مسجِد میں بلا مُعاوَضہ اذان دیتا رہا۔جب اُس کی **موت کاوقت** آیا تو اُس نے قراٰنِ پاک مانگا،ہم نے اُسے دیا تاکہ اس سے بَرَکتیں حاصِل کرے، مگر قراٰن شریف ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا:''تم سب گواہ ہوجاؤکہ میں قراٰن کے تمام اِعتِقادات واَحکامات سے بیزاری ظاہِر کرتا اور نَصرانی (کرسچین)مذہب اختیار کرتا ہوں۔''پھر وہ مرگیا۔اس کے بعد دوسرے بھائی نے تیس برس تک مسجِد میں فی سبیلِ اللہ عَزَّوَجَلَّ اذان دی۔ مگراُس نے بھی آخِری وَقت نَصرانی(یعنی کرسچین) ہونے کا اقرار کیا اور مرگیا۔ لہٰذا میں اپنے خاتِمے کے بارے میں بے حد فِکر مند ہوں اور ہر وقت خاتِمہ بِالخیر کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ حضرتِ سیّدنا عبد اللہ بن احمد مُؤَذِّن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس سے اِستِفسار فرمایاکہ تمہارے دونوں بھائی آخر ایسا کون ساگناہ کرتے تھے ؟اُس نے بتایا:''وہ غیر عورَتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور اَمردوں (یعنی بے ریش لڑکوں) کو (شہوت سے) دیکھتے تھے۔''

(الرَّوضُ الفائق ص۱۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کلِمہ نصیب نہ ہو

حضرتِ علامہ محمد بن احمد ذہبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، ایک شخص شرابیوں کی صُحبت میں بیٹھتا تھا جب اُس کی **موت کا وقت** قریب آیا تو کسی نے کَلِمہ شریف کی تلقین کی تو کہنے لگا، ''تم بھی پیو اور مجھے بھی پلاؤ۔'' معاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ بغیر کَلِمہ پڑھے مرگیا (جب شرابیوں کی صُحبت کا یہ حال ہے تو شراب پینے کا کیا وَبال ہوگا!) ایک شطرنج کھیلنے والے کو مرتے وقت کَلِمہ شریف کی تلقین کی گئی تو کہنے لگا، '' شاھَكَ (یعنی تیرا بادشاہ) یہ کہنے کے بعد اُس کا دم نکل گیا۔ (مُلَخَّصاً کتابُ الکبائر ص ۱۰۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے وقت رونے کا سبب

حضرت سیِّدُنا عامر بن عبداللہ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کی **موت کا وقت** قریب آیا تو رونے لگے، جب وجہ دریافت کی گئی تو آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں مزید زندہ رہنے کی خواہش میں نہیں رورہا بلکہ مجھے تو موسمِ گرما کی سخت دوپہر میں (روزے کی حالت میں) پیاسا رہنا اور موسمِ سرما میں راتوں کا قیام کرنا یاد آرہا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ۲/ ۱۰۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی

ایک شخص نے ظلماً، ڈکیتی سے یا کسی اور طرح سے ناحق سو(100) قتل کئے، جب اس کی **موت کا وقت** قریب آیا تو رحمتِ خداوندی نے دستگیری کی، اپنے کئے پر پشیمان ہوا، اپنے گناہوں والے علاقے سے نکل کر توبہ کی قُبولیت سے متعلق مسئلہ پوچھنے ایک راہب کے پاس گیا، راہب نے مسئلہ غلط بتاتے ہوئے کہہ دیا کہ تمہاری توبہ قبُول نہیں ہوسکتی، وہ راہب یا تو توبہ کے مسئلے سے جاہل تھا یا اس کا مطلب یہ تھا کہ قتل حقُّ العباد ہے، مقتُول کے وُرثاء سے اس میں معافی مانگنا ضروری ہے، اتنے سارے مقتُولوں کے وارثوں کے پاس یہ کیسے پہنچے گا اور انہیں کیسے راضی کرے گا، لہٰذا اس کی توبہ قبُول نہیں ہوسکتی۔ راہب کا جواب سن کر بخشش سے مایوسی کی وجہ سے وہ گناہ پر دلیر ہوگیا، اور اس نے راہب کو بھی قتل کردیا۔ مایُوس بلی کتے پر حملہ کردیتی ہے، اِسی لئے اِسلام نے بڑے سے

بڑے مجرم کو بھی بخشش سے مایوس نہ کیا، پھانسی والے مجرم کو تمام قیدیوں سے الگ کال کوٹھڑی (قیدِ تنہائی) میں رکھا جاتاہے کیونکہ ہوسکتاہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوکر دوچار اور کو قتل کردے۔ بہر حال پھر وہ ایک عالم کے پاس گیاتو اس نے کہاکہ تمہاری توبہ کیوں قُبول نہ ہوگی اللہ ہر تائب کی توبہ قُبول فرماتاہے۔ فلاں بستی میں اللہ کے بہت سے نیک بندے رہتے ہیں تُو وہاں جاکر اللہ کی عبادت میں مصروف ہوجا! چنانچہ، وہ اولیائے کرام کی بستی کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کی موت واقع ہوئی مرنے سے پہلے اس نے اپنا چہرہ اور سینہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی بستی کی طرف اور پیٹھ اُس گناہوں کی بستی کی طرف کرلی جہاں سے آرہا تھا۔ اللہ کو اُس کی یہ ادا پسند آگئی۔ اس کی روح لینے رَحمت اور عذاب کے فرشتے بھی آگئے، عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، بڑے گناہ کرکے آیا تھا۔ رَحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے توبہ کرنے جارہا تھا۔ اللہ نے ایک فرشتہ انسانی شکل میں بھیجا اس نے فیصلہ کیاکہ دونوں بستیوں کا فاصلہ پیمائش کرلو جس سے یہ قریب ہوگا اسی میں شمار ہوگا۔ اس کی موت اگرچہ دونوں بستیوں کے بالکل درمیان میں واقع ہوئی تھی، لیکن ربّ تعالیٰ نے ارادۂ توبہ کی وجہ سے اُس کا اتنا اِحترام فرمایاکہ اُس کی لاش کو اُس بستی کی طرف نہ سرکایا بلکہ دونوں بستیوں کو حرکت دی کہ اِس کو پیچھے ہٹایا اُس کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی بستی کا فاصلہ کم ہوگیا تھا اور اس کی روح کو رَحمت کے فرشتے لے گئے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۳/ ۳۵۶۔۳۵۸)

برائیوں پہ پشیماں ہوں رحم فرمادے ہے تیرے قہر پہ حاوی تیری عطا یارب

(وسائل بخشش ص۷۸)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

اُخروی راحت پر دنیاوی آرام قربان

حضرتِ سیِّدُنا علقمہ بن مرثد رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں کہ آٹھ افراد ایسے ہیں جو زہد و تقویٰ کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ حضرت سیِّدُنا اسود بن یزید عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْمَجِیْد بھی ان میں سے ایک ہیں۔ خوب جدوجہد سے عبادت کرنے اور مسلسل روزے رکھنے کے سبب آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا جسم متغیر (یعنی سبز وزردی مائل) ہوجاتا۔ حضرتِ سیِّدُنا علقمہ بن قیس رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه ان سے کہتے کہ ”آپ اپنے

جسم کو اس قدر آزمائش میں مبتلا کیوں کرتے ہیں؟ ''فرماتے: ''میں اسے (آخرت میں) راحت وآرام پہنچانا چاہتا ہوں۔ ''جب ان کی **موت کا وقت** قریب آیا تو رو پڑے۔ عرض کی گئی: ''یہ جزع وفزع کیسی؟'' فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں اور مجھ سے زیادہ رونے کا حق دار کون ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھے بخش دیا گیا تو پھر بھی جو کچھ میں نے کیا ہے اس کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا کی فکر دامن گیر رہے گی۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی کے حق میں کوئی چھوٹی سی حق تلفی کر لے اور وہ معاف کر دے تو پھر بھی یہ (حق تلفی کرنے والا) صاحب حق سے حیا کرتا رہتا ہے۔ ''حضرتِ سیِّدُنا اسود بن یزید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد نے 80 حج کئے تھے۔

(صفۃ الصفوۃ، الرقم:۳۷۹، الاسود بن یزید، ج۳، ص۱۴)

(الطبقات الکبری لابن سعد، الرقم: ۱۹۷۶، الاسود بن یزید، ج۶، ص۱۳۵-۱۳۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کاش! یہ مینگنیاں ہوتا

حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو فرماتے سنا کہ ''ایک مزدور بہت سامال اکٹھا کر کے ایک جگہ جمع کرتا رہا، جب اس کی **موت کا وقت** آیا تو اس کے حکم سے سارا مال اس کے سامنے بکھیر دیا گیا، وہ اسے دیکھ کر کہنے لگا: ''کاش! یہ مینگنیاں ہوتا، کاش! یہ مینگنیاں ہوتا۔ '' (موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، الحدیث:۱۱۶، ج۵، ص۳۳۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

رحمت ہی کی امید رکھنی چاہئے

حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: ایک مغرور ومتکبر نوجوان کو اس کی والدہ نصیحت کرتے ہوئے کہتی تھی: ''بیٹا! تجھے ایک عظیم دن کا سامنا کرنا ہے، اسے یاد رکھ۔ ''جب نوجوان کی **موت کا وقت** قریب آیا تو ماں جھک کر کہنے لگی: ''میں تجھے اسی پچھاڑ (یعنی موت) کے دن سے ڈراتے ہوئے کہتی تھی کہ بیٹا! تجھے ایک عظیم دن کا سامنا کرنا ہے، اسے یاد رکھ۔ ''اس نے کہا: ''امی جان! بے شک میرا رب عَزَّوَجَلَّ بڑا مہربان ہے، مجھے امید ہے کہ آج وہ مجھے

عذاب نہیں دے گا، اگر وہ میری مغفرت نہ بھی فرمائے تب بھی وہ میرا والی ہے۔ ''حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی حسن ظن کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔

(شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، الحدیث:۷۱۱۴، ج۵، ص۴۱۷)

نہیں ہے نامۂ عطار میں کوئی نیکی — فقط ہے تیری رحمت کا آسرا یارب

(وسائل بخشش ص۷۸)

☆--☆--☆--☆--☆--☆--☆--☆--☆--☆--☆--☆

بڑی چاہتوں سے ہے اس در کو پایا

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اِیمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَیں ''اصبہان'' کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیر دار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ مَیں پکا مجوسی (یعنی آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب ''مجوسیت'' ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے میری ذمہ داری لگادی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کو نہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذِمہ داری سرانجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: ''اے میرے بیٹے! آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جاسکتا۔ آج وہاں تُو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، اِدھر اُدھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا ہے اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔'' اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا میں نے پہلی مرتبہ اس انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا اس لئے لوگوں کے

معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کر رہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

میں نے دل میں کہا: '' خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔'' پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: '' تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے؟ یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے؟'' انہوں نے بتایا: '' ہمارا مرکز '' شام '' میں ہے۔'' پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہوگیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے بے تاب ہو کر پوچھا: '' میرے لال! تُو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔ ''میں نے کہا: ''میں اپنی زمینوں کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھا رہا۔''

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا: ''میرے بیٹے! ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤاجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہٰذا تم کسی اور طرف توجہ نہ دو۔ ''میں نے کہا: '' ہر گز نہیں، خدا عزوجل کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔ ''میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کرلے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوادیں اور مجھے گھر میں قید کردیا تاکہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہو گئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملکِ شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔

چند روز بعد مجھے اِطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دن بعد مجھے اِطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جارہا ہے۔ میں نے بہت جدو جہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اُتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جاملا۔ مُلکِ ''شام'' پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا: '' تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحبِ علم و عمل کون ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''فلاں کنیسہ (یعنی عبادت خانہ) میں رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابل اِحترام اور سب سے زیادہ متقی و پر

ہیز گار ہے۔'' چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا: '' مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں۔ اگر آپ قبول فرمالیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے ''۔

یہ سن کر اس راہب نے کہا: '' ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت بُرا شخص تھا، لوگوں کو صدقات وخیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات وخیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کرلیتا۔ اس طرح اس بد باطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات مٹکے بھر لئے تھے۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز وتکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا: '' جس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔'' لوگ کہنے لگے: '' یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب بُرا شخص تھا؟'' میں نے کہا: '' اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال ودولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء ومساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔'' لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ مٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ مٹکے لئے اور کہا: '' خدا عزوجل کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے۔'' پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کردیا پھر اس کی لاش کو بے گور وکفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کرلیا۔ وہ بہت اچھی عادات وصفات کا مالک اور انتہائی متقی وپرہیز گار شخص تھا، طمع ولالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دُنیوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت ومحبت گھر کر گئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: '' آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کریگا؟'' وہ راہب کہنے لگا: '' اے میرے بیٹے! اللہ عزوجل کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم وفقیہہ ایک شخص ہے جو '' موصل '' میں

رہتا ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔'' راہب کی یہ بات سن کر میں موصل چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک وزاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟''اس نے جواب دیا: '' اللہ عزوجل کی قسم! اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا با عمل عالم '' نصیبین ''میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔''

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا '' نصیبین '' پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی وپرہیزگار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟''اس نے کہا: ''اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا با عمل راہب '' عموریہ '' میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کریگا۔'' چنانچہ میں ''عموریہ'' پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک وصالح شخص تھا۔ میں اس سے دینِ نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطورِ اجیر (یعنی مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہو گئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں ۔ پھر جب اس راہب کی **موت کا وقت** قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟''

اس راہب نے کہا: '' اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آگیا ہے جو دینِ ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمین عرب میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں: ''(۱) ۔۔۔۔۔۔وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے (۲)۔۔۔۔۔۔ لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے اور (۳)۔۔۔۔۔۔اُن کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔''

اگر تم اُس نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاء اللہ عزوجل تم دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

سے ضرور ملنا۔ اِتنا کہنے کے بعد اس راہب کا بھی اِنتقال ہوگیا۔ پھر جب تک میرے رب عزوجل نے چاہا میں ''عموریہ'' میں ہی رہا۔ پھر مجھے اِطلاع ملی کہ قبیلہ ''بنی کلب'' کے کچھ تاجر عرب شریف جارہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔'' ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کرلی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی ''قُریٰ'' میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کردیا۔

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی آخر الزّماں، سلطانِ دو جہاں، محبوبِ رب الانس والجاں عزوجل و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچازاد بھائی مدینہ منورہ زَادَھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعۡظِیۡمًا سے اس کے پاس آیا۔ اس کا تعلق قبیلہ ''بنی قریظہ'' سے تھا۔ یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کردیا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ منورہ زَادَھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعۡظِیۡمًا کی طرف روانہ ہوگیا۔ خدا عزوجل کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور ومرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبی آخر الزماں، سلطانِ دو جہاں، سرورِ کون ومکاں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی تشریف آوری ہوگی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پالی تھیں۔ اب مَیں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلوؤں سے مدینہ منورہ کو نور بار کردیا ہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

بالآخر اِنتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا: ''اللہ عزوجل فلاں قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام ''قباء'' میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا دین قبول کرچکے ہیں جو مکہ مکرمہ زَادَھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعۡظِیۡمًا سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ عزوجل کا نبی کہتا ہے۔ اس قبیلے (یعنی اوس وخزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لاچکے ہیں۔'' جب میں نے اپنے مالک کے چچازاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔ قریب تھا کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے

آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اُترا۔ پھر پوچھا: ''ابھی تم نے کیا بات کہی ہے؟ اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟'' میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیا اور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: ''تمہیں ہماری باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ! ''جا کر اپنا کام کرو۔''

میں نے کہا : ''میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔'' یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ ایک دن موقع پا کر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قباء کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنا نے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زَادَھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا تک پہنچا دیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ اشیائے خورد و نوش لے کر حاضر ہوا ہوں ، میں یہ اشیاء بطورِ صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرمالیں۔''

یہ سن کر اس پاکیزہ و مطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''آؤ! اور یہ چیزیں کھالو۔'' لوگ کھانے لگے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''ایک اور نشانی تو میں نے پالی ہے۔'' پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: ''حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں بطورِ ہدیہ قبول فرمالیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس میں سے کچھ کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: '' یہ دوسری نشانی بھی پوری ہو گئی ہے۔''

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وہاں موجود ہیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے جسمِ اَطہر پر دو چادریں ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی پشت مبارک پر پڑے تاکہ میں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔ بس آخری نشانی (یعنی مہرِ نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف دیکھ رہا تھا جب نبی غیب داں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات

جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اُتار لی جیسے ہی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے چادر ہٹائی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت جگمگا رہی تھی۔ مَیں دیوانہ وار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف بڑھا اور مہرِ نبوت کو چُومنا شروع کر دیا۔ مجھ پر رقت طاری ہو گئی ، بے اِختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ آج میری خوشی کی اِنتہاء نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مَیں نے اِتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلوؤں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

میں نے فوراً حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے محبوب آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اور اپنے غلاموں میں شامل فرمالیجئے۔'' پھر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَیں مسلمان ہو گیا۔ میں ابھی تک حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: '' اب بس کرو۔'' چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اپنی ساری رُوداد سنائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور میں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: '' اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ! تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو (یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کرلو) جب حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا: '' مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگا دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں گی تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔''

میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتائیں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو۔'' چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے 30 پودے لا کر دیئے، کسی نے 50 ۔ الغرض ! مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس 300 کھجوروں کے پودے جمع ہوگئے۔ پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ! تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔'' چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار کرنے لگا تاکہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلّم کی بارگاہ میں حاضِر ہوااور عرض کی: ''اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں نے زمین ہموار کردی ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو کھجوروں کے پودے اُٹھااُٹھا کر دیتے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جان ہے! حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔'' چنانچہ میں نے 300 کھجوریں اپنے مالک کے حوالے کیں۔ ابھی میرے ذمہ 40اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی؟ پھر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''سلمان فارسی کا کیا ہوا؟'' پھر مجھے بلواکر فرمایا: "اسے لے جاؤ،اور اپنا قرض ادا کرو۔" میں نے عرض کی: ''ابھی 40اوقیہ چاندی اور دینی ہے، پھر مجھے غلامی سے آزادی ملے گی۔''

حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے وہ سونے کا ٹکڑا دیا اور فرمایا: '' جاؤ! اور اس کے ذریعے 40اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ باقی ہے، اسے ادا کرو۔'' میں نے عرض کی: ''اے میرے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ اِتنا سا سونا 40اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہوگا؟'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''تم یہ سونا لو اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ عزوجل تمہارے لئے اسی سونے کو کافی کردے گااور تمہارے ذِمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہو جائے گا۔'' میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیااور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر ہوگیا اور اِس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہو کر سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے غلاموں میں شامل ہوگیا۔ پھر میں غزوہ خندق میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ شامل ہوا۔اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ رہا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث ۲۳۷۹۸، ج۹، ص۱۸۵تا۱۸۹)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علی وسلم)

ہمیشہ دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرنے والا لڑکا

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خوّاص رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں شدید گرمی والے سال حج کے ارادے سے نکلا۔ ایک دن جبکہ ہم حجازِ مقدّس میں تھے، میں قافلے سے بچھڑ گیا اور مجھے ہلکی سی نیند آنے لگی، مجھے اتنا ہی علم تھا کہ میں جنگل میں تنہا ہوں۔ اچانک ایک شخص میرے سامنے ظاہر ہوا، میں جلدی سے اسے جاملا، وہ ایک کم سِن لڑکا تھا جس کا چہرہ چودھویں کے چاند یا دوپہر کے سورج کی طرح چمک رہا تھا، اس پر خوشحالی و رہنمائی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے یوں جواب دیا: وعلیکمُ السَّلامُ ورحمۃُ اللہِ وبرکاتُہ، یا ابراہیم! '' مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا، میں نے پوچھا: ''تم مجھے کیسے پہچانتے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم نے مجھے کبھی نہیں دیکھا؟'' تو وہ کہنے لگا: ''اے ابراہیم! جب سے مجھے معرفت نصیب ہوئی ہے تب سے میں ناواقف نہ رہا اور جب سے مجھے اللہ تعالیٰ کے وصال کی دولت ملی ہے تب سے میں جدائی سے نہ آزمایا گیا۔'' میں نے پوچھا: ''اتنی شدید گرمی والے سال اس جنگل میں کیسے آ گئے ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے ابراہیم! میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کبھی کسی سے محبت نہ کی، نہ اس کے غیر سے کبھی ملاقات کی ہے اور مکمل طور پر اسی کی طرف متوجہ رہتا ہوں اور اس کا بندہ ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''کھاتے پیتے کہاں سے ہو؟'' تو بولا: ''میرا محبوب میری کفالت کرتا ہے۔'' جب اس نے مجھے یہ جواب دیا تو اس کے آنسوؤں کی لڑی رخسار پر موتیوں کی طرح اُمنڈ آئی۔ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

''کون ہے جو مجھے چٹیل میدان میں جانے سے ڈرا رہا ہے، میں تو ضرور اس زمین سے گزر کر اپنے محبوب تک پہنچوں گا اور میں اس پر پہلے ہی ایمان لا چکا ہوں، محبت و شوق مجھے مضطرب کئے ہوئے ہیں اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا محب ہو وہ کسی انسان سے نہیں ڈرتا، کیا آج آپ میری کم سنی کی وجہ سے مجھے حقیر جان رہے ہیں، میرے ساتھ جو بیتی ہے اس کی وجہ سے مجھ پر ملامت کرنا چھوڑ دیں۔''

اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابراہیم! کیا تم قافلے سے بچھڑ گئے ہو؟'' میں نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کم سن لڑکے کو دیکھا کہ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھا کر کچھ پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا، اسی وقت مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو قافلے میں پایا اور مجھے میرا رفیق کہہ رہا ہے: ''اے ابراہیم! خیال رکھنا، کہیں سواری سے گر نہ

جاؤ۔'' مجھے معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کم سن لڑکا کہاں گیا، آسمان پر چڑھ گیا یا زمین میں اُتر گیا۔ جب میں میدانِ عرفات پہنچا اور حرمِ پاک میں داخل ہوا تو اس لڑکے کو کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹ کر روتے ہوئے یہ مناجات کرتے دیکھا: ''میں کعبۂ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفاً وَّتَعْظِیْماً کے غلاف سے چمٹا ہوا ہوں، اے میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو دلوں کے بھید اور پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے، میں تیری بارگاہ میں پیدل چل کر حاضر ہوا ہوں کیونکہ میں تیری محبت میں مبتلا ہوں، میں تو بچپن سے ہی تیری محبت و چاہت میں گرفتار ہو گیا تھا جس وقت مجھے محبت کا صحیح مفہوم بھی معلوم نہ تھا۔ اے لوگو! مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میں تو ابھی محبت کے اصول سیکھ رہا ہوں اور اے میرے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ! اگر میری **موت کا وقت** قریب آ چکا ہے تو پھر مجھے اُمید ہے کہ میں تیرا وصال پا کر اپنی محبت کا حصہ حاصل کر لوں گا۔'' پھر وہ سجدے میں گر گیا۔ میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ جب اس کا سجدہ بہت طویل ہو گیا تو میں نے اس کو حرکت دی تو معلوم ہوا کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا، میں اپنی سواری کے جانور کی طرف گیا اور کفن کے لئے ایک کپڑا لیا اور غسل دینے والے کی مدد طلب کی۔ جب واپس اس لڑکے کے پاس پہنچا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ اس کے متعلق تمام حاجیوں سے پوچھا مگر مجھے کوئی ایسا شخص نہ ملا جس نے اُسے زندہ یا مُردہ دیکھا ہو تو میں سمجھ گیا کہ وہ لڑکا مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ تھا اور اُسے میرے علاوہ کسی نے نہ دیکھا، میں اپنی قیام گاہ میں آ کر سو گیا۔

خواب میں، مَیں نے اُسے ایک بہت بڑی جماعت کے آگے آگے دیکھا کہ اس پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تم میرے ساتھ نہ تھے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''یقیناً میں آپ کے ساتھ ہی تھا۔'' میں نے اس سے پوچھا: ''کیا تم مر نہیں گئے تھے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''ایسا ہی ہے۔'' میں نے کہا: ''میں تو تمہیں کفن دینے کے لئے تلاش کر رہا تھا تاکہ تجہیز و تکفین کے بعد تمہاری تدفین عمل میں لاؤں، مگر جب میں واپس آیا تو تم موجود ہی نہ تھے۔'' تو اس نے جواب دیا: ''اے ابراہیم! جس ذات نے مجھے شہر سے نکالا اور اپنی محبت کا شوق عطا کیا اور میرے گھر والوں سے مجھے دور کر دیا، اسی نے مجھے سب کی نظروں سے چھپا کر کفن بھی دے دیا۔''

پھر میں نے پوچھا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' اس نے جواب دیا: ''مجھے میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: ''تجھے کیا چاہئے؟'' میں نے عرض کی: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو خوب جانتا ہے۔'' اس نے ارشاد فرمایا: ''تو میرا سچا بندہ ہے، میرے نزدیک تیرا مقام یہ ہے کہ

میرے اور تیرے درمیان کبھی حجاب نہ ہوگا۔'' پھر مزید ارشاد فرمایا: ''اور بھی کچھ چاہئے؟'' میں نے عرض کی: ''میں جس بستی میں رہتا تھا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔'' ارشاد فرمایا: ''میں نے اس بستی کے حق میں تیری شفاعت بھی قبول فرمائی۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خواص رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اور ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد قافلے والوں کے ساتھ چل پڑا۔ جس سے بھی میری ملاقات ہوتی وہ یہی کہتا: ''آپ کے ہاتھوں کی پاکیزہ خوشبو سے سب لوگ حیران ہیں۔'' اس واقعہ کے ناقِل کا کہنا ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃاللہ الرزاق کے ہاتھ سے مرتے دم تک وہ خوشبو آتی رہی۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۳۲۱۔۳۲۳)

وَصَلَّی اللہ عَلٰی سیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم۔

محبت میں اپنی گما یا الٰہی نہ پاؤں میں اپنا پتہ یا الٰہی
رہوں مست و بے خود میں تیری ولا میں پلا جام ایسا پلا یا الٰہی

(وسائل بخشش ص ۱۰۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے

حضرتِ سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃاللہ الغفار فرماتے ہیں: ''جب بندے کی **موت کا وقت** قریب آتا ہے تو مرنے والے کی حالت پانچ طرح کی ہوتی ہے: (۱)۔۔۔۔۔مال وارث کے لئے (۲)۔۔۔۔۔روح ملک الموت علیہ السلام کے لئے (۳)۔۔۔۔۔ گوشت کیڑوں کے لئے (۴)۔۔۔۔۔ہڈیاں مٹی کے لئے اور (۵)۔۔۔۔۔نیکیاں خُصُوم یعنی قیامت کے دن اپنے حق کا مطالبہ کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ ''وارث مال لے جائے تو قابل برداشت ہے، اسی طرح ملک الموت علیہ السلام روح لے جائیں تو بھی درست ہے مگر اے کاش! موت کے وقت شیطان ایمان نہ لے جائے ورنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جدائی ہو جائے گی، ہم اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں کیونکہ اگر سب فراق ایک طرف جمع ہو جائیں اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کا فراق ایک طرف ہو تو یہ تمام فراقوں سے زیادہ بھاری ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۳۸)

تیسرا باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆... کبھی بے چین ہو جاتے

☆... آنکھیں نم ہو گئیں

☆... اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو

☆... جب مسافر مسافرت میں انتقال کرتا ہے

☆... فرشتوں کی صدائیں

گناہ کی کثرت

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر **نزع کا عالم** طاری ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، ایک شخص نے دریافت کیا: ''اے ابو عبداللہ! کیا گناہ کی کثرت نظر آ رہی ہے؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اٹھایا اور زمین سے کچھ مٹی اٹھا کر ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! میرے گناہ میرے نزدیک اس مٹھی بھر مٹی سے بھی زیادہ حقیر ہیں، میں تو موت سے پہلے ایمان چھن جانے کے خوف سے رورہا ہوں۔''

(جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۹۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کبھی بے چین ہو جاتے

حضرت سیدنا عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''جب میرے والد گرامی پر **نزع کا عالم** طاری ہوا تو میں ان کے قریب بیٹھ گیا، میں نے ان کے جبڑے باندھنے کے لئے ہاتھ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا پکڑ رکھا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بے چین ہو جاتے اور کبھی افاقہ محسوس کرتے اور کہتے: ''خبردار! مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔'' میں نے عرض کی: ''ابا جان! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس عالم میں ایسے انداز میں کس سے مخاطب ہیں؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''اے میرے بیٹے! کیا تم نہیں جانتے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں!'' تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ابلیس میرے سامنے کھڑا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے: ''اے احمد! مجھے ایک بار تو آزمالو۔'' لیکن میں اس سے کہہ رہا ہوں: ''جب تک میں مر نہ جاؤں مجھ سے دور رہو۔''

(جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۹۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جس پر **نزع کا عالم** طاری تھا، شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اس سے دریافت فرمایا کیسا محسوس کر رہے

ہو؟'' اس نے عرض کی ''میں اللہ عزوجل سے اِمید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں پر خوفزدہ ہوں۔'' تو صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایسے وقت میں جب بندے کے دل میں یہ دو چیزیں جمع ہو جائیں تو اللہ عزوجل اس کی اُمید پوری فرمادیتا ہے اور اس کے خوف سے اسے امن عطا فرماتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب الرجاء باللہ والخوف۔۔۔۔۔الخ، الحدیث:۹۸۳، ص۱۷۴۵)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

آنکھیں نم ہو گئیں

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ایک نواسے کو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا جس پر **نزع کا عالم** طاری تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی آنکھیں نم ہو گئیں، تو حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یا رسولَ اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ کیا؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ رحمت ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور اللہ عزوجل اپنے رحم دل بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی علیہ السلام۔۔۔۔۔الخ، الحدیث:۱۲۸۴، ص۱۰۰)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو

امام طبرانی ایک شخص کا نام لئے بغیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابودَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر **نزع کا عالم** طاری ہوا تو میں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم سے سنی ہوئی ایک حدیث سناتا ہوں، (پھر فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ '' اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تم میں جو فجر اور عشاء کی نماز میں حاضر ہو سکے اگرچہ گھسٹتے ہوئے تو اسے چاہیے کہ وہ ضرور حاضر ہو۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الصلوۃ، باب فی صلوۃ العشاء الاخرۃ والصبح فی جماعۃ، رقم ۲۱۴۹ ج ۲ ص ۱۶۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

آخری کلمات طیبہ

حالتِ نزع میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان سے جو کلمات ادا ہوئے وہ یہ تھے: ''رَبِّ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَاَلْحِقْنِی بِالصَّالِحِیْن یعنی اے پاک پروردگار! مجھے اسلام پر موت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔'' اور کچھ دیر بعد ہی آپ دارالفنا سے دارالبقا کی طرف کوچ فرما گئے۔

(الریاض النضرۃ،ج ا،ص ۲۵۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جب مسافر، مسافرت میں انتقال کرتا ہے

جب کسی مسافر پر **نزع کا عالم** طاری ہوتا ہے تو اللہ تَعَالٰی فرشتوں سے فرماتا ہے یہ بیچارہ مسافر ہے، اپنے اہل وعیال اور والدین وغیرہ کو چھوڑ چکا ہے، جب یہ مرے گا تو اس پر کوئی تاء سف (افسوس) کرنے والا بھی نہ ہوگا، تب اللہ تَعَالٰی فرشتوں کو اس کے والدین، اولاد اور خویش واَقارِب کی شکل میں بھیجتا ہے، جب وہ انہیں اپنے قریب دیکھتا ہے تو ان کو اپنے خویش واَقارِب سمجھ کر حد درجہ مسرور ہوتا ہے اور اسی مسرت میں اس کی رُوح پرواز کر جاتی ہے، پھر وہ فرشتے پریشان حال ہو کر اس کے جنازہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور قیامت تک اس کی مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں، فرمانِ الٰہی ہے: اَللّٰہُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ ترجمہ کنز الایمان: اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے ۔(پ ۲۵،الشوریٰ:۱۹)

(مکاشفۃ القلوب ص ۳۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نزع کے وقت کی کیفیت

جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری ہے، انہوں نے اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے کہا: ''آہ! جب ایک روز مجھ پر بھی یہی **نزع کا عالم** طاری ہوگا۔'' یہ

کہتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر رقت طاری ہوگئی۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: "اے میری بیٹی! اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے اللہ کا ارشاد ہے:

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

ترجمۂ کنزالایمان: "اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ، یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔" (پ۲۶،ق:۱۹)

(الریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۵۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

فرشتوں کی صدائیں

نبیوں کے تاجور، حسنِ اخلاق کے پیکر، محبوب ربِّ اکبر عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے کہ '' جب آدمی پر **نزع کا عالم** طاری ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف پانچ فرشتے بھیجتا ہے۔ پہلا فرشتہ اس کے پاس اس وقت آتا ہے جب اس کی روح حلقوم (یعنی حلق) تک پہنچتی ہے۔ وہ فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے: ''اے ابن آدم! تیرا طاقتور بدن کہاں گیا؟ آج یہ کتنا کمزور ہے؟ تیری فصیح زبان کہاں گئی؟ آج یہ کتنی خاموش ہے؟ تیرے گھر والے اور عزیز واقرباء کہاں گئے؟ تجھے کس نے تنہا کر دیا۔''

پھر جب اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور کفن پہنا دیا جاتا ہے تو دوسرا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: ''اے ابن آدم! تُو نے تنگدستی کے خوف سے جو مال واسباب جمع کیا تھا وہ کہاں گیا؟ تُو نے تباہی سے بچنے کے لئے گھر بسائے تھے وہ کہاں گئے؟ تُو نے تنہائی سے بچنے کے لیے جو اُنس تیار کیا تھا وہ کہاں گیا؟''

پھر جب اس کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو تیسرا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: '' آج تُو ایک ایسے لمبے سفر کی طرف رواں دواں ہے جس سے لمبا سفر تُو نے آج سے پہلے کبھی طے نہیں کیا، آج تُو ایسی قوم سے ملے گا کہ آج سے پہلے کبھی اس سے نہیں ملا، آج تجھے ایسے تنگ مکان میں داخل کیا جائے گا کہ آج سے پہلے کبھی ایسی تنگ جگہ میں داخل نہ ہوا تھا، اگر تُو اللہ عزوجل کی رضا پانے میں کامیاب ہو گیا تو یہ تیری خوش بختی ہے اور اگر اللہ عزوجل تجھ سے ناراض ہوا تو یہ تیری بدبختی ہے۔''

پھر جب اسے لحد میں اتار دیا جاتا ہے تو چوتھا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: '' اے ابن آدم! کل تک تُو زمین کی پیٹھ پر چلتا تھا اور آج تُو اس کے اندر لیٹا ہوا ہے، کل تک تُو اس کی پیٹھ

پر ہنستا تھا اور آج تُو اس کے اندر رورہا ہے، کل تک تُو اس کی پیٹھ پر گناہ کرتا تھا اور آج تُو اس کے اندر نادم وشرمندہ ہے۔''

پھر جب اس کی قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کے اہل وعیال دوست واحباب اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو پانچواں فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اسے پکار کر کہتا ہے: '' اے ابن آدم ! وہ لوگ تجھے دفن کر کے چلے گئے ، اگر وہ تیرے پاس ٹھہر بھی جاتے تو تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکتے ، تُو نے مال جمع کیا اور اسے غیروں کے لئے چھوڑ دیا آج یا تو تجھے جنت کے عالی باغات کی طرف پھیرا جائے گا یا بھڑ کنے والی آگ میں داخل کیا جائے گا۔'' (آنسوؤں کا دریا ص ۹۲۔۹۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بُرے خاتمے کا خوف

سرکارِ والاتَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کی قسم اٹھا کر فرماتے تھے : ''جو **موت کے وقت** ایمان کے چھن جانے سے بے خوف رہے گا اس کی موت کے وقت اس کا ایمان چھین لیا جائے گا۔'' یعنی اس کا ایمان اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنے کی وجہ سے چھینا جائے گا۔ (جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۹۱)

بوقتِ نزع سلامت رہے میرا ایماں
مجھے نصیب ہو توبہ ہے التجا یارب
(وسائل بخشش ص ۸۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆
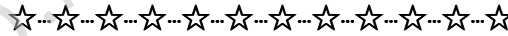
موت وحیات وجودی ہیں

عرض : موت وجودی ہے یا عدمی؟

ارشاد : موت اور حیات دونوں وجودی ہیں۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ

اس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ دیکھے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ (پ۲۹، الملک : ۲)

چوتھا باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...چشمانِ کرم نم ہو گئیں۔

☆...سب کچھ اللہ عزوجل ہی کا ہے۔

☆...تم میرے میزان میں رکھے جاؤ۔

☆...نازک حالت میں بھی صابر رہے۔

☆...سب سے بڑی حسرت۔

☆...نزع کے عالم میں مسکراہٹ۔

☆...شراب کی نحوست۔

چشمانِ کرم نم ہو گئیں

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اپنے شہزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نزع کے عالم** میں تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی چشمانِ کرم نم ہو گئیں، تو حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی روتے ہیں؟'' توآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عوف کے بیٹے! یہ رحمت ہے۔'' انہوں نے دوبارہ عرض کی توآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''آنکھیں بہہ رہی ہیں اور دل غمگین ہے حالانکہ ہم وہی کہہ رہے ہیں جو ہمارے رب عزوجل کو پسند ہے اوریقیناً اے ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! ہم تمہاری جدائی سے غمزدہ ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی علیہ السلام انا بک لمحزونون، الحدیث:۱۳۰۳، ص۱۰۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سب کچھ اللہ عزوجل ہی کا ہے

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ایک شہزادی نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ''میرا بیٹا **نزع کے عالم** میں ہے۔'' توآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پیغام لانے والے سے فرمایا: ''اسے جا کر بتادو کہ یقیناً وہ سب کچھ اللہ عزوجل ہی کا ہے جو وہ واپس لے اور وہ سب کچھ بھی اسی کا ہے جو وہ عطا فرمائے، اس کے پاس ہر چیز کی موت کا وقت مقرر ہے لہٰذا اس سے کہو کہ صبر کرے اور اَجر کی اُمید رکھے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت، الحدیث: ۲۱۳۵، ص۸۲۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تم میرے میزان میں رکھے جاؤ

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو **نزع کے عالم** میں دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''بیٹا! تم میرے میزان میں رکھے جاؤ یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں تمہارے میزان میں رکھا جاؤں۔'' (کتاب الکبائر، فصل فی التعزیۃ، ص۲۲۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

انہیں چھوڑ دو

حضرتِ سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال،، دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم حضرتِ سیدنا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہیں **نزع کے عالم** میں پایا پھر انہیں پکارا تو انھوں نے جواب نہ دیا تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھااور فرمایا، ''اے ابو ربیع ! ہم تجھ سے پیچھے رہ گئے۔ ''تو عورتیں چیخ چیخ کر رونے لگیں۔جب حضرتِ سیدنا ابن عتیک رضی اللہ عنہ ان عورتوں کو خاموش کرانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ''انہیں چھوڑ دو، جب واجب ہو تو پھر کوئی رونے والی نہ روئے۔ ''صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی'' وجوب سے کیا مراد ہے؟'' فرمایا''موت۔'' ان کی بیٹی نے کہا،''خدا کی قسم ! میں امید کرتی ہوں کہ تم شہید ہو کیونکہ تم جہاد کی تیاری کر چکے تھے۔''

تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،'' اللہ عزوجل نے انہیں ان کی نیت کے مطابق ثواب عطا فرمادیا ہے اور تم شہادت کسے کہتے ہو؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا،''اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جانے کو۔'' تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا،'' اللہ عزوجل کی راہ میں مارے جانے کے علاوہ بھی سات شہادتیں ہیں،(۱) پیٹ کی بیماری میں مبتلاء ہو کر مرنے والا شہید ہے(۲) سمندر میں ڈوب کر مرنے والا شہید ہے (۳) نمونیہ میں مبتلا ہو کر مرنے والا شہید ہے(۴) اور ملبے تلے دب کر مرنے والا شہید ہے(۵) اور مرنے والی حاملہ عورت شہید ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم ۳۱۱۱، ج۳، ص ۲۵۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نازُک حالت میں بھی صابر رہے

المدینۃ العلمیۃ میں خدمات انجام دینے والے ابوواصف عطاری مدنی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مبلغِ دعوتِ اسلامی ورُکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حاجی ابوجُنید زَم زَم رضا عطاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ البارِی کی بیماری کے دَوران میرے سامنے ان کی طبیعت بَہُت بگڑی مگر یہ اس نازک حالت میں بھی صابر رہے اور منہ سے شکوہ

وشکایت کا کوئی لفظ نہیں نکالا۔ان کی زندگی کی آخری رات قریباً سوا دس بجے جب میں ان کو دیکھنے کے لئے پہنچا تو غالباً **نزع کے عالم** میں تھے مجھ سے ان کی حالت دیکھی نہیں گئی، ان کی حیات میں کبھی انہوں نے مجھے اپنا ہاتھ نہیں چومنے دیا، میں نے اس وَقْت ان کے داہنے ہاتھ پر بوسہ دیا اور رو رو کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ان کیلئے آسانی وعافیت کی دعا کی تو ان کے سر کو جنبش ہوئی مجھے یوں لگا کہ شاید اس دعا پر میرا شکریہ ادا کر رہے ہوں کیونکہ زندگی میں یہ چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی مجھے ''جَزَاكَ الله'' ''جَزَاكَ الله'' کی دعا سے اتنی کثرت سے نوازتے تھے کہ یہ الفاظ تحریر کرتے وَقْت بھی میرے کانوں میں گویا ان کی آواز گونج رہی ہے۔

(محبوبِ عطار کی ۱۲۲ حکایات ص ۱۴۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نرمی سے پیش آ

حضرت سیِّدُنا سَلَم بن عَطِیَّہ اَسَدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔اس وقت وہ **نزع کے عالم** میں تھا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''اے فرشتے! اس کے ساتھ نرمی سے پیش آ۔'' وہ شخص کہنے لگا کہ ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام فرما رہے ہیں: ''میں ہر مومن کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہوں۔

(کرامات الاولیاء، الحدیث: ۱۰۲، ص ۱۴۶، مفہومًا)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سب سے بڑی حسرت

حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر ہذلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا: اے ابو سعید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمَجِیْد! (یہ سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی کنیت ہے) ہم ابھی ابھی حضرتِ سیِّدُنا عبید اللہ بن اہتم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کے پاس گئے تھے وہ **نزع کے عالم** میں تھے، ہم نے ان سے پوچھا: ''اے ابو معمر! آپ کیسے ہیں ؟ ''جواب دیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! سخت تکلیف میں ہوں اور میرا خیال ہے کہ موت کا فرشتہ

میری روح قبض کرنے ہی والا ہے لیکن تم اس صندوق میں پڑے ایک لاکھ درہم کے بارے میں کیا کہتے ہو جن سے حقوق ادا نہیں کئے گئے؟ "ہم نے کہا: "اے ابو معمر! آپ نے انہیں کس لئے جمع کیا تھا؟ "فرمایا: "بخدا! میں نے انہیں گردش زمانہ، بادشاہ کے ظلم اور خاندان کی کثرت کی وجہ سے جمع کیا تھا۔ "(یہ سن کر) حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: "اس مصیبت زدہ شخص کو دیکھو شیطان اس کے پاس اس انداز سے آیا، اسے گردش زمانہ اور اس بادشاہ کے ظلم سے ڈرایا کہ جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی اور اسے اس کی رعایا میں رکھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ دنیا سے شکستہ دل، غمگین اور ذلیل ورسوا حالت میں جارہاہے۔ اے اس کے بعد پیچھے رہ جانے والے تو اس کی طرح دھوکے میں نہ رہنا تیرے پاس یہ مال حلال طریقہ سے آیا۔ لہٰذا خوب احتیاط کرنا کہ کہیں یہ تیرے لئے وبال نہ بن جائے۔ بخدا! تیرے پاس ایسا شخص بھی آئے گا جو خوب مال جمع کرنے والا اور بخیل ہوگا، مال ودولت جمع کرنے کے لئے دن رات جنگل وبیابان کا سفر طے کرے گا لیکن مال جمع کرنے کی حرص پھر بھی ختم نہ ہوگی، اسے روکے رکھنا اپنا حق سمجھے گا، اسے جمع کرکے سنبھال سنبھال کر رکھے گا اور بخل سے کام لے گا کہ نہ تو زکوٰۃ ادا کرے گا نہ صلہ رحمی کرے گا بروزِ قیامت ایسا شخص حسرتوں کا شکار ہوگا اور اس دن بندے کی سب سے بڑی حسرت یہ ہوگی کہ وہ اپنا مال کسی دوسرے کے میزان میں دیکھے کیا تم جانتے ہو یہ کیسے ہوگا؟ یوں کہ ایک شخص کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا اور حُقُوقُ اللہ کی مختلف اقسام میں خرچ کرنے کا حکم دیا لیکن اس نے بخل سے کام لیا مرنے کے بعد اس کا وارث مال کا مالک بن جاتا ہے اس طرح وہ اپنا مال دوسرے کے میزان میں دیکھتا ہے۔ اے دنیادار! (اب افسوس کرنے کا کچھ فائدہ نہیں) یہ ایسی لغزش اور ندامت ہے جو گزر چکی ہے۔"

(تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم:۳۱۹۶، عبداللہ بن اہتم، ج۲۷، ص۱۱۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نزع کے عالم میں مسکراہٹ

حضرتِ سیِّدُنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے انتقال کے وقت رونے لگے پھر ہنس دیئے پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دنیا چھوڑ کر رخصت ہوگئے تو ان کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: '' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتقال سے قبل کیوں روئے اور پھر کیوں ہنسے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نے فرمایا: '' جب میں **نزع کے عالم** میں تھا تو شیطان ملعون میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا: '' اے بایزید! تم میرے جال سے آزاد ہوگئے۔'' تو میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنے لگا پس آسمان سے ایک فرشتہ میرے پاس اُترا اور مجھ سے کہنے لگا: '' اے بایزید! رب العالمین عزوجل تجھ سے فرماتا ہے: '' ڈرو مت اور غم نہ کرو اور جنت کی خوشخبری سن لو۔'' تو میں ہنسنے لگا اور دنیا سے رخصت ہوگیا۔''

(آنسوؤں کا دریا ص ٦٦)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

شراب کی نحوست

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایک شخص کو **نزع کے عالم** میں دیکھا، جب اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی جاتی تو وہ کہتا: ''خود بھی پیؤ اور مجھے بھی پلاؤ۔''

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: '' جب شرابی مر جائے تو اسے دفن کر دو اور مجھے کسی جگہ نظر بند کرکے اس کی قبر کھودوا گر اسے قبلہ سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے قتل کر دینا۔''

میرے اسلامی بھائیو!

یہ تو شرابی کی دنیوی سزا ہے اور اُخروی سزا تو شمار سے باہر ہے اسے کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، زقوم کھلایا جائے گا، جہنم میں جہنمیوں کا پیپ پلایا جائے گا اور وہ ایسے ہی بہت سے عذابات میں مبتلا ہوگا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی پناہ میں رکھے، آمین۔ (آنسوؤں کا دریا ص ٢٩٢۔٢٩٣)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مرنے کے بعد نیک اعمال مدد کرتے ہیں

منقول ہے کہ ایک شخص کو **نزع کے عالم** میں شیاطین نے گھیر لیا تو ذِکرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے اسے بچا لیا۔ جب انتقال ہوا اور قبر میں عذاب نازل ہوا تو وضو نے اسے عذاب سے بچا لیا۔ اور جب عذاب کے فرشتے آئے تو نماز نے بچا لیا۔ اور جب پیاس سے تڑپنے لگا تو ماہِ رمضان کے روزے نے آکر اس کو سیراب کر دیا۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دنیا وآخرت میں ماہِ رمضان کی برکات اور اس کے نفع کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ دنیوی برکت و نفع یہ ہے کہ یہ تمہیں عذاب اور جہنم کا مُوجِب بننے والی خواہشات سے بچاتا ہے

اور اُخروی برکت و نفع یہ ہے کہ تم مالک وہاب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے معافی اور رضا کی خیرات پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۹۴۔۹۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت وحیات کی شکل

موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کے قبضے میں ، جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مر جاتا ہے۔ اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں ، جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر ،الملک ، تحت الایۃ ۲، ج۱۰، ص ۵۷۹)

حدیث

روایت ہے عباس ابن عبد المطلب سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نبی ہونے سے راضی ہو گیا۔

(مرآۃ ج۔۱۔ص۷)

مدنی پھول

جیسے جسمانی غذاؤں میں مختلف لذتیں ہیں، ایسے ہی روحانی غذاؤں، ایمان و اعمال میں بھی مختلف مزے ہیں، اور جیسے ان غذاؤں کی لذتیں وہی محسوس کر سکتا ہے جس کے حواس ظاہری درست ہوں۔ ایسے ہی ان ایمانی غذاؤں کی لذتیں وہ ہی محسوس کر سکتا ہے جس کی روح درست ہو اور جیسے ظاہری حواس درست کرنے کی مختلف دوائیں ہیں، ایسے ہی ان حواس کے درست کرنے والی روحانی دوائیں ہیں۔

پانچواں باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...میرے رخسار کو زمین سے ملا دو۔

☆...تجارت چھوڑ دئیں۔

☆...نفس کی مخالَفت پر انعامِ خداوندی۔

☆...نصیحت آموز وصیت۔

☆...تمام عورتوں کی سردار۔

☆...تین نصیحتیں۔

میرے رخسار کو زمین سے ملا دو

جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **وصال کا وقت** آ گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا: ''میرے رخسار کو زمین سے ملا دو، اگر اللہ عزوجل نے مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میری حسرت کا عالم کیا ہوگا؟'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: اے امیر المومنین! یہ خوف کیسا؟'' حالانکہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں فتوحات کے در کھول دیئے اور بہت سے شہر آباد کئے، کیا وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایسا معاملہ فرمائے گا؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری اس طرح نجات ہو جائے کہ نہ وہ مجھ سے مؤاخذہ فرمائے اور نہ مجھ پر انعام فرمائے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''نہ مجھے اجر ملے اور نہ ہی میرے ذمہ کوئی گناہ ہو۔''

(جہنم میں لے جانے والے اعمال جلد اول ص ۷۳۔۷۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، حضرت سیدنا مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: ''حضرت سیدنا مسروق علیہ رحمۃ اللہ المعبود نماز میں طویل قیام کرتے جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پنڈلیاں سوج جاتیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھتے تو میں ان کے پیچھے بیٹھ جاتی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت دیکھ دیکھ کر مجھے بہت ترس آتا اور میں روتی رہتی۔

پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں، اس وقت میں اپنے آپ کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ موت میرے سامنے ہے، میرے ایک طرف جنت اور دوسری طرف جہنم ہے، اب معلوم نہیں کہ موت مجھے جہنم کی طرف دھکیلتی ہے یا جنت میں لے جاتی ہے۔'' (عیون الحکایات حصہ اول ص ۵۲)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو.. اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید

حضرت سیدنا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: '' حضرت سیدنا اسود بن یزید علیہ رحمۃ اللہ المجید عبادت وریاضت میں خوب کوشش فرماتے۔ بہت زیادہ مجاہدات کرتے، بکثرت روزے رکھتے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ سبزی مائل اور پیلا پڑ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسّی (80) حج کئے۔''

حضرت سیدنا علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کہتے: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کب تک اپنے جسم پر مشقت کرتے رہیں گے؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: ''میں اپنے جسم کے آرام وسکون کے لئے ہی تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔'' پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: '' حضور! یہ رونا کیسا؟'' فرمایا: ''میں کیوں نہ روؤں؟ کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کا حق دار ہے؟ (پھر عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) خدا عزوجل کی قسم! اگر اللہ عزوجل نے مجھے بخش بھی دیا تب بھی مجھے اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ عزوجل سے حیا آتی رہے گی، اگر بندہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی کرلے اور اسے بخش بھی دیا جائے لیکن پھر بھی اسے اپنے گناہ پر شرمندگی ضرور رہے گی۔'' (عیون الحکایات حصہ اول ص ۵۱)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تجارت چھوڑ دیں

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجارت چھوڑ دیں، جب آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمانوں کے اُمور کے ولی بنے تھے کیونکہ یہ عمل اُمّت کے مسائل کے راستے میں رکاوٹ بنتا تھا اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیت المال سے ضرورت کے مطابق لیتے تھے اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسی کو بہتر سمجھا پھر جب آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے **وصال کا وقت** قریب ہوا تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ مال بیت المال کی طرف لوٹانے کی وصیت فرمائی لیکن ابتداء میں اسے لینا بہتر سمجھا۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۵۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟

حضرت سَیِّدُ نا مالک بن دینار رضی اللہ تعالی عنہ ایک مرتبہ قبرستان کے پاس سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ لوگ ایک مردے کو دفن کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ بھی ان کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے اور قبر کے اندر جھانک کر دیکھنے لگے۔ اچانک آپ نے رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے۔ لوگ مردے کو دفن کرنے کے بعد آپ کو چارپائی پر ڈال کر گھر لے آئے۔

کچھ دیر بعد حالت سنبھلی اور آپ ہوش میں آئے تو لوگوں سے فرمایا، ''اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے پاگل سمجھیں گے اور گلی کے بچے میرے پیچھے شور مچائیں گے تو میں پھٹے پرانے کپڑے پہنتا، سر میں خاک ڈالتا اور بستی بستی گھوم کر لوگوں سے کہتا، ''اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو۔'' اور لوگ میری یہ حالت دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتے۔''

پھر جب آپ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو اپنے شاگردوں کو یہ وصیت فرمائی کہ ''میں نے تمہیں جو کچھ سکھایا، اس کا حق ادا کرنا، اور جب میں مر جاؤں تو میری پیشانی پر (بغیر روشنائی کے) یہ لکھوا دینا، ''یہ مالک بن دینار ہے جو اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے۔'' پھر مجھے قبرستان لے جانے کے لئے چارپائی پر مت ڈالنا بلکہ میری گردن میں رسی ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر اس طرح لے جانا جیسے کسی بھاگے ہوئے غلام کو باندھ کر منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے اُس کے آقا کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ اور قیامت کے دن جب مجھے قبر سے اٹھایا جائے تو تین چیزوں پر غور کرنا، پہلی چیز کہ اس دن میرا چہرہ سیاہ ہوتا ہے یا سفید، دوسری چیز کہ جب اعمال نامے تقسیم کئے جا رہے ہوں تو مجھے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں، تیسری چیز یہ کہ جب میں میزانِ عدل کے پاس کھڑا کیا جاؤں تو میری نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا گناہوں کا؟''

یہ کہہ کر آپ زار و قطار رونے لگے اور کافی دیر آنسو بہانے کے بعد ارشاد فرمایا، ''کاش! میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا کہ مجھے قیامت کی ہولناکیوں اور ہلاکتوں کی خبر ہی نہ ہوتی اور نہ ہی مجھے ان کا سامنا کرنا پڑتا۔'' پھر جب رات کا وقت ہوا تو آپ کی حالت غیر ہونے لگی، اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ ''مالک بن دینار رضی اللہ تعالی عنہ قیامت کی ہولناکیوں اور دہشتوں سے امن پا گیا۔'' آپ کے ایک شاگرد نے یہ آواز سنی تو دوڑ کر آپ کے پاس پہنچا، اس نے دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری تھی اور آپ انگشتِ شہادت آسمان

کی طرف بلند کرکے کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے، آپ نے آخری مرتبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کہا اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ (حکایات الصالحین، ص ۴۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں

جب حضرت سیدنا سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ کے **وصال کا وقت** آیا تو انہوں نے رونا اور چیخنا شروع کر دیا ان سے کہا گیا کہ اے ابو عبداللہ ص! آپ کو اللہ تعالیٰ پر امید رکھنی چاہیے بے شک اللہ تعالیٰ سے امید آپ کے گناہوں سے بھی بڑی ہے انہوں نے فرمایا کیا میں اپنے گناہوں پر روتا ہوں؟ اگر مجھے معلوم ہو کہ میری موت عقیدۂ توحید پر آئے گی تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اگرچہ میں پہاڑوں کے برابر گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔ (فیضانِ احیاء العلوم ص ۱۹۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نفس کی مخالفت پر انعامِ خداوندی

جب اِمام نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو سیب کھانے کی شدید خواہش ہوئی۔ جب سیب لائے گئے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے نہ کھائے۔ بعدِ وصال اہلِ خانہ میں سے کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: ما فعل اللہ بك؟ یعنی اللہ تعالی نے آپکے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا: اللہ تعالی نے میرے تمام اعمال قبول فرمالئے اور میری مہمان نوازی کی گئی اور مجھے سب سے پہلے جو چیز کھانے کو دی گئی وہ سیب تھے۔

(فیضانِ ریاض الصالحین ص ۱۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بد عملی سے نجات مل گئی

باب المدینہ (کراچی) F.11 سیکٹر نیو کراچی کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ اس طرح ہے، 1995ء کی بات ہے کہ میں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں آنے سے پہلے معاشرے کا بہت بُرا انسان تھا، نمازیں قضا کرنا، گندی فلمیں دیکھنا، داڑھی منڈوانا اور غیبت کرنا میری عادت بد میں شامل تھا، گھر میں بھی بد عملی کا دور دورہ تھا شاید اسی وجہ سے مختلف پریشانیوں نے گھر پر ڈیرے ڈال رکھے تھے، میرے چھوٹے بھائی جو

نماز اور دیگر نیک اعمال سے دور تھے، اتفاق سے ایک دن نماز ادا کرنے مسجد چلے گئے، بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوئے، پریشانیوں سے نجات طلب کی، جب مسجد سے باہر آئے تو سامنے چوک درس ہو رہا تھا وہ بھی اس میں شریک ہوگئے، درس سنا اختتام پر ایک مبلغ دعوتِ اسلامی نے ان پر شفقت فرمائی، انفرادی کوشش کرتے ہوئے مقصد حیات سے آشنا کیا، عمل کا مدنی ذہن دیا، دعوتِ اسلامی کا تعارف پیش کرتے ہوئے مدنی ماحول اختیار کرنے کی ترغیب دلائی، نجانے مبلغ کی زبان میں ایسی کیا تاثیر تھی کہ میرے چھوٹے بھائی کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوگیا، انہوں نے نمازوں کی پابندی شروع کردی، دعوت اسلامی کے تحت ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت ان کا معمول بن گئی، رفتہ رفتہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ اسلامی بھائیوں کی رفاقت نے ان کے دل میں سنّت رسول کی محبت پیدا کردی چنانچہ انہوں مدنی حلیہ اختیار کرلیا، داڑھی منڈوانے سے توبہ کی اور گھر میں بھی انفرادی کوشش کا سلسلہ شروع کردیا، ان کا مدنی رنگ میں رنگنا نہ صرف اہل خانہ بلکہ اہلِ محلّہ کے لیے بھی باعث حیرت تھا، جوں جوں وقت گزرتا گیا ان کے اخلاق سنورتے گئے، میں ان کی سنّت رسول سے محبت دیکھ کر بے حد متاثر ہوتا، ان کی فکر آخرت پر مبنی باتیں سن کر میری زندگی میں بھی تبدیلی رونما ہونے لگی، میں نے سنّتوں بھرے اجتماعات میں جانا شروع کردیا۔

سنّتوں بھرے بیانات اور رقت انگیز مناجات کی برکتیں پانے لگا، جس کی برکت سے یہ بات دل میں جاگزیں ہوگئی کہ حقیقی زندگی آخرت کی ہے، جہاں ہمیشہ رہنا ہے مگر وہاں کی تیاری دنیا میں کرنی ہے چنانچہ میں نے اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور اپنی قبر وآخرت بہتر بنانے کے لیے دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے منسلک ہوگیا، مدنی حلیہ اختیار کرلیا، مدنی قافلوں میں سفر کرنا میرا معمول بن گیا جس کی برکت سے دعائیں، سنّتیں سیکھنے کا موقع ملا، یوں چوک درس کی برکت سے ہماری اصلاح کا سامان ہوگیا، گھر میں مدنی ماحول قائم ہوگیا، والد صاحب نمازوں کی پابندی کرنے لگے، چہرہ سنّتِ رسول سے سجالیا، مدنی حلیہ اپنا لیا، ہمارے گھر کی اسلامی بہنیں بھی مدنی ماحول سے منسلک ہوگئیں، ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کی برکتیں لوٹنے لگیں، الغرض سب گھر والے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں بیعت ہوگئے، نمازوں کی پابندی کرنے اور سنّت رسول اپنانے کی برکت سے گھر سے پریشانی اور بے سکونی رخصت ہوگئی، والد محترم کو امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے خاص محبت و تعلق تھا، یہی وجہ تھی کی مرشد کی ان پر ایسی شفقتیں تھیں کہ متعدد بار انہیں خطوط وغیرہ ارسال فرمائے، ایک ولی کامل کی محبت کی انہیں ایسی برکت ملی کہ جب **وصال کا وقت** قریب آیا تو سب عزیز واقارب سے معافی مانگی اور نوافل ادا کیے اور کَلِمَۂ طَیِّبَہ (لَا اِلٰہَ

اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) پڑھتے ہوئے دارِ فنا سے دارِ بقا کی جانب کوچ کر گئے، موت کے وقت ان کا چہرہ روشن تھا، جسے دیکھ کر مزید دل میں دعوت اسلامی کی محبت گھر کر گئی، اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تادمِ تحریر میں علاقے میں حسبِ استطاعت مدنی کاموں کی دھومیں مچارہا ہوں۔ (ڈرامہ ڈائریکٹر کی توبہ ص ۱۷۔۱۹)

جو دے روز دو درسِ فیضانِ سنّت میں دیتا ہوں اُس کو دعائے مدینہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اہلسنّت پَر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے **وصال کا وقت** آیا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: (اے بیٹو!) میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ توانہوں نے کہا: ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

(پ ا۔سورۃ البقرہ آیت ۱۳۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

نصیحت آموز وصیت

جب ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو ارشاد فرمایا: "میں ایسی نصیحت کرتا ہوں اگر تم اسے قبول کرلو تو ہر گز خیر سے محروم نہیں رہوگے، نماز قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو، صدقہ کرو، حج کرو، عمرہ کرو، ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرو، اپنے امرا (حکمرانوں) کو نصیحت کرو ان کو دھوکے میں نہ رکھو، دنیا تمہیں ہلاک نہ کردے، بلاشبہ اگر کوئی شخص ہزار سال جی لے تو بھی موت اسے پچھاڑ دے گی، بے شک اللہ نے بنی آدم کے مقدر میں موت لکھ دی ہے ان کی موت یقینی ہے، تم میں سب سے بڑھ کر دانا شخص وہ ہے جو اپنے ربّ کا سب سے زیادہ اطاعت گزار اور آخرت سے زیادہ خبردار ہے، اللہ کی تم پر سلامتی اور رحمت ہو۔ اے معاذ! لوگوں سے صلہ رحمی کرتے رہنا۔" (الریاض النضرۃ، عبیدہ بن جراح، ج۲، ص۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں

حضرتِ عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب حضرتِ نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر فرمایا: میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے روکتا ہوں میں تمہیں شرک اور تکبر سے روکتا ہوں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ زمین و آسمان اور ان میں موجود سب اشیاء ایک پلڑے میں اور یہ کلمہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تب بھی یہ کلمہ بھاری رہے گا اور اگر آسمان و زمین ایک دائرے میں رکھ دیئے جائیں اور یہ کلمہ ان کے اوپر رکھ دیا جائے تو وہ انہیں دو ٹکڑے کردیگا اور تمہیں سُبْحٰنَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ کلمہ ہر چیز کی نماز ہے اور اسی کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، ۲/۶۹۵، الحدیث ۷۱۲۳)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

مجھے صحن میں لے جاؤ

حضرتِ سیِّدُنا رَقَبَہ بن مَصْقَلَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جب حضرتِ سیِّدُنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو فرمایا: "مجھے صحن میں لے جاؤ تاکہ عجائبات سماویہ میں غور کرسکوں۔" چنانچہ، جب صحن میں لایا گیا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے نفس کو تیری بارگاہ میں باعث اجر وثواب سمجھتا ہوں کیونکہ (وقتِ نزاع) مجھ پر لوگوں سے زیادہ باعثِ مشقت ہے۔" آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے احسان والا معاملہ فرمایا کیونکہ وہ خود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں باعثِ اجر وثواب سمجھتے تھے۔

(تاریخ مدینہ دمشق، الرقم: ۱۳۸۳، الحسن بن علی بن ابی طالب، ج۱۳، ص ۲۸۵)

تمام عورتوں کی سردار

ام المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرضِ وصال میں سب ازواج مطہرات بار گاہِ اقدس میں حاضر تھیں اور کوئی بھی غائب نہ تھیں کہ اتنے میں حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا اس طرح چلتی ہوئی آئیں جیسا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چلا کرتے تھے۔ میرے سرتاج، صاحبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''میری بیٹی کو خوش آمدید!'' پھر انہیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا اور ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا: ''حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ازواج کو چھوڑ کر تمہیں راز کے لئے خاص کیا حالانکہ میں بھی موجود تھی اور تم رو رہی ہو۔'' دوسری بار سرگوشی فرمائی تو حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہنس پڑیں۔ میں نے کہا: ''میرا تم پر جو حق ہے یا مجھے تم پر جو حق حاصل ہے تمہیں اس کی قسم مجھے اس راز کے بارے میں بتاؤ۔'' تو انہوں نے کہا: ''میں رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راز فاش نہیں کروں گی۔'' جب حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوا تو میں نے حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ہاں! اب بتا دیتی ہوں۔ میرا رونا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سال میں صرف ایک مرتبہ مجھے قرآنِ مجید سنایا کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو مرتبہ سنایا ہے (اس وجہ سے) میرا خیال ہے کہ میرے **وصال کا وقت** قریب آگیا ہے۔'' یہ سن کر میں رونے لگی تو ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتی رہو اور صبر کرو میرا تم سے پہلے جانا تمہارے لئے بہتر ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہانوں یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔'' فرماتی ہیں: ''یہ سن کر میں ہنس پڑی۔''

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل فاطمۃ، الحدیث:۲۴۵۰، ص۱۳۳۱)

کپڑوں سمیت دفنایا گیا

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن محمد بن عقیل عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَکِیْل سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو غسل کے لئے پانی رکھنے کو کہا انہوں نے پانی رکھ دیا، آپ نے غسل کیا اور کفن کے کپڑے منگوائے۔ چنانچہ، موٹے کھردرے کپڑے لائے گئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے انہیں پہن لیا اور خوشبو لگائی پھر امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے عرض کی: ”جب میری روح پرواز کر جائے تو میرے کپڑے نہ اتارے جائیں، کپڑوں سمیت ہی مجھے دفنایا جائے۔“ راوی کہتے ہیں: میں نے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: ”کیا آپ نے اس کے بارے میں کسی کو بتایا تھا؟“ فرمایا: ”ہاں! کثیر بن عباس کو اور انہوں نے کفن کے اطراف میں لکھا تھا کہ کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ (المعجم الکبیر، الحدیث:۹۹۶، ج۲۲، ص۳۹۹)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

تین نصیحتیں

حضرتِ سیِّدُنا ابان بن مجبر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو کچھ شاگردوں نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ”حضور ہمیں کچھ کلمات بتایئے جن سے ہم نفع حاصل کر سکیں۔“ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ”میں تمہیں تین کلمات کی نصیحت کرتا ہوں پھر تم یہاں سے چلے جانا اور مجھے تنہا چھوڑ دینا: (۱)…جس چیز سے تمہیں باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے سب سے زیادہ اسے چھوڑنے والے بن جاؤ (۲)…جس چیز کے بجالانے کا حکم دیا گیا ہے سب سے زیادہ اس پر عمل کرنے والے بن جاؤ اور (۳)…جان لو جو قدم تم اٹھاتے ہو اس کی دو قسمیں ہیں ایک تمہارے لئے نفع مند ہے اور دوسرا نقصان دہ، لہٰذا خوب اچھی طرح غور کر لو کہ تم صبح و شام کہاں گزارتے ہو۔“

(الثبات عند الممات، الحسن البصری، ص۱۳۶)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا چاہئے

حضرت محمد بن منکدر رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے **وصال کاوقت** قریب آیا تو آپ گریہ وزاری کرنے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا"میرے پیشِ نظر قرآنِ پاک کی ایک آیت ہے جس کی وجہ سے میں بہت خوفزدہ ہوں، پھر آپ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے پارہ ۲۴ سورۃالزمر کی آیت نمبر ۴۸ تلاوت کی:

وَ لَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔

ترجمہ ٔ کنزالایمان: اور اگر ظالموں کے لیے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اُس جیسا تو یہ سب چھڑائی میں دیتے روزِ قیامت کے بڑے عذاب سے اور اُنہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔ اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں کھل گئیں اور ان پر آپڑا وہ جس کی ہنسی بناتے تھے۔

اور فرمایا "مجھے اس بات کاخوف ہے کہ جنہیں میں نیکیاں شمار کررہا ہوں کہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے بدیاں بن کر نہ ظاہر ہوجائیں۔ (مدارک، الزّمر، تحت الآیۃ: ۴۷، ص ۱۰۴۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ملک الموت نے سلام کیا

جب سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **وصال کاوقت** قریب آیا تو آپ نے اپنی بیوی صاحبہ سے فرمایا کہ تم نے جو تھوڑا سا مشک رکھا ہے اس کو پانی میں گھول کر میرے سر میں لگادو کیونکہ اس وقت میرے پاس کچھ ایسی ہستیاں تشریف لانے والی ہیں جو نہ انسان ہیں اور نہ جن۔ ان کی بیوی صاحبہ کا بیان ہے کہ میں نے مشک کو پانی میں گھول کر ان کے سر میں لگادیا اور میں جیسے ہی مکان سے باہر نکلی گھر کے اندر سے آواز آئی: اَلسَّلاَمُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللهِ اَلسَّلاَمُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ میں یہ آواز سن کر مکان کے اندر گئی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہرہ پرواز کرچکی تھی اور وہ اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ گویا گہری نیند سو رہے ہیں۔ (شواھد النبوۃ، رکن سادس در بیان شواھد و دلایلی... الخ، سلمان فارسی... الخ، ص ۲۸۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت پر عمل

جب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کا وقت** قریب آیا تو فرمایا: ''اگر میں خلیفہ نہ مقرر کروں تو بھی سنت پر عمل ہو گا اور مقرر کر دوں تو بھی سنت پر عمل ہو گا، کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خلیفہ مقرر نہ فرمایا اور سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ مقرر فرمایا۔ ''مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں : ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت پر عمل کریں گے۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے کوئی خلیفہ مقرر نہ فرمایا بلکہ خلیفہ کے تقرر کے لیے چھ ۶ جید اور اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر مشتمل مجلس شوریٰ قائم فرمائی۔ جن میں حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی و قاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شامل تھے۔ سیِّدُنا صہیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نمازیں پڑھانے کا حکم دیا۔ اس مجلس شوریٰ کے ان چھ اراکین نے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین کے بعد مدنی مشورہ کیا۔ حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی و قاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان تینوں نے اپنا معاملہ بقیہ تینوں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سپرد کر دیا۔ سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے عرض کیا کہ ''میں تو خلیفہ نہیں بننا چاہتا۔'' ان دونوں نے آپ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا۔ آپ نے دونوں افراد سے علیحدہ علیحدہ عدل وانصاف کے قیام کا حلف لیا اور پھر سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ (بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قصۃ بیعۃ۔۔۔ الخ، ج۲، ص۵۳۳، حدیث: ۳۷۰۰)

(طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج۳، ص۲۶۰، ۲۶۲)

چھٹا باب

وصال کے وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...کیا میری نجات ہوگی؟

☆...کاش کہ میں درخت ہوتی۔

☆...کیا صبح طلوع ہو چکی ہے؟

☆...کوشش اسی دن کے لئے تھی۔

☆...صرف 30 درہم چھوڑے۔

☆...مغفرت نہ ہوئی تو ہلاکت ہے۔

☆...حکمران سیدھے رہیں تو رعایا بھی سیدھی۔

کیا میری نجات ہو گی؟

حضرتِ سیِّدُنا حمزہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر شاشی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کے **وصال کے وقت** ان کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا: '' اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟'' تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اس کشتی کی طرح جو غرق ہونے سے پہلے چکرا رہی ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا میری نجات ہو گی؟ کیا ملائکہ یہ خوشخبری لے کر آئیں گے:

"اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا -

ترجمہ کنزالایمان: کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔'' (پ ۲۴، حم السجدۃ: ۳۰)

یا کشتی غرق ہو جائے گی اور فرشتے یہ کہتے ہوئے آئیں گے:

"لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ (پ۱۹، الفرقان: ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: وہ دن مجرموں کی کوئی خوشی کا نہ ہوگا اور کہیں گے الٰہی! ہم میں اُن میں کوئی آڑ کر دے رُکی ہوئی۔''

یعنی دور ہو جا، تو ہم سے صلح کے قابل نہیں۔''

اے نافرمان! اپنے دل کی تاریکی پر رو تاکہ وہ روشن ہو جائے کیونکہ جب بادل ٹیلے پر برستے ہیں تو وہ چمک جاتا ہے، ہلاکت ہے تیرے لئے! تو کہتا ہے: میں توبہ کرنے والا اور حق کو پورا کرنے والا ہوں۔ کھڑا ہو اور جلدی کر، نیکیوں کو ضائع نہ کر، پھر موقع نہ ملے گا۔ جب بندہ اپنی توبہ میں سچا ہوتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ! کِرَاماً کَاتِبِیْن (یعنی بندے کے اعمال لکھنے والے فرشتوں) کو ان کے لکھے ہوئے اعمال بھلا دیتا ہے اور زمین کو حکم فرماتا ہے کہ میرے بندے پر وسیع ہو جا۔ (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۴۱)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

جگہ خالی رہ جاتی ہے

حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے ۱۹۷۶ء میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔ آپ علیہ الرحمۃ کے **وصال کے وقت** شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بلک پڑے اور پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ جب دل کو کچھ سنبھالا ہوا تو دیر تک حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے اوصاف حسنہ بیان فرماتے رہے۔ پھر فرمایا۔ ''اس دنیا

سے جو لوگ چلے جاتے ہیں ان کی جگہ خالی رہتی ہے خصوصا مولوی عبدالعزیز علیہ الرحمۃ جلیل القدر عالم، مرد مومن، مجاہد، عظیم المرتبت شخصیت اور ولی کی جگہ کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔ یہ خلا پر نہیں ہو سکتا۔

(مفتی اعظم ہند۔ص ۱۳۹)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

کاش کہ میں درخت ہوتی

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ۵۷ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الثانی، الفصل الثالث، عائشۃ ام المؤمنین، ج۴، ص ۳۹۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے **وصال کے وقت** فرمایا: کاش کہ میں درخت ہوتی کہ مجھے کاٹ ڈالتے کاش کہ پتھر ہوتی کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔

جب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا تو ان کے گھر سے رونے کی آواز آئی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باندی کو بھیجا کہ خبر لائیں۔ باندی نے آکر وصال کی خبر سنائی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی رونے لگیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وہ سب سے زیادہ محبوب تھیں اپنے والد ماجد کے بعد۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم، درذکر ازواج مطہرات وی، ج۲، ص ۴۷۳)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

اللہ تعالیٰ سے ڈر

حضرت عطا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "میں صحابیِ رسول حضرت ولید بن عبادہ بن صامت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ملا اور ان سے پوچھا کہ آپ کے والد نے **وصال کے وقت** کیا وصیت فرمائی؟ حضرت ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "(میرے والد نے) مجھے بلا کر فرمایا: "اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور یہ بات جان لے کہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس وقت تک ڈرنے والا نہیں بنے گا جب تک اللہ تعالیٰ پر اور ہر

خیر و شر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہونے پر ایمان نہ لائے گا اگر تو اس کے خلاف پر مر گیا تو جہنم میں داخل ہو گا۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور پھر فرمایا: "لکھ۔ قلم نے عرض کی: کیا لکھوں؟ ارشاد فرمایا: "تقدیر کو لکھ جو ہو چکا اور جو ابد تک ہو گا۔

(ترمذی، کتاب القدر، ۱۷- باب، ۴/ ۶۲، الحدیث: ۲۱۶۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کیا صبح طلوع ہو چکی ہے؟

واصلِ حق، گنجِ ہدایت، کانِ ولایت، رشکِ شمس و قمر، شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو آخری دنوں میں اس قدر کمزوری ہو گئی تھی کہ نماز میں سجدے سے اُٹھا نہیں جاتا تھا مگر پھر بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خادم کا سہارا لے کر نماز اور وظائف ادا فرماتے تھے اور ہرگز کوئی وظیفہ یا نماز قضا نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ **وصال کے وقت** تین بار پوچھا: کیا صبح طلوع ہو چکی ہے؟ جس وقت عرض کیا گیا کہ صبح طلوع ہو چکی ہے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فوراً دو رکعت فرض تیمم سے ادا فرمائے۔

(ملفوظات حیدری، ص ۱۶۴ ملخصاً)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اُمتِ حبیب کا والی ہے

مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے **وصال کے وقت** جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا کہ میرے بعد میری اُمت کا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو خوشخبری دے دو کہ میں انہیں اُمت کے بارے میں شرمندہ نہیں کروں گا اور انہیں اس بات کی بھی خوشخبری دے دو کہ جب لوگ محشر کے لئے اٹھائے جائیں گے تو وہ سب سے جلدی اٹھیں گے، جب وہ جمع ہوں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہو گا اور بے شک جنت دیگر اُمتوں پر اس وقت تک حرام ہو گی جب تک کہ آپ کی اُمت اس میں داخل نہ ہو گی۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں۔

(المعجم الکبیر، ۳/ ۶۳، الحدیث ۲۶۷۶ ماخوذاً)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کوشش اسی دن کے لئے تھی

حضرت سیِّدُنا ابو عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار کے **وصال کے وقت** ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا: ''ابو یحییٰ کی کوشش اسی دن (کو بہتر بنانے) کے لئے تھی۔ ''

(تاریخ مدینۃ دمشق، الرقم:۷۱۶۷،مالک بن دینار، ج۵۶، ص۴۳۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صرف 30 درہم چھوڑے

حضرتِ سیِّدُنا عامر بن یَساف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن ابو کثیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَدِیْر عمدہ لباس پہننے والے وجیہہ صورت انسان تھے۔ آپ نے **وصال کے وقت** میراث میں صرف 30 درہم چھوڑے جن سے آپ کے کفن ودفن کا انتظام کیا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص۹۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مغفرت نہ ہوئی تو ہلاکت ہے

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **وصال کے وقت** فرمایا: ''وَیْلٌ لِیْ وَوَیْلٌ لِاُمِّیْ اِنْ لَّمْ یَغْفِرِ اللہُ لِیْ یعنی اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت نہ فرمائی تو میری اور میری ماں کی ہلاکت ہے۔''بس یہ فرماتے ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔ (الزھد لابن مبارک، باب تعظیم ذکر اللہ، ص۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حکمران سیدھے رہیں تو رعایا بھی سیدھی

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے **وصال کے وقت** ارشاد فرمایا: ''اِعْلَمُوْا اَنَّ النَّاسَ لَنْ یَزَالُوا بِخَیْرٍ مَا اسْتَقَامَتْ لَهُمْ وُلَاتُهُمْ وَهُدَاتُهُمْ یعنی یہ بات اچھی طرح جان لو کہ لوگ اس وقت تک سیدھی راہ پر گامزن رہیں گے جب تک ان کے حکمران اور رہنما سیدھے رہیں گے۔''

(سنن کبری، کتاب قتال اھل البغی، باب فضل الامام۔۔۔الخ، ج۸، ص۲۸۱، حدیث: ۱۶۶۵۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

وصال کے وقت بھی علم کی ترغیب

حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پوری زندگی یوں ہی علم دین کی خدمت کرتے رہے، ملک شام میں جب طاعون کی وبا پھیلی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اُس سے متاثر ہوئے اور اُسی کے سبب شہادت پائی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **وصال کے وقت** آپ کے شاگرد رونے لگے، پوچھا: ''کیوں روتے ہو؟ ''عرض کیا: ''اس علم پر روتے ہیں جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جانے کے بعد ہم سے جدا ہو جائے گا۔ ''فرمایا: ''بے شک علم اور ایمان کی دولت قیامت تک باقی رہے گی، ان دونوں کی پیروی کرنے والا دونوں نعمتیں پالے گا۔''

(تاریخ ابن عساکر، ج۱۱، ص۴۶۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

عرشِ الٰہی کا سایہ کس کو ملے گا؟

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ اور حضرت سیِّدُنا ابو سعید رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے: "اللہ عَزَّوَجَلَّ سات اشخاص کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔

(۱) عادل حکمران (۲) وہ نوجوان جس کی جوانی عبادتِ الٰہی میں گزری (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد سے نکلتے وقت مسجد میں لگا رہے حتی کہ واپس لوٹ آئے (۴) وہ دو شخص جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے محبت کرتے ہوئے جمع ہوئے اور محبت کرتے ہوئے جدا ہو گئے (۵) وہ شخص جو خلوت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں (۶) وہ شخص جسے کوئی مال و جمال والی عورت گناہ کیلئے بلائے اور وہ کہے کہ " میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہوں۔" (۷) وہ شخص جو اس طرح چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ دائیں نے کیا صدقہ کیا۔" (عرش کا سایہ کس کو ملے گا ص۵)

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، الحدیث ۱۰۳۱، ص ۵۱۲ بتقدمٍ و تاخرٍ)

ساتواں باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...سخت گرمیوں کے روزے۔

☆...موت اس سے زیادہ سخت ہے۔

☆...حضرت سَیِّدُنا ذوالنون مصری کا وقتِ وصال۔

☆...مرحبا اے موت! مرحبا۔

☆...سَیِّدُنا ربیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَدِیْع کی وصیت۔

☆...امید وخوف کے درمیان رہو۔

سخت گرمیوں کے روزے

حضرتِ سیِّدُنا عامر بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا **وقتِ وصال** قریب آیا تو رونے لگے۔آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی: ''کون سی چیز آپ کو رُلارہی ہے؟'' توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے ارشادفرمایا:''میں سخت گرمیوں کے روزوں اور سردیوں میں قیام پر رو رہا ہوں۔'' (کیونکہ اب دوبارہ یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا)　　　(حکایتیں اور نصیحتیں ص ۱۳۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت اس سے زیادہ سخت ہے

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمروبن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہمافرماتے ہیں کہ میرے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''مجھے مرنے والے انسان پر تعجب ہوتا ہے کہ عقل اور زبان ہونے کے باوجود وہ کیوں موت اور اس کی کیفیت بیان نہیں کرتا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والدِ محترم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا **وقتِ وصال** قریب آیاتومیں نے عرض کی: ''اے بابا جان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ توایسے ایسے فرمایا کرتے تھے۔''توانہوں نے ارشادفرمایا: ''اے میرے بیٹے! موت اس سے زیادہ سخت ہے کہ اس کو بیان کیاجائے پھر بھی میں کچھ بیان کئے دیتاہوں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! گویا میرے کندھوں پرَرَضوَی(یَنْبُع کاایک مشہور پہاڑ) اور تہامہ کے پہاڑ رکھ دیئے گئے ہیں اور گویامیری روح سوئی کے ناکے سے نکالی جارہی ہے، گویا میرے پیٹ میں ایک کانٹے دار ٹہنی ہےاور گویاآسمان زمین سے مل گیاہےاور میں ان دونوں کے درمیان ہوں۔'' (المستدرک،کتاب معرفۃ الصحابۃ،باب وصف الموت فی حالۃ النزع،الحدیث ۵۹۶۹،ج ۴،ص ۵۶۹)
(الطبقات الکبری لابن سعد،الرقم ۴۴۶ عمروبن العاص،ج ۴،ص ۱۹۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرت سَیِّدُنا ذوالنون مصری کا وقتِ وصال

حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے **بوقتِ وصال** پوچھا گیا:''آپ کی کیا خواہش ہے؟''آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے ارشادفرمایا:''میں چاہتاہوں کہ مرنے سے ایک لمحہ پہلے مجھے اپنی موت کا علم ہو جائے۔''　　　(لباب الاحیاء ص ۴۰۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مرحبا اے موت! مرحبا

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن قَیس رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا مُعَاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا **وقتِ وصال** قریب آیا تو آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "دیکھو! کیا صبح ہو چکی ہے؟" عرض کی گئی: "ابھی صبح نہیں ہوئی۔" کچھ دیر بعد پھر فرمایا: "دیکھو! کیا صبح ہو چکی ہے؟" عرض کی گئی: "ابھی صبح نہیں ہوئی۔" پھر کچھ دیر بعد کسی نے آکر خبر دی کہ "صبح ہو چکی ہے۔" آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "میں ایسی رات سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں جس کی صبح آگ کی طرف لے جانے والی ہو۔ مرحبا اے موت! مرحبا! موت ایک ایسا ملاقاتی ہے جو آخر میں آیا ہے۔ ایسا دوست ہے جو فاقہ کی حالت میں آیا ہے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں دنیا میں تجھ سے ڈرتا تھا اور آج تجھ سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہوں۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے کہ میں نے دنیا کی محبت کو دل میں بسایا نہ لمبی عمر کا ارمان رکھا کہ اس دنیا میں نہریں جاری کروں اور باغات لگاؤں لیکن سخت گرم دنوں کی پیاس، سختی والی ساعتیں، سفر میں عُلما سے ملاقات اور ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حلقوں کی طلب دل میں آج بھی باقی ہے۔" (...الزھد للامام احمد بن حنبل، اَخبار مُعاذ بن جَبَل، الحدیث: ۱۰۱۱، ص ۲۰۰، بتغیرٍ)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا ربیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَدِیْع کی وصیت

حضرتِ سیِّدُنا منذر ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا ربیع بن خُثَیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **وقتِ وصال** وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "یہ وہ وصیت ہے جسے میں نے خود پر لازم کر رکھا ہے اور میں اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کو گواہ بناتا ہوں اور بطورِ گواہ وہی کافی ہے۔ (اعمالِ صالحہ پر) اپنے نیک بندوں کو وہی بدلہ وثواب عطا فرمانے والا ہے۔ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا (یعنی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رب، حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں) میں اپنے اور اپنی اطاعت کرنے والوں کے لئے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ عبادت کرنے والوں اور حمد و ثنا بجالانے والوں میں میرا بھی شمار ہو نیز تمام مسلمانوں کو بھی اس کی وصیت کرتا ہوں۔"

(الزہد للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۱۹۶۴،زہد محمد بن سیرین، ص۳۳۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

امید وخوف کے درمیان رہو

حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ”اگر آپ نے میری وصیت یاد نہ رکھی تو کوئی چیز آپ کو موت سے زیادہ بُری نظر نہ آئے گی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نرمی کے ساتھ سختی بھی رکھ دی ہے تاکہ مومن امید اور خوف کے مابین رہے۔ میں جب اہل جنت کا ذکر کرتا ہوں تو خوف خداوندی کے سبب یہ خیال آتا ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں اور اہل جہنم کا تذکرہ کرکے رحمت الٰہی کے سبب یہی تصور کرتا ہوں کہ میں ان میں سے بھی نہیں ہوں۔ اس لیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل جنت کا نہایت بہتر صفات کے ساتھ اور اہل جہنم کا بے حد بُرے اعمال کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ جنتیوں کے کچھ گناہ بھی تھے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مٹا دیئے اور جہنمیوں کے پاس نیکیاں بھی تھیں جو ضائع ہو گئیں۔“ (تاریخ ابن عساکر، ج۳۰، ص۴۱۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیّدُنا فاروقِ اعظم کے حق میں صدیقِ اکبر کی دعا

حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وصیتیں فرمانے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عالم تنہائی میں پروردگارِ عالم کے حضور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: ”اے میرے پروردگار! میں لوگوں کی خیر و بھلائی کا خواہش مند ہوں۔، مجھے ان پر فتنہ وآزمائش کے سایہ فگن ہونے کا خوف ہوا تو میں نے وہی کیا جسے تو اَوروں کی بنسبت بخوبی جاننے والا ہے۔ میں نے بھرپور غور وفکر کے بعد ان میں سے بہتر، قوی اور نیکی پر حریص شخصیت کو نگران بنایا ہے۔ تیرا امر یقینی میرے پاس آچکا۔ لہٰذا تو ان کے درمیان میرا جانشین مقرر فرمادے۔ یہ تیرے ہی تو بندے ہیں۔ ان کی پیشانیاں تیرے دست قدرت میں ہیں۔ اے اللہ رب العزت! ان کے حکمرانوں کی اِصلاح فرما۔ اے رب العالمین! اس کے لیے عوام کو درست فرما۔“ آمین (تاریخ ابن عساکر، ج۳۰، ص۴۱۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

آٹھواں باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...آخری خواہش۔

☆...ایک روٹی کی برکت۔

☆...میں طاقت نہیں رکھتا۔

☆... تین حالتیں۔

☆...اژدھا نما جنّ۔

☆...کمر جُھک جانے کا سبب۔

آخری خواہش

جب حضرتِ سیِّدُنا جابر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کاوقت** ہوا توان سے پوچھا گیا: ''کیاآپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی چیز کی خواہش ہے؟'' ارشاد فرمایا: '' حضرتِ سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔'' (حلیۃ الاولیاء، جابر بن عبد زید، رقم ۳۳۴۴، ج۳، ص۱۰۵، بدون فبلغ ذالک...الخ)

جب یہ بات حضرتِ سیِّدُنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی توآپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: '' کیسا محسوس کررہے ہیں۔''جواب دیا: ''میں سمجھتا ہوں کہ اللہ عزوجل کا حکم پوراہونے والا ہے، اے ابوسعید! مجھے رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی کوئی حدیث مبارکہ سنایئے تو حضرتِ سیِّدُنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے جابر! سیِّدُالمُبلِّغِین، رَحمۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کافرمان ذیشان ہے: '' مومن اللہ عزوجل کی طرف سے کسی بھلائی پر ہوتا ہے، اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اسے قبول فرماتا ہے اور اگر عذر پیش کرتا ہے تو اس کا عذر قبول فرماتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ مومن روح نکلنے سے پہلے اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔''

یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: '' اللہ اکبر! بے شک میں اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کررہا ہوں۔'' پھر دعا کی: '' اے اللہ عزوجل! بے شک میں تیرے ثواب کی طمع رکھتا ہوں، لہٰذا! تو میرے گمان کو سچ کردے اور میرے خوف اور گھبراہٹ کو دور فرمادے۔'' پھرآپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور انتقال فرماگئے۔'' (آنسوؤں کا دریا ص۶۷۔۶۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سانپ نے نرگس کے پھولوں کا گُلدستہ پیش کیا

حضرتِ سیِّدُنا ابواسحٰق ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃاللہ الرزاق فرماتے ہیں: ''میں مکہ کے راستے میں اکیلا ہی چلا جارہا تھا کہ راستہ بھول گیا، دودن اور دوراتیں چلتا رہا، یہاں تک کہ شام ہو گئی، وضو کے لئے میں پریشان ہوا کیونکہ پانی موجود نہ تھا۔ چاندنی رات تھی کہ اچانک میں نے ایک ہلکی سی آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: ''اے ابواسحاق! میرے قریب آیئے۔'' میں اس کے قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت نوجوان ہے، اس کے سر کے قریب دو مختلف رنگ کے خوشبودار پھول پڑے ہیں۔ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا کہ اس بیابان میں اس کے پاس پھول کہاں سے آئے؟ حالانکہ یہ ریت پر پڑا ہے اور

حرکت بھی نہیں کر سکتا، اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے ابو اسحاق! میری **وفات کا وقت** قریب آیا تو میں نے اللہ عزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ میری وفات کے وقت اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولی کی زیارت کرادے۔'' تو ایک آواز آئی کہ ابھی تیری وفات کے وقت تجھے ابواسحاق خوّاص کی زیارت ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ ہی ہیں اور میں آپ کا منتظر تھا۔''

میں نے دریافت کیا: ''اے میرے بھائی! تیرا کیا معاملہ ہے؟'' اس نے جواباً کہا: ''میں اپنے گھر والوں میں عزت اور آسودگی کی زندگی بسر کر رہا تھا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہوا، وطن سے دوری کی خواہش ہوئی تو میں حج کے ارادے سے شہرِ شمشاط سے نکلا لیکن ایک ماہ سے یہاں پڑا ہوں اور اب **وفات کا وقت** قریب آگیا ہے۔'' میں نے اس نوجوان سے پوچھا: ''کیا تیرے والدین ہیں؟'' اس نوجوان نے کہا: ''جی ہاں! اور ایک نیک بخت بہن بھی ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کیا کبھی اپنے گھر والوں کو ملنا بھی پسند کیا یا انہوں نے کبھی تمہارے بارے میں جاننے کی کوشش کی؟'' اس نوجوان نے کہا: ''نہیں، مگر آج میں ان کی مہک سونگھنا چاہتا تھا تو میرے پاس بہت سے درندے آئے اور یہ خوشبودار پھول لائے اور میرے ساتھ مل کر رونے لگے۔'' میں اس نوجوان کے معاملے میں حیران و متفکر تھا کیونکہ وہ میرے دل میں اُتر گیا تھا۔ اور میرا دل بھی اس کی طرف مائل ہو چکا تھا کہ اتنے میں ایک بہت بڑا سانپ نرگس کے پھولوں کا ایک گلدستہ لے کر آیا کہ اس سے زیادہ خوبصورت اور خوشبودار گلدستہ میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ سانپ نے وہ گلدستہ اس نوجوان کے سر کے قریب رکھ دیا اور بڑی فصیح زبان میں بولا: ''اے ابراہیم! اللہ عزَّوَجَلَّ کے ولی کے پاس سے لوٹ جا کیونکہ اللہ عزَّوَجَلَّ غیور ہے۔'' یہ سب کچھ دیکھ کر میری حالت عجیب ہو گئی، میں نے ایک زوردار چیخ ماری پھر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب ہوش آیا تو وہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ میں نے پڑھا: "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۳۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میرا دوست

حضرت سیِّدُنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مروی ہے، جب ان کی **وفات کا وقت** آیا تو ارشاد فرمایا: ''میرا دوست (یعنی محبوب سے ملاقات کا وعدہ) میری بے سروسامانی کی حالت میں آیا، مجھے صرف ندامت سے کامیابی نہیں، اے اللہ عزَّوَجَلَّ! اگر تیرے علم میں مجھے غناء کے مقابلہ میں فقر، صحت

کے مقابلہ میں بیماری اور زندگی کے مقابلہ میں موت زیادہ پسند ہے تو مجھ پر موت آسان فرمادے یہاں تک کہ میں تجھ سے ملاقات کرلوں۔'' (لباب الاحیاء ص ۳۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ایک روٹی کی برکت

حضرت سیدنا ابوبردہ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا ابو موسیٰ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے تمام بیٹوں کو اپنے پاس بلاکر فرمایا: '' میں تمہیں صاحب الرغیف (یعنی روٹی والے) کا قصہ سناتا ہوں، اسے ہمیشہ یاد رکھنا،

پھر فرمایا: ''ایک عابد شخص اپنی جھونپڑی میں لوگوں سے الگ تھلگ عبادت کیا کرتا تھا۔ وہ ستر سال تک اسی جھونپڑی میں رہا، اس عرصہ میں کبھی بھی اس نے عبادت کو ترک نہ کیا اور نہ ہی کبھی اپنی جھونپڑی سے باہر آیا۔ پھر ایک دن وہ جھونپڑی سے باہر آیا تو اسے شیطان نے ایک عورت کے فتنے میں مبتلا کردیا، اور وہ سات دن یا سات راتیں اسی عورت کے ساتھ رہا، سات دن کے بعد جب اس کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا تو وہ اپنی اس حرکت پر بہت نادم ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی، اور وہاں سے رخصت ہوگیا۔ وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم تھا، اب اس کی یہ حالت تھی کہ ہر ہر قدم پر نماز پڑھتا اور توبہ کرتا۔ پھر ایک رات وہ ایسی جگہ پہنچا جہاں بارہ مسکین رہتے تھے۔ وہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا، تھکاوٹ کی وجہ سے وہ ان مسکینوں کے قریب گرپڑا۔

ایک راہب روزانہ ان بارہ مسکینوں کو ایک ایک روٹی دیتا تھا۔ جب وہ راہب آیا تو اس نے روٹی دینا شروع کی اور اس عابد کو بھی مسکین سمجھ کر ایک روٹی دے دی، اور ان بارہ مسکینوں میں سے ایک کو روٹی نہ ملی تو اس نے راہب سے کہا: ''آج آپ نے مجھے روٹی کیوں نہیں دی؟'' راہب نے جب یہ سنا تو کہا: ''میں تو بارہ کی بارہ روٹیاں تقسیم کر چکا ہوں۔'' پھر اس نے مسکینوں سے مخاطب ہو کر کہا: ''کیا تم میں سے کسی کو دو روٹیاں ملی ہیں؟'' سب نے کہا: ''نہیں ہمیں تو صرف ایک ایک ہی ملی ہے۔''

یہ سن کر راہب نے اس شخص سے کہا: ''شاید تم دوبارہ روٹی لینا چاہتے ہو، جاؤ آج کے بعد تمہیں روٹی نہیں ملے گی۔'' جب اس عابد نے یہ سنا تو اسے اس مسکین پر بڑا ترس آیا چنانچہ اس نے وہ روٹی مسکین کو دے دی اور خود بھوکا رہا اور اسی بھوک کی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا۔

جب اس کی ستر سالہ عبادت اور غفلت میں گزری ہوئی سات راتوں کا وزن کیا گیا، تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزاری ہوئیں راتیں اس کی ستر سالہ عبادت پر غالب آ گئیں۔ پھر جب ان سات راتوں کا موازنہ اس روٹی سے کیا گیا جو اس نے مسکین کو دی تھی تو وہ روٹی ان راتوں پر غالب آ گئی اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (عیون الحکایات جلد اول ص ۴۷)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

حضرت سیدنا عامر بن عبد اللہ

حضرت سیدنا عامر بن عبداللہ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہاجب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بہت خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے۔ شیطان ان کو بہکانے کے لئے سانپ کی شکل میں آتا اور ان کے جسم سے لپٹ جاتا، پھر قمیص میں داخل ہو کر گریبان سے نکلتا، لیکن آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نہ تو اس سے خوفزدہ ہوتے، نہ ہی اسے دور کرتے بلکہ انتہائی خشوع خضوع سے اپنی نماز میں مگن رہتے۔''

جب ان سے کہا جاتا :'' آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ سانپ کو اپنے آپ سے دور کیوں نہیں کرتے؟کیاآپ کواس سے ڈر نہیں لگتا؟''توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: ''مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور سے ڈروں۔''

پھر کسی کہنے والے نے کہا:آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ جتنی محنت ومشقت کر رہے ہیں اس کے بغیر بھی توجنت حاصل کی جاسکتی ہے اوراس کے بغیر بھی جہنم کی آگ سے بچاجاسکتاہے۔'' توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے ارشادفرمایا:'' اللہ عزوجل کی قسم !میں توخوب مجاہدات کروں گااوردن رات اپنے رب عزوجل کی عبادت کروں گا۔اگر نجات ہو گئی تو اللہ عزوجل کی رحمت سے ہو گی، اور خدا نخواستہ جہنم میں گیاتو اپنی محنت ومشقت میں کمی کی وجہ سے جاؤں گا۔''

پھر جب آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ زار وقطار رونے لگے۔لوگوں نے پوچھا: ''حضور! آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ اتنا کیوں رورہے ہیں؟ کیا موت کا خوف آپ کورلارہاہے؟''توآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں کیوں نہ رووٗں،کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی رونے کاحقدار ہے؟خداعزوجل کی قسم! میں نہ توموت کے خوف سے رورہاہوں،نہ ہی اس بات پر کہ

دنیا مجھ سے چھوٹ رہی ہے، بلکہ مجھے تو اس بات کا غم ہے کہ میری عبادت وریاضت، راتوں کا قیام اور سخت گرمیوں کے روزے چھوٹ جائیں گے، پھر کہنے لگے: اے میرے پاک پروردگار عزوجل! دنیا میں غم ہی غم اور مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں اور آخرت میں حساب و عذاب کی سختیاں پھر انسان کو آرام وسکون کیسے نصیب ہو؟'' (عیون الحکایات جلد اول ص۴۸۔۴۹)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ کے شب وروز

حضرت سیدنا عیسیٰ بن مرحوم عطار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''ایک نیک سیرت لونڈی حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ اس لونڈی نے مجھے حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی عبادت وریاضت کے بارے میں بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ساری ساری رات نماز میں مشغول رہتیں۔ جب صبح صادق ہوتی تو تھوڑی دیر کے لئے اپنے مصلّے پر لیٹ جاتیں، اور جب ہلکا ہلکا اجالا ہونے لگتا تو فوراً اُٹھ کھڑی ہوتیں اور اپنے نفس کو مخاطب کرکے کہتیں: '' اے نفس! تو اس ناپائیدار دنیا میں کب تک سوتا رہے گا؟ یہ دنیا تو تنگی کا گھر ہے، پھر اس میں اتنی نیند کیوں؟ آج کچھ دیر جاگ لے کچھ نیک اعمال کر لے، پھر قبر میں خوب میٹھی نیند سو جانا، وہاں تجھے قیامت تک کوئی نہیں جگائے گا، عمل یہاں کر لے آرام وہاں کرنا۔''

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے ۔۔۔ حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اٹھ بیٹھتیں اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہوجاتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے پوری زندگی اسی طرح عبادت وریاضت میں گزاری۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو مجھے بلا کر فرمانے لگیں: '' میری موت کی وجہ سے مجھے اذیت نہ دینا یعنی میرے مرنے کے بعد چیخ وپکار نہ کرنا، اور اسی اُون کے جُبے میں میری تکفین کرنا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اسی جبہ کو پہن کر ساری ساری رات اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتیں، لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوتے لیکن یہ اللہ عزوجل کی بندی لذتِ عبادت سے لطف اندوز ہو رہی ہوتی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی وفات کے بعد ہم نے آپ کو اسی جُبّہ میں کفن دیا جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی،اور وہ چادر بھی کفن میں شامل کر دی جسے اوڑھ کرآپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہا عبادت کیا کرتی تھیں۔

آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہاکی وفات کے تقریباًایک سال بعد میں نے آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہاکوخواب میں دیکھاکہ آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہاجنت کے اعلیٰ درجوں میں ہیں اورآپ نے سبز ریشم کا بہترین لباس زیبِ بدن کیاہواہے،اور سبز ریشم کادوپٹہ اوڑھاہواہے،خداعزوجل کی قسم! میں نے کبھی ایساخوبصورت لباس نہیں دیکھاجیساآپ نے پہناہوا تھا۔

میں نے آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہا سے پوچھا: ''اے رابعہ! آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہاکے اس جبے اور چادر کاکیا ہوا جس میں ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو کفن دیا تھا؟''توآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہانے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! وہ لباس مجھ سے لے لیاگیا،اوراس کی جگہ یہ بہترین لباس مجھے عطاکیاگیا ہے جسے تم دیکھ رہی ہو،اور میرے اس جبے اور چادر کو لپیٹ کر اس پر مہرلگادی گئی اور اسے مقام عِلّیِّین میں رکھ دیا گیا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کے بدلے مجھے ثواب عطاکیا جائے۔''میں نے پوچھا:'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہاکو اپنے دنیامیں کئے ہوئے اعمال کے بدلے میں اور کیاکیا نعمتیں عطاکی گئیں؟''آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہافرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو نعمتیں تیار کررکھی ہیں،وہ بیان سے باہر ہیں۔تم نے تو ابھی ان نعمتوں کی ایک جھلک ہی دیکھی ہے،اس کے علاوہ نہ جانے کیاکیانعمتیں اس نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کررکھی ہیں۔''

پھر میں نے پوچھا:'' عبیدہ بنت ابو کلاب علیہار حمۃاللہ الوھاب کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ پیش آیا؟'' فرمانے لگیں: ''اللہ عزوجل کی قسم! وہ ہم سے سبقت لے گئیں اور ہم سے اعلیٰ مرتبوں میں انہیں رکھاگیاہے۔''میں نے پوچھا:'' کس وجہ سے انہیں آپ پر فضیلت دی گئی؟حالانکہ لوگوں کی نظروں میں آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہاکامرتبہ ان سے زیادہ تھا۔''آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہانے فرمایا:'' وہ ہر حال میں اللہ عزوجل کاشکرادا کرتی تھیں،اور دنیاوی فکروں سے پریشان نہ ہوتی تھیں۔'' پھر میں نے پوچھا:'' ابو مالک ضیغم علیہ رحمۃاللہ الاعظم کے ساتھ کیسابرتاؤکیاگیا؟'' فرمانے لگیں:''اللہ عزوجل نے انہیں بہت بڑاانعام عطافرمایاہے،وہ جب چاہتے ہیں اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کرلیتے ہیں،ان کااللہ عزوجل کی بارگاہ میں بہت مرتبہ ومقام ہے۔

میں نے پوچھا: ''حضرت سیدنا بشر بن منصور علیہ رحمۃاللہ الغفور کے ساتھ کیا ہوا؟'' فرمانے لگیں: '' ان کا مرتبہ تو قابلِ رشک ہے، انہیں تو ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا گیا ہے جن کے بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔''

پھر میں نے عرض کی: '' مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتا دیجئے جس کے ذریعے مجھے اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی رضا نصیب ہو جائے۔'' تو آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: '' کثرت سے ذکر اللہ عزوجل کرو، ہر وقت اپنے اوپر ذکر اللہ عزوجل کو لازم کر لو۔ اگر ایسا کرو گی تو کچھ بعید نہیں کہ تمہاری قبر میں تمہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے کہ تم قابل رشک ہو جاؤ۔''

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ　　　　کروں تیری حمد و ثنا یاالٰہی عزوجل

(اے ہمارے پاک پروردگار عزوجل! ہمیں بھی ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ایسی زبان عطا فرما جو ہر وقت تیرے ذکر میں مشغول رہے۔ ایسا جسم عطا فرما جو دین کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرے اور ایسا دل عطا فرما جو ہر وقت تیرا شکر ادا کرتا رہے۔)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو.. اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

(عیون الحکایات جلد اول ص۱۶۸۔۱۶۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرت ابوذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ باکمال

حضرتِ سیّدُنا ابراہیم بن اَشتر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر اپنے والدِ محترم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''حضرتِ سیّدُنا ابوذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرتِ سیّدَتُنا اُمِّ ذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جب حضرتِ سیّدُنا ابوذرّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ صحرائی سفر پر تھے، میں بھی ان کے ساتھ تھی، میں رونے لگی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا: '' آپ اس بے آب و گیاہ ویران صحراء میں انتقال کر رہے ہیں اور اس وقت نہ تو میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے آپ کے کفن و دفن کا انتظام ہو سکے اور نہ ہی آپ کے پاس، پھر میں کیوں نہ روؤں؟'' فرمایا: '' رونا چھوڑ، تیرے لئے خوشخبری ہے۔'' ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' اور سرکار نامدار، مدینے کے تاجدار، باذن پروردگار غیبوں

پر خبر دار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم چند لوگوں کو مخاطب کرکے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ایک شخص صحراء میں مرے گااور اس کی وفات کے وقت مؤمنین کا ایک گروہ اس کے پاس پہنچے گا۔''

(مسند احمد، حدیث ابی ذر الغفاری، الحدیث ۲۱۴۳۱، ج۸، ص ۸۶ ۔الطبقات الکبرٰی لابن سعد، ابو ذر جندب بن جنادۃ، الرقم ۴۳۲، ج۴، ص۱۷۶)

اب ان تمام صحابہ ٔ کرام علیہم الرضوان میں سے کوئی زندہ نہیں رہا۔ صرف میں اکیلا باقی ہوں اور ان سب کی وفات یا تو شہر میں ہوئی یا آبادی میں ۔ اور میں صحراء میں فوت ہو رہا ہوں ۔یقیناوہ شخص میں ہی ہوں ، اوراللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم ! نہ میں نے جھوٹ کہااور نہ ہی مجھے جھوٹی خبر ملی ، تُو جااور دیکھ ، ضرور کوئی نہ کوئی ہماری مدد کو آئے گا۔''

میں نے کہا:'' اب توحُجّاج کرام بھی جاچکے اور راستہ بند ہوگیا۔''فرمایا:'' تو جا کر دیکھ تو سہی۔'' چنانچہ، میں ریت کے ٹیلے پر چڑھی اور راستے کی طرف دیکھنے لگی، تھوڑی دیر بعد واپس ان کے پاس آ گئی اور تیمارداری کرنے لگی پھر دوبارہ ٹیلے پر چڑھ کر راہ تکنے لگی ۔ اچانک کچھ دور مجھے چند سوار نظر آئے، میں نے کپڑا ہِلا کر انہیں اس طرف متوجہ کیا تو وہ بڑی تیزی سے میری طرف آئے اور پوچھا:'' اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! کیا بات ہے ؟''میں نے کہا :'' مسلمانوں میں سے ایک مرد، داعیٔ اَجَل کو لَبَّیْک کہنے والا ہے، کیا تم اسے کفن دے سکتے ہو؟''انہوں نے کہا : ''وہ کون ہے ؟''میں نے کہا: ''ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔'' کہا: ''وہی ابوذر جو پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابی ہیں؟''میں نے کہا:'' ہاں! وہی ابو ذر جو صحابیٔ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔'' یہ سنتے ہی وہ کہنے لگے : ''ہمارے ماں باپ ان پر قربان! وہ عظیم ہستی کہاں ہے؟''میں نے انہیں بتایا تو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تیزی سے لپکے اور حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیتے ہوئے انہیں ''مرحبا''کہااور فرمایا : '' تمہیں خوشخبری ہو! میں نے مدینے کے تاجدار، غیبوں پر خبر دار، دوعالم کے مالک ومختار باذن پروردگارعَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''کوئی بھی دو مسلمان جن کے دو یا تین بچے فوت ہوجائیں اور وہ اس پر صبر کریں اور اجر کی امید رکھیں تو وہ کبھی بھی جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔'' اورآپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک گروہِ مسلمین سے مخاطب ہو کر فرمارہے تھے جس میں میں بھی موجود تھا کہ ''تم میں سے ایک شخص صحراء میں وفات پائے گااور مؤمنین کا ایک قافلہ اس کے پاس پہنچ جائے گا۔'' (المرجع السابق)

اب میرے علاوہ ان میں سے کوئی زندہ نہیں ان میں سے ہر ایک یا تو آبادی میں فوت ہوا یا پھر کسی بستی میں ،اب میں ہی وہ اکیلا شخص ہوں جو صحراء میں انتقال کر رہا ہوں۔اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم ! نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ ہی مجھے جھوٹ بتایا گیا۔جب میں مر جاؤں اور میرے پاس یا میری زوجہ کے پاس کفن کا کپڑا ہو تو مجھے اسی میں کفنا دینا اگر ہمارے پاس کفن کا کپڑا نہ ملے تو میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص حکومتی عہدے دار ہو یا کسی امیر کا دربان ہو یا کسی بھی حکومتی عہدے پر ہو تو وہ مجھے ہر گز ہر گز کفن نہ دے۔اتفاق کی بات تھی کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی حکومتی عہدے پر رہ چکا تھا یا ابھی عہدے پر قائم تھا۔صرف ایک انصاری نوجوان بچا جو کسی طرح بھی حکومت کا نمائندہ نہ تھا۔وہ نوجوان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''میرے پاس ایک چادر اور دو کپڑے ہیں جنہیں میری والدہ نے کاٹ کر بنایا ہے، میں اِنہیں کپڑوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفن دوں گا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:'' ہاں ! تم ہی مجھے کفن دینا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو اسی انصاری نوجوان نے کفن دیا اور نمازِ جنازہ کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہیں دفنا دیا گیا۔'' (عیون الحکایات جلد دوم ص ۷۵۔۷۶)

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ علیہ وسلّم)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میں طاقت نہیں رکھتا

ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن محاربی سے روایت کیا فرمایا کہ ایک شخص کی **وفات کا وقت** قریب آگیا تو اس سے کہا گیا کہ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (یعنی پورا کلمہ طیبہ) پڑھ تو اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا (کیونکہ) میں ان لوگوں کا مصاحب ہوتا تھا جو مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرّا و گالی دینے کا حکم دیتے تھے۔ (شرح الصدور، باب من دنا اجلہ و کیفیۃ الموت وشدتہ، ص ۳۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات

اصحاب تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس چوبیس سال تک نہایت آرام و خوشحالی میں رہے۔جب آپ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ ملک شام میں لے جا کر مجھے میرے والد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی

قبر کے پہلو میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جسم مقدس کو لکڑی کے صندوق میں رکھ کر مصر سے شام لایا گیا۔ ٹھیک اسی وقت آپ کے بھائی حضرت ''عیص'' کی وفات ہوئی اور آپ دونوں بھائیوں کی ولادت بھی ایک ساتھ ہوئی تھی۔ اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے اور دونوں بھائیوں کی عمریں ایک سو سینتالیس برس کی ہوئیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن فرما کر پھر مصر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کے بعد ۲۳ سال تک مصر پر حکومت فرماتے رہے۔ اس کے بعد آپ کی بھی وفات ہو گئی۔ (عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص۱۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تین حالتیں

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کا وقت** آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے سے اپنی تین حالتیں بیان کیں۔ دوسری حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے زیادہ جلالت وہیبت والا نہ تھا۔ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی ہیبت کے سبب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔''

(الشفاء، الباب الثالث، ج۲، ص۶۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

ہائے غم!

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کا وقت** آیا تو ان کی زوجہ نے کہا: واحزناہ (ہائے غم) یہ سنکر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: واطرباہ القی غداً الاحبۃ محمداً وحزبہ۔ ترجمہ: واہ خوشی! میں کل دوستوں یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملوں گا۔ (الشفاء، الباب الثالث، ج۲، ص۶۸)

دو مٹھیاں

حضرت سَیِّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا، ''آپ کو کس چیز نے رُلایا؟'' فرمایا، ''خدا کی قسم! میں نہ تو موت کی گھبراہٹ سے رو رہا ہوں اور نہ ہی دنیا سے رخصتی کے غم میں آنسو بہا رہا ہوں۔ بلکہ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم اسے سنا کہ، ''دو مٹھیاں ہیں، ایک جہنم میں جائے گی اور دوسری جنت میں...۔'' اور مجھے نہیں معلوم کہ میں کون سی مٹھی میں ہوں گا۔ (شعب الایمان، ج ۱، ص ۵۰۲، رقم الحدیث ۸۴۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اژدھا نما جنّ

ابن ابی الدنیا اور امام بَیْہَقی ''دلائل'' میں حضرت یحیٰی بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی **وفات کا وقت** آیا تو ان کی خدمت میں بہت سے تابعینِ کرام جمع ہوئے۔ ان میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابوسَلَمہ بن عبدالرحمٰن علیہم الرضوان بھی تھے۔ ان حضرات کی موجودگی میں ہی حضرت عروہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر غشی طاری ہو گئی اور ان حضرات نے چھت پھٹنے کی آواز سنی۔ دیکھا کہ ایک کالا سانپ (یعنی اژدھا نما جن) نیچے آکر گرا جو کھجور کے بڑے تنے کی مثل (موٹا اور لمبا) تھا اور وہ جب ان خاتون کی طرف لپکنے لگا تو اچانک ایک سفید رُقعہ اوپر سے گرا، جس میں لکھا ہوا تھا۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مِنْ رَبِّ كَعْبٍ اِلٰى كَعْبٍ۔ لَيْسَ لَكَ عَلٰى بَنَاتِ الصَّالِحِيْنَ سَبِيْلٌ۔ ترجمہ: اللہ کے نام شروع جو بہت مہربان نہایت رَحم والا بنوکعب کے ربّ کی طرف سے بنوکعب کی طرف تمہیں نیک لوگوں کی بیٹیوں پر ہاتھ بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

جب اس اژدھا نے یہ سفید کاغذ دیکھا تو اوپر چڑھا اور جہاں سے اترا تھا وہیں سے نکل گیا۔

(ملخص از: لقط المرجان فی احکام الجان للسُّیوطی ترجمہ: جنوں کی دنیا ص306)

کمر جُھک جانے کا سبب

حضرت سَیِّدُ نا سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کی کمر جوانی ہی میں جھک گئی تھی۔ لوگوں نے کئی مرتبہ اس کی وجہ جاننے کی کوشش کی لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ کا ایک شاگرد کافی عرصہ تک کسی موقع کی تلاش میں رہا کہ وہ آپ سے اس کا سبب دریافت کر سکے۔ آخر ایک دن اس نے موقع پا کر آپ سے اس بارے میں پوچھ ہی لیا، آپ نے پہلے تو حسبِ سابق کوئی جواب نہ دیا لیکن پھر اس کے مسلسل اصرار پر فرمایا، ''میرے ایک استاذ جن کا شمار بڑے علماء میں ہوتا تھا اور میں نے ان سے کئی علوم وفنون سیکھے تھے، جب ان کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو مجھ سے فرمانے لگے، ''اے سفیان ! کیا تو جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا ؟ میں پچاس سال تک مخلوقِ خدا کو رب تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتا رہا، لیکن افسوس ! آج جب میری زندگی کا چراغ گل ہونے کو ہے تو اللہ عزوجل نے مجھے اپنی بارگاہ سے یہ فرما کر نکال دیا ہے کہ تو میری بارگاہ میں آنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔''

اپنے استاذ کی یہ بات سن کر بوجھِ عبرت سے میری کمر ٹوٹ گئی، جس کے ٹوٹنے کی آواز وہاں موجود لوگوں نے بھی سنی۔ میں اپنے رب عزوجل کے خوف سے آنسو بہاتا رہا، اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میرے پیشاب میں بھی خون آنے لگا اور میں بیمار ہو گیا۔ جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں ایک نصرانی حکیم کے پاس گیا۔ پہلے پہل تو اسے میری بیماری کا پتہ نہ چل سکا پھر اس نے غور سے میرے چہرے کا جائزہ لیا اور میری نبض دیکھی اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا، ''میرا خیال ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں اس جیسا نوجوان کہیں نہ ہوگا کہ اس کا جگر خوفِ الٰہی کی وجہ سے پھٹ چکا ہے۔'' (حکایات الصالحین، ص ۴۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا؟

حضرت سَیِّدُ نا سروق الاجوع تابعی رضی اللہ تعالی عنہ اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ ان کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر ان کے گھر والوں کو ان پر ترس آتا اور وہ رونے لگتے۔ ایک دن ان کی والدہ نے کہا، ''میرے بیٹے ! تو اپنے کمزور جسم کا خیال کیوں نہیں کرتا؟ اس پر اتنی مشقت کیوں لادتا ہے ؟ تجھے اس پر ذرا رحم نہیں آتا ؟ کچھ دیر کے لئے آرام کر لیا کرو، کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ صرف تیرے لئے پیدا کی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اس میں پھینکا نہیں جائے گا ؟'' انہوں نے جواباً عرض کی، ''امی جان ! انسان کو ہر حال میں

مجاہدہ کرنا چاہے کیونکہ قیامت کے دن دوہی باتیں ہوں گی، یا تو مجھے بخش دیا جائے گا یا پھر میری پکڑ ہو جائے گی، اگر میری مغفرت ہو گئی تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہو گی اور اگر میں پکڑا گیا تو یہ اس کا عدل ہوگا، لہٰذا اب میں آرام نہیں کروں گا اور اپنے نفس کو مارنے کی پوری کوشش کرتا رہوں گا۔

جب ان کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے گریہ وزاری شروع کر دی۔ لوگوں نے پوچھا، ''آپ نے تو ساری عمر مجاہدوں اور ریاضتوں میں گزاری ہے، اب کیوں رو رہے ہیں؟'' تو آپ نے فرمایا، ''مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیے کہ میں ستر سال تک جس دروازے کو کھٹکھٹاتا رہا، آج اسے کھول دیا جائے گا لیکن یہ نہیں معلوم کہ جنت کا دروازہ کھلتا ہے یا دوزخ کا۔۔۔۔۔ ،کاش! میری ماں نے مجھے جنم نہ دیا ہوتا اور مجھے یہ مشقت نہ دیکھنا پڑتی۔'' (حکایات الصالحین، ص ۳۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

موت کے حالات دریافت کروں

جب حضرت عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا: اے باباجان! آپ کہا کرتے تھے کہ کوئی عقلمند انسان مجھے نزع کے عالم میں مل جائے تو میں اس سے موت کے حالات دریافت کروں، تو آپ سے زیادہ عقل مند کون ہو گا، برائے مہربانی آپ ہی مجھے موت کے حالات بتادیجئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''اے بیٹے! خدا کی قسم، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے دونوں پہلو ایک تخت پر ہیں اور میں سوئی کے نکے کے برابر سوراخ سے سانس لے رہا ہوں اور ایک کانٹے دار شاخ میرے قدموں کی طرف سے سر کی جانب کھینچی جارہی ہے۔ (التذکرہ للقرطبی ص ۲۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

زیادہ وقت اپنے گھر میں رہو

جب حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، زیادہ وقت اپنے گھر میں رہو، اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

(شعب الایمان، الحادی عشر من شعب الایمان وھو باب فی الخوف من اللہ تعالی، ۵۰۳/۱، الحدیث: ۸۴۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں

مروی ہے کہ (جب) حضرت ہَرِم بن حَیَّان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ (کی) **وفات کا وقت** قریب آیا تو ان) سے لوگوں نے عرض کی: آپ کوئی وصیت فرما دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں تمہیں سورۂ نحل کی اس آیت "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ" سے لے کر سورت کے آخر تک (بیان کی گئی باتوں) کی وصیت کرتا ہوں۔ (دارمی، کتاب الوصایا، باب فضل الوصیۃ، ۲/۴۹۶، روایت نمبر: ۳۱۷۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

راستے کا کانٹا ہٹانے نے بخشش کرادی

حضرتِ سَیِّدُنا ابو منصور بن ذُکَیر علیہ رَحْمَۃُ اللہ القدیر نیک اور پرہیز گار آدمی تھے، جب آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ بہت زیادہ روئے۔ پوچھا گیا: حضرت! آپ موت کے وقت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: مجھے ایسے راستے پر جانا ہے جس پر میں کبھی نہیں چلا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بیٹے نے چوتھے روز اپنے والد مرحوم کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللہُ بِكَ یعنی: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: اے بیٹے! معاملہ تمہارے گمان سے بھی مشکل رہا، میں سب سے اچھے انصاف کرنے والے کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میں نے کئی جھگڑا کرنے والوں کو بحث کرتے دیکھا، مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے کہا: اے ابو منصور! تمہاری عمر 70 سال ہوئی آج کیا لے کر آئے ہو؟ میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے 30 حج کئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: میں نے وہ قبول نہیں کئے، میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! 40 ہزار درہم میں نے اپنے ہاتھ سے صدقہ کئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: میں نے وہ قبول نہیں کئے، میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! 60 سال میں نے دن میں روزہ رکھا اور رات میں عبادت کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: میں نے تیری یہ عبادت بھی قبول نہیں کی، میں نے عرض کی: اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں نے 40 غزوات میں شرکت کی، اِرشاد ہوا:

یہ بھی قبول نہیں، میں نے کہا: میں ہلاک ہوا۔ اتنے میں ربعَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: یہ میری شان کے لائق نہیں کہ میں تجھ جیسے آدمی کو عذاب دوں تجھے یاد ہے! ایک مرتبہ تو اپنے گھر سے باہر کہیں جارہا تھا کہ راستے میں تو نے ایک کانٹا دیکھا اور مسلمان کو اَذیت سے محفوظ رکھنے کی نیت سے وہ کانٹا راستے سے ہٹا دیا تھا، میں نے تیرے اسی عمل کے سبب تجھ پر رحم کیا اور بیشک میں بھلائی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا۔

اس حکایت کو ذکر کرنے کے بعد شیخ اسماعیل حقی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا: اس سے معلوم ہوا: جب راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا رحمت اور مغفرت کا ذریعہ ہے تو لوگوں سے تکلیف کو دور کرنا، خصوصاً مسلمانوں سے تکلیف دور کرنا، سب سے بڑھ کر اپنے اہل وعیال سے تکلیف کو دور کرنا کل قیامت میں کس قدر نفع مند ہوگا! مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اللہعَزَّوَجَلَّ ہم سب کو نفع دینے والوں میں شامل فرمائے نہ کہ تکلیف دینے والوں میں۔ (روح البیان، ۲/۲۹۸)

رضائے خستہ! جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا
(حدائقِ بخشش، ص۳۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بُرا خاتمہ

حضرت سیّدُنا فُضَیل بن عیاض عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب کے ایک شاگرد کی **وفات کا وقت** آیا تو آپ اس کے پاس گئے اور سر کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسٓ شریف کی تلاوت کرنے لگے، شاگرد نے کہا: استاد صاحب! یہ نہ پڑھیں۔ پھر آپ نے اسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے کی تلقین کی تو (مَعاذَ اللہ) اس نے کہا: میں یہ بھی نہیں کہوں گا، میں اس سے بیزار ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مرگیا تو حضرت سیّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ واپس اپنے مکان پر آئے اور 40 دن تک روتے رہے اور گھر سے باہر نہ نکلے پھر آپ نے خواب دیکھا کہ اس شاگرد کو گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جارہا ہے، آپ نے اس سے پوچھا: کس سبب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھ سے معرفت چھین لی حالانکہ تو میرے شاگردوں میں سب سے زیادہ علم والا تھا؟ اس نے کہا: تین عیبوں کے سبب، ان میں سے پہلا چغلی ہے کہ میں اپنی ساتھیوں کو کچھ بتاتا تھا اور آپ کو کچھ بتاتا تھا، دوسرا حسد ہے کہ میں ان سے حسد کرتا تھا اور تیسرا یہ ہے کہ مجھے ایک بیماری تھی، جب میں نے طبیب سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا:

سال میں ایک پیالہ شراب کا پی لیا کرو ورنہ یہ بیماری ختم نہیں ہو گی۔اس لئے میں سال میں ایک بار شراب پیا کرتا تھا۔ (تنبیہ الغافلین مختصر منہاج العابدین ص۱۷۸)

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی سے اس کی پناہ مانگتے ہیں بے شک ہم اس کی ناراضی کو برداشت نہیں کر سکتے۔

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کو نصیحتیں

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عبداللہ بن سابِط عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْوَاحِد سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور فرمایا: "اے عمر! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور جان لو! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جس عمل کو دن میں ادا کرنے کا حکم دیا اگر اسے رات میں کیا گیا تو وہ اسے قبول نہیں فرمائے گا اور جس عمل کو رات میں کرنے کا حکم ہے اگر کسی نے اسے دن میں کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی قبول نہ فرمائے گا اور نفل قبول نہیں فرماتا جب تک فرائض ادا نہ کر لئے جائیں اور جنہوں نے دُنیا میں حق کی پیروی کی قیامت کے دن ان کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گا اور میزان پر لازم ہے کہ جب اس میں حق رکھا جائے تو وہ (نیکیوں سے) بھاری ہو جائے اور جنہوں نے دنیا میں باطل کی پیروی کی بروزِ قیامت ان کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو گا اور میزان پر لازم ہے کہ جب اس میں باطل رکھا جائے تو وہ ہلکا ہو جائے۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہلِ جنت کا ذکر اچھے اعمال سے کیا اور ان کی برائیوں سے درگزر فرمایا ہے۔ پس جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ ان میں داخل ہونے سے محروم نہ ہو جاؤں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنمیوں کا ذکر ان کے بُرے اعمال کے ساتھ فرمایا اور ان کی نیکیاں ان کے منہ پر مار دیں۔ پس جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا انجام ان کے ساتھ نہیں ہو گا اور بندے کو چاہئے کہ وہ امید اور ڈر کے درمیان رہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بے جا امیدیں باندھنے سے باز رہے اور اس کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہو اگر تم نے ان باتوں کو یاد رکھا تو آنے والی موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں محبوب نہ ہو گی۔ اگر میری وصیت کو ضائع کر دیا تو موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں ناپسند نہ ہو گی حالانکہ تم موت سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔"

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، باب ماجاء فی...الخ، الحدیث:۱، ج۸، ص۵۷۴، بتغیرٍ قلیلٍ)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سامان ایک مسافر کے زادِ راہ کی مثل ہونا چاہئے

حضرت سیّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو رونے لگے۔ کسی نے پوچھا: ''اے ابو عبداللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سے راضی ہو کر دنیا سے تشریف نہیں لے گئے؟'' آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں موت کے خوف سے نہیں رو رہا بلکہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ''تمہارے پاس دنیاوی ساز و سامان ایک مسافر کے زادِ راہ کی مثل ہونا چاہئے۔''

(الطبقات الکبرٰی لابن سعد، الرقم ۳۵۹، سلمان الفارسی، ج۴، ص۶۸، مختصرًا)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حبیب فقر کی حالت میں آیا ہے

حضرت سیّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: ''حبیب فقر کی حالت میں آیا ہے۔ جو پشیمان ہو گا وہ کامیاب نہیں ہو گا۔ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد بجا لاتا ہوں جس نے مجھے فتنے کے پھیلنے اور اس میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی اپنے پاس بلا لیا۔''

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، الحدیث: ۱۳۰، ج۵، ص۳۳۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میرے وعدے پورے کرنا

حضرت سیّدُنا ابن عون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سیّدُنا امام محمد بن سیرین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن کی **وفات کا وقت** قریب آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا: ''بیٹے! میری طرف سے قرض ادا کر دینا اور میرے وعدے پورے کرنا۔'' بیٹے نے پوچھا: ''ابا جان! کیا آپ کی طرف

سے غلام بھی آزاد کروں؟ ‘‘فرمایا: ’’بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ قادر ہے کہ تو جو بھی نیکی و بھلائی کرے گا وہ مجھے اور تجھے اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ ‘‘ (الزہد للامام احمد بن حنبل، زہد محمد بن سیرین، الحدیث:۱۷۷۸، ص۳۱۱)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

اسے اپنے لیے آگے بھیج رہا ہوں

جب حضرتِ سیِّدُنا عون بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی **وفات کا وقت** آیا تو انھوں نے اپنے کچھ سامان کی وصیت کی کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت میری طرف سے صدقہ کر دی جائے۔ عرض کی گئی: آپ اپنا سامان صدقہ کر کے اپنے گھر والوں کو خالی ہاتھ چھوڑ رہے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میں اسے اپنے لیے آگے بھیج رہا ہوں اور اپنے اہل کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ تا ہوں۔

(حلیۃ الاولیاء جلد۴ ص۳۰۲)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

بیٹی کا نکاح کر دیا

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی **وفات کا وقت** جب قریب آیا تو ارشاد فرمایا: ایک قریشی شخص نے مجھ سے میری بیٹی کا ہاتھ مانگا تھا اور میں نے اس سے مُبْہَم سا وعدہ کیا تھا۔ بخدا! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نِفاق کی تیسری علامت کے ساتھ ملاقات نہیں کرنا چاہتا، میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دیا۔ (احیاء العلوم جلد۳ ص۴۰۳)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

راستے کے چند معجزات

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ سب سے الگ الگ چل رہے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے الگ ہی چلیں گے اور الگ ہی زندگی گزاریں گے اور الگ ہی وفات پائیں گے۔ چنانچہ ٹھیک ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو حکم دے دیا کہ آپ ''ربذہ'' میں رہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربذہ میں اپنی بیوی اور غلام کے ساتھ رہنے

لگے۔ جب **وفات کاوقت** آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ کو غسل دے کر اور کفن پہنا کر راستہ میں رکھ دینا۔ جب شتر سواروں کا پہلا گروہ میرے جنازہ کے پاس سے گزرے تو تم لوگ اس سے کہنا کہ یہ ابو ذر غفاری کا جنازہ ہے ان پر نماز پڑھ کر ان کو دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ خداعزوجل کی شان کہ سب سے پہلا جو قافلہ گزرا اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا کہ یہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ہے۔ توانہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھااور قافلہ کو روک کر اتر پڑے اور کہا کہ بالکل سچ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ''اے ابوذر! تو تنہا چلے گا، تنہا مرے گا، تنہا قبر سے اُٹھے گا۔'' پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قافلہ والوں نے ان کو پورے اعزاز کے ساتھ دفن کیا۔

(سیرت ابن ہشام ج۴ص۵۲۴وزرقانی ج۳ص۷۴) (المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،باب ثم غزوۃ تبوک،ج۴،ص۸۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میرے کفن میں رکھ دیں

حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ عادل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات کاوقت** آیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک اور ناخن دکھا کر لوگوں سے وصیت فرمائی کہ ان تبرکات کو آپ لوگ میرے کفن میں رکھ دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، عمر بن عبد العزیز،ج۵،ص۳۱۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

انتظار کر رہا ہوں

حضرت سیدنا ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی **وفات کے وقت** رونے لگے، کسی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا، ''میں اللہ تعالیٰ کے قاصد کا انتظار کر رہا ہوں کہ وہ جنت کی خوش خبری سناتا ہے یا (معاذاللہ) جہنم کی وعید سناتا ہے؟''

(احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ،،ج۵،ص ۲۳۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

کس خیال پر میری موت واقع ہوگی

حضرت سیّدُنا رِبعِی بن خِراش رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا حُذَیْفَہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ اپنی **وفات کے وقت** کہنے لگے: ”کتنے دن موت میرے پاس آئی لیکن مجھے اس میں تردّد نہ ہوا جبکہ آج مختلف خیالات دل پر گزر رہے ہیں نہ معلوم کس خیال پر میری موت واقع ہوگی۔“

(المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام حذیفۃ، الحدیث:۱۰، ج۸، ص۲۰۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مجھے اپنا قرب عطا فرما

حضرت سیّدُنا ابنِ سماک رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے **وفات کے وقت** فرمایا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے اگرچہ میں تیری نافرمانی کیا کرتا تھا لیکن تیرے فرمانبرداروں سے محبت بھی کرتا تھا، میرے اسی عمل کے سبب مجھے اپنا قرب عطا فرمادے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص۵۷۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

آنکھیں کھولیں

حضرت عبداللہ بن مبارک رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے **وفات کے وقت** آنکھیں کھولیں، پھر مسکرائے اور فرمایا: ”لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ“ ترجمہ: ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

(تاریخ دمشق، حرف المیم فی اسماء آباء العبادلۃ، عبد اللہ بن المبارک بن واضح۔۔۔الخ، ۳۲/۴۷۶)

نواں باب

انتقال کے وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...باطن میں ریاکاری۔

☆...جواب کا وقت نہیں ہے۔

☆...امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت۔

☆...عصا کے ساتھ جنت میں چہل قدمی۔

باطن میں ریاکاری

حضرت عثمان حیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **انتقال کے وقت** اپنے صاحبزادے ابو بکر علیہ الرحمۃ سے فرمایا '' اے میرے بیٹے ! ظاہر میں سنت کی خلاف ورزی اس بات کی علامت ہے کہ باطن میں ریاکاری ہے''۔ (رسالہ قشیریہ ص۱۵ مطبوعہ مصر)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

جواب کا وقت نہیں ہے

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **انتقال کے وقت** جب آپ کے صاحب زادے نے طبیعت دریافت کی تو فرمایا، ''جواب کا وقت نہیں ہے، بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ ایمان پر کر دے کیونکہ ابلیس لعین اپنے سر پر خاک ڈالتے ہوئے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ '' تیرا دنیا سے ایمان سلامت لے جانا میرے لئے باعثِ ملال ہے۔''اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ '' ابھی نہیں، جب تک ایک بھی سانس باقی ہے میں خطرے میں ہوں، میں (تجھ سے) بے پرامن نہیں ہو سکتا۔''

(تذکرۃ الاولیاء، ج۱، ص۱۹۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

امام ابو عمر یوسف بن عبدالبر کتاب الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب میں فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے **انتقال کے وقت** وصیت میں فرمایا : انی صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخرج لحاجۃ فاتبعتہ باداوۃ فکسانی احد ثوبیہ الذی یلی جسدہ فخبأتہ لھذا الیوم، واخذ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اظفارہ وشعرہٖ ذات یوم فاخذتہ، فخباتہ لھذا الیوم فاذا انامت فاجعل ذلک القمیص دون کفنی ممایلی جسدی وخذ ذلک الشعر والاظفار فاجعلہ فی فمی وعلی عینی ومواضع السجود منی۔ یعنی میں صحبتِ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے شرف یاب ہوا ایک دن حضور اقدس صلی للہ تعالیٰ وسلامہ علیہ، حاجت کے لئے تشریف فرما ہوئے ہیں۔ میں لوٹا لے کر ہمراہ رکاب سعادت مآب ہُوا۔ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جوڑے سے کُرتا کہ بدنِ

اقدس سے متصل تھا مجھے انعام فرمایا، وہ کُرتا میں نے آج کے لئے چھپا رکھا تھا۔ اور ایک روز حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ناخن و مُوئے مبارک تراشے وہ میں نے لے کر اس دن کے لئے اٹھا رکھے، جب میں مر جاؤں تو قمیص سراپا تقدیس کو میرے کفن کے نیچے بدن کے متصل رکھنا، و موئے مبارک و ناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر رکھ دینا۔

(کتاب الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب علی ہامش الاصابۃ ترجمہ معاویہ بن سفیان مطبوعہ دار صادر بیروت ۳/۳۹۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

عصا کے ساتھ جنت میں چہل قدمی

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی عصا مبارک استعمال فرمایا کرتے تھے، اسی سلسلے میں ایک بہت پیاری حکایت ملاحظہ ہو، چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن انیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خالد بن سفیان ہزلی کو قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر مدینہ منورہ لائے اور تاجدارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں میں ڈال دیا تو حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن انیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بہادری اور جان بازی سے خوش ہو کر انہیں اپنا عصا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اسی عصا کو ہاتھ میں لے کر جنت میں چہل قدمی کرو گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، قیامت کے دن یہ مبارک عصا میرے پاس نشانی کے طور پر رہے گا۔ چنانچہ **انتقال کے وقت** انہوں نے یہ وصیت فرمائی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔

(زرقانی علی المواہب، کتاب المغازی، سریۃ عبد اللہ بن انیس، ۲/۴۷۳-۴۷۴ ملخصًا)

دسواں باب

شہادت کے وقت

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...یہ دعا مانگی۔

☆...57سال کی عمر کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔

☆...دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو۔

یہ دعا مانگی

جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **شہادت کے وقت** آپ کا خون آپ کے چہرے پر بہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا مانگی: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِین۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعِیْنُ بِكَ عَلَیْهِمْ وَ اَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وَ اَسْئَلُكَ الصَّبْرَ عَلٰی مَآ اَبْلَیْتَنِیْ ترجمہ : تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ اے اللہ عزوجل میں ان کے مقابلے میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور اپنے تمام امور میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور تو نے مجھے جس آزمائش میں مبتلا فرمایا ہے میں اس پر صبر کا سوال کرتا ہوں۔'' (کتاب الکبائر، فصل فی التعزیۃ، ص ۲۲۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

57 سال کی عمر کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا

حضرتِ سیِّدُنا عمرو بن سعید رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا سعید بن جبیر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اپنی **شہادت کے وقت** اپنے بیٹے کو بلوایا تو وہ رونے لگا، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ تمہارا والد 57 سال کی عمر کے بعد زندہ نہیں رہ سکتا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۳۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ **شہادت کے وقت** کٹ کر گر پڑے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو عطا فرمائے ہیں جن سے اڑ کر وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ (المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ موتۃ، ج ۳، ص ۳۵۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

گیارواں باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...اے اللہ عَزَّوَجَلَّ !میری غلطیوں کو معاف فرما۔

☆...دنیانے ہمیں تنہا چھوڑ دیا۔

☆...سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے آخری کلمات۔

☆...خلیفہ عبد الملک بن مروان کے آخری کلمات۔

☆...سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِ کا آخری لمحات میں رونا۔

☆...بار بار اِسْتِغْفَار پڑھنے لگے۔

☆...عطّاریہ ہونے کی بَرَکت۔

اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری غلطیوں کو معاف فرما

جب حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **آخری وقت** قریب آیا تو آپ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ، جب آپ کو بٹھایا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ذکرِ الٰہی شروع کر دیا پھر روتے ہوئے کہا: اے معاویہ! تم بڑھاپا اور کمزوری آجانے کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کر رہے ہو، سن لو! ذکرِ الٰہی تو اس وقت کرنا تھا جب جوانی کی شاخ تَرو تازہ تھی، پھر اتنا روئے کہ آواز بلند ہونے لگی اس کے بعد بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوئے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ سخت دل گناہ گار بوڑھے پر رحم فرما، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میری غلطیوں کو معاف فرما، لغزشوں کو مٹا اور اپنے حلم کے صدقہ اس کی امید بڑھا جس کی تیرے سوا کسی اور سے امید ہے نہ بھروسا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۶۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دنیا نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا

ایک قریشی بزرگ سے مروی ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **آخری وقت** میں چند لوگوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے تو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسم پر جُھریاں پڑی ہوئی ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: دنیا کی حقیقت وہی ہے جو ہم نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے نئے نئے انداز سے اپنی زندگیوں کو لطف اندوز کر کے دنیا کی رونق و بہار کا استقبال کیا مگر اس نے فوراً ہماری حالت کو بگاڑ دیا اور ہمارے اعتماد کو توڑ دیا بلکہ اب تو دنیا نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا اور بوسیدہ کر دیا ہے اور ہمیں قابلِ ملامت بنا دیا ہے، افسوس ہے اس دنیا کے گھر پر، افسوس ہے اس دنیا کے گھر پر۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۶۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا آخری خطبہ

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا **آخری وقت** آخری خطبہ دیتے

ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! میرا تعلق اس کھیتی سے ہے جو کَٹ چکی ہے، میں تمہارا حاکم تھا اور میرے بعد جو بھی حاکم ہو گا وہ مجھ سے بھی برا ہو گا جس طرح پہلے والے مجھ سے بہتر تھے۔ پھر اپنے بیٹے یزید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے یزید! جب میرا وقت پورا ہو جائے تو کسی سمجھ دار شخص کو میرے غسل پر مامور کرنا کیونکہ سمجھ دار شخص بارگاہِ الٰہی میں کچھ نہ کچھ مقام ضرور رکھتا ہے، وہ اچھی طرح غسل دے اور اس کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہے پھر تم الماری سے فلاں رومال نکالنا جس میں نبیِّ اکرم، نورِ مجسم صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا لباس مبارک، چند ایک ناخن مبارک اور موئے مبارک ہیں، ناخن مبارک اور موئے مبارک کو تو میرے منہ، ناک، آنکھوں اور کانوں پر رکھ دینا جبکہ لباس مبارک کو کفن کے اندر جسم سے ملا کر رکھ دینا۔ اے یزید! والدین کے بارے میں احکامِ الٰہیہ کو یاد رکھنا، پس جب تم مجھے میرا لباس پہنا دو اور قبر میں اتار دو تو معاویہ کو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن (سب سے زیادہ رحم کرنے والے) کی بارگاہ میں تنہا چھوڑ دینا۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۶۸۔۵۶۹)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے آخری کلمات

حضرت سیِّدُنا محمد بن عقبہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے **آخری وقت** میں فرمایا: اے کاش! میں وادیِ طوٰی میں رہنے والا ایک قریشی ہوتا اور اس خلافت سے میرا کوئی تعلق نہ ہوتا۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۶۹)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

خلیفہ عبد الملک بن مروان کی آخری تمنا

جب خلیفہ عبد الملک بن مروان کا **آخری وقت** قریب آیا تو اس کی نظر دمشق کے اطراف میں چند دھوبیوں پر پڑی جو اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اسے سامنے بنے ہوئے پاٹ پر مار رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر عبد الملک بن مروان تمنا کرنے لگا: کاش! میں بھی دھوبی ہوتا جو روزانہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا اور دنیاوی معاملات میں حاکم نہ بنتا۔ یہ بات جب حضرت سیِّدُنا ابو حازم سلمہ بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْغَفَّار نے سنی تو فرمایا: اللہ عَزَّ

وَجَلَّ کاشکر ہے کہ ایسے لوگوں کو جب موت آتی ہے تو وہ ہماری زندگی والی حالت کی تمنا کرتے ہیں جبکہ ہمیں موت آتی ہے تو ہم ان کی حالت کی تمنا نہیں کرتے۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۶۹)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

خلیفہ عبد الملک بن مروان کے آخری کلمات

کسی نے خلیفہ عبد الملک بن مروان سے **آخری وقت** میں پوچھا: اے خلیفہ! آپ کیا محسوس کررہے ہیں؟ تو کہا: اس طرح محسوس کررہا ہوں جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ہے: وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ (پ ۷، الانعام: ۹۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال ومتاع ہم نے تمہیں دیا تھا اور ہم تمہارے ساتھ تمہاے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے میں ساجھا بتاتے تھے بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی اور تم سے گئے جو دعوے کرتے تھے۔ یہ کہہ کر اس کا انتقال ہو گیا۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کا آخری لمحات میں رونا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللهِ الْعَزِیْز اپنے **آخری وقت** میں رونے لگے، کسی نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کیوں رورہے ہیں؟ آپ کے لئے تو خوشخبری ہے کہ آپ کے ذریعے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے سنتوں کو زندہ کیا اور عدل وانصاف کا بول بالا کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: کیا مجھ سے رعایا کے بارے میں باز پُرس نہ ہوگی؟ پھر کہنے لگے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! اگر رعایا میں عدل و انصاف قائم کر بھی لیتا تو بھی بارگاہِ الٰہی میں عدل وانصاف کی کوئی دلیل پیش نہ کر پاتا جب تک خود بارگاہِ الٰہی سے مجھ پر فضل نہ ہوتا لہٰذا جن کثیر معاملات میں عدل وانصاف نہ کر پایا انہیں لے کر کس طرح بارگاہِ الٰہی میں حاضری دوں؟ یہ کہہ کر

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ کچھ ہی دیر بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے **آخری وقت** میں فرمایا: مجھے بٹھاؤ۔ لوگوں نے آپ کو بٹھایا تو تین مرتبہ یہ جملہ کہا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں وہ ہوں کہ تو نے حکم دیا تو میں نے اس میں کوتاہی کی، تو نے منع کیا تو تیری نافرمانی کی پھر کہا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کے معاملے میں کوئی نافرمانی نہیں کی، پھر اپنے سر کو بلند کیا اور ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا: میں سبز لباس والی مخلوق دیکھ رہا ہوں جس کا تعلق نہ انسانوں سے ہے نہ جنات سے۔ اس کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

خلیفہ ہارون الرشید کے آخری کلمات

خلیفہ ہارون الرشید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے **آخری وقت** میں مختلف کفنوں میں سے ایک کفن چھانٹا پھر اس کی طرف دیکھا اور یہ آیت مبارکہ پڑھی: مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾

ترجمۂ کنزالایمان: میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال میرا سب زور جاتا رہا۔ (پ۲۹، الحاقۃ: ۲۸، ۲۹)

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۱)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بار بار اِسْتِغْفَار پڑھنے لگے

قاضی تَنُوخی کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا: ''جب حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الصَّمَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد کا **آخری وقت** قریب آیا تو قاضی ابو محمد اَکْفَانِی کی بیٹی ''اُمِّ حسن'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئی اور کہنے لگی: '' میں آپ کو قسم دے کر کہتی ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ سے اپنی کوئی حاجت طلب کریں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں اسے ضرور پورا کروں گی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: '' ہاں! آج میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جس طرح میری زندگی میں تم میری بیٹی کی دیکھ بھال کرتی تھی اسی طرح میرے مرنے کے بعد بھی اس کا خیال رکھنا، بس مجھے تم سے یہی حاجت ہے۔'' اُمِّ حسن نے کہا: '' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے فکر رہیں، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی کی بہت اچھی طرح دیکھ بھال کروں

گی۔'' آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر خاموش رہے پھر بے قرار ہو کر بار بار اِستِغفار پڑھنے لگے اور کہنے لگے: '' اے اُمِّ حسن! اللہ تعالیٰ میری خطا سے در گزر فرمائے۔ وہ پرودگار عَزَّوَجَلَّ میری بیٹی کا تجھ سے بہتر کارساز اور حفاظت کرنے والا ہے۔''

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(عیون الحکایات جلد دوم ص ۲۴۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کا خوف

حضرتِ سیِّدُنا عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد حَبِیب علیہ رحمۃ اللہ المُجیب کا **آخری وقت** آیا تو بہت زیادہ آہ وزاری کی اور مسلسل ان کلمات کا تکرار کرنے لگے:

''ہائے! اب میں ایسے سفر پر جانے والا ہوں جہاں پہلے کبھی نہیں گیا، میں ایسے راستے پر چلنے والا ہوں جس پر کبھی نہیں چلا۔ اب میں اپنے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی زیارت کے لئے جارہاہوں جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہائے! اب میں ایسے پُرہُول مقام کی طرف جانے والا ہوں جہاں کبھی نہیں گیا۔ ہائے! اب میں مٹی کے نیچے چلا جاؤں گا اور قیامت تک وہیں رہوں گا۔ پھر مجھے میرے پرودگار عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ ہائے! مجھے یہ خوف کھائے جارہاہے کہ اگر مجھ سے یہ کہہ دیا گیا: ''اے حبیب! ساٹھ (60) سالہ زندگی میں اگر تُو نے کبھی کوئی ایک تسبیح بھی ایسی کی ہو جس میں شیطان تجھ پر کامیاب نہ ہوا ہو تو وہ تسبیح لے آؤ۔ اگر کوئی خالص عبادت تمہارے پاس ہے تو لے آؤ۔'' ہائے! اس وقت میں کیا جواب دوں گا وہاں کوئی میرے پاس نہ ہوگا۔ پس میں بصد عاجزی بارگاہِ خداوندی میں عرض کروں گا: میرے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! واقعی میرے پاس ایسا کوئی عمل نہیں، اے میرے رحیم وکریم پرودگار عَزَّوَجَلَّ! تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہیں۔ اے کریم! تُو کرم کر! تیرا کرم ہی میرا کام بنائے گا۔''

راوی کہتے ہیں کہ: ''یہ تو اس شخص کی آہ وبکا ہے جس نے مسلسل ساٹھ سال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کی کہ دنیا کی کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ جی ہاں! یہ حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ حَبِیب علیہ رحمۃ اللہ المجیب اپنے زمانے کے مشہور اولیاء میں سے تھے۔ جب وہ اس طرح آہ وزاری کر رہے ہیں تو ہم جیسے گنہگاروں کا کیا حال ہوگا، ہمارا کیا بنے گا۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد ونصرت طلب کرتے ہیں۔ وہی ہمارا حافظ وناصر ہے۔

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(عیون الحکایات جلد دوم ص۳۰۶۔۳۰۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

عطّاریہ ہونے کی بَرَکت

باب الاسلام (سندھ) کے مشہور شہر سکھر کے ایک اسلامی بھائی نے ایک مکتوب بھیجا۔جس میں کچھ یوں تحریر تھا کہ میری ہمشیرہ کم وبیش 12 سال سے بیمار تھی، طویل عرصہ بیمار رہنے کی وجہ سے اس کی حالت انتہائی نازک ہوچکی تھی ۔جس کی وجہ سے ہم سخت ذہنی اذیت میں مبتلا تھے ۔اسی دوران ۲۵ صفر ۱۴۲۳ھ مطابق 9 مئی 2002ء بعد نمازِ عصر شہزادہ عطّار حاجی اَحمد عبیدِ رضا قادری عطّاری رَضَوی مُدّظِلُّہ العَالی کی سکھر تشریف آوری ہوئی۔میں ان سے ملاقات تو نہ کرسکا البتہ مجھے ان کی زیارت کرنے کا شرف ضرور حاصل ہوگیا ۔میں نے ان کے ساتھ آنے والے مبلغ دعوت اسلامی کو اپنی ہمشیرہ کی بیماری سے متعلق بتایا اور دعا کی درخواست کی۔انہوں نے بڑی شفقت فرمائی اور مجھے دِلاسا بھی دیا۔اُن کے مشورے پر میں نے اپنی ہمشیرہ کا نام امیرِ اہلسنّت دامتُ بَرَکاتُہُمُ العَالِیہ سے مرید کروانے کے لئے لکھوادیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ چند ہی دنوں بعد امیرِ اَہلسنّت دامتُ بَرَکاتُہُمُ العَالِیہ کی جانب سے مرید کر لینے کے بِشارت نامے کیساتھ عِیادت نامہ بھی بصورتِ مکتوب آپہنچا۔میں اُن دنوں ضَروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔واپسی پر جب مجھے مکتوبات کی آمد کا پتہ چلا تو میں نے ہمشیرہ سے پوچھا،کیاآپ نے مکتوبات پڑھ لئے؟ ہمشیرہ نے جواب دیا کہ ''ابھی تک کسی نے پڑھ کر نہیں سنائے۔'' (وہ خود ہی پڑھ لیتی لیکن بیماری کی وجہ سے مجبور تھی۔) میں نے اسے فوراً دونوں مکتوب پڑھ کر سنائے۔وہ مرید ہوجانے اور مکتوبات کی آمد پر بے حد خوش تھی۔چنانچہ وہ بار بار مکتوبات کو عقیدت سے چومتی اور اپنی آنکھوں سے لگاتی۔عیادت نامی والے مکتوب میں شرح الصدور کے حوالے سے روایت نقل تھی کہ جو کوئی بیماری میں لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن۔ چالیس بار پڑھے اور اس مَرَض میں فوت ہوجائے تو شہید ہے اور اگر تندُرُست ہوگیا تو مغفرِت ہوجائے گی۔

میری ہمشیرہ نے فوراً 40مرتبہ مذکورہ وظیفہ پڑھ لیا۔دوسرے ہی دن یکم ربیع الاول ۱۴۲۳ھ 14 مئی 2002ء کو صبح فجر کے وقت اس کا انتقال ہوگیا۔ایسا لگتا ہے وہ صرف زمانے کے ولی امیرِ اَہلسنّت دامتُ

بَرَکاتُہُمُ العَالِیہ کے دامن سے وابستہ ہونے کے انتظار میں تھی۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ولیِ کامل کی مریدنی ہونے کی ایسی بَرَکت ملی کہ میں نے خود **آخری وقت** میں اسے باآوازِبلند دو یا تین مرتبہ کَلِمہ طَیِّبہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے سنا۔پھر ہمشیرہ نے خود ہی ہاتھ پاؤں سیدھے کر لیے اور آنکھیں بند کر لیں۔اس وقت اذانِ فجر کی آواز آ رہی تھی۔ (حیرت انگیز حادثہ ص۱۶۔۱۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی امیرِ اَہلسنّت پَر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

میں مُستَثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں

جب پارہ ۵ سورۃالنساء کی آیت نمبر ۹۸۔۹۹ نازل ہوئی

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓىٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾

ترجمہ کنز الایمان: مگر وہ جو دبالئے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جانیں۔تو قریب ہے اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

توحضرت جُندَع بن ضَمرہ اللّیثی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اِسے سنا، یہ بہت بوڑھے شخص تھے، کہنے لگے کہ میں مُستَثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں کیونکہ میرے پاس اتنا مال ہے کہ جس سے میں مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ سکتا ہوں۔خدا کی قسم، اب میں مکہ مکرمہ میں ایک رات نہ ٹھہروں گا، مجھے لے چلو چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کر چلے لیکن مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہی مقامِ تنعیم میں آ کر ان کا انتقال ہو گیا۔ **آخری وقت** انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا، یارب! عَزَّوَجَلَّ، یہ تیرا ہے اور یہ تیرے رسول کا ہے، میں اُس چیز پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت لی۔، یہ خبر پا کر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے فرمایا، کاش وہ مدینہ پہنچتے تو ان کا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرک ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لئے نکلے تھے وہ نہ ملا۔اس پر سورۃالنساء کی آیت نمبر ۱۰۰۔نازل ہوئی:

وَمَنۡ یُّهَاجِرۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ یَجِدۡ فِی الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا كَثِیۡرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنۡ یَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَیۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ یُدۡرِكۡهُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۰۰﴾

ترجمہ کنزالایمان : اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(بغوی جلد ۱ ص ۳۷۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اے ابن آدم!

حضرت سیدنا حسن بصری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے **آخری وقت** میں یوں نصیحت فرمائی : ''اے ابن آدم ! تجھے کسی کا یہ قول فائدہ نہیں دے گا کہ ''انسان اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے'' کیونکہ اعمال کے بغیر نیک لوگوں کا ساتھ نہیں مل سکتا کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے محبت کرتے تھے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ اس بات کی طرف سے اشارہ ہے کہ خالی محبت نفع نہیں دیتی۔ (فیضان احیاء العلوم ص ۲۴۲۔۲۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا آخری وقت

حضرت سیِّدُنا محمد بن واسع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے **آخری وقت** میں فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں سلامت رکھے! میں جہنم کی طرف جاؤں گا یا پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے معاف فرما دے گا۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۲۳)

یااللہ! عَزَّوَجَلَّ اس کی بیماری کو طویل کردے

ایک شخص بڑا کنجوس تھا مالدار ہونے کے باوجود کبھی صدقہ و خیرات نہ کرتا، نہ کسی سائل کو کچھ دیتا، یہ شخص جب بیمار پڑا اور مرض شدت اختیار کرگیا تو اس نے سوچا شاید میرا **آخری وقت** آ پہنچا اس نے کئی دیگ پلاؤ پکوایا اور غربا و مساکین کو تقسیم کر دیا، غریبوں ، مسکینوں ، یتیموں اور بیواؤں کو نئے کپڑے سِلوا کر دیئے اور روزانہ روپے پیسے سوالیوں کو بانٹنے لگا، حضرت حاتم اصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ سے لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں شخص جو بخل میں مشہور ہے سخت بیمار ہے اور اب وہ دل کھول کر صدقہ و خیرات کر رہا ہے، آپ اس کے حق میں دعا فرمائیں، حاتم اصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ ربّ العزت میں یوں دعا کی: یااللہ ! تو اس شخص کی بیماری کو طویل کردے تاکہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہو اور غربا و مساکین کو بھی فائدہ پہنچے۔ (سرمایۂ آخرت ص ۱۸۲)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

تارکول کا لباس

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب کافر کا **آخری وقت** قریب آتا ہے اور دنیا سے رخصت ہوا چاہتا ہے تو سخت بے رحم فرشتے آگ اور دوزخ کے تارکول کا لباس لئے آتے ہیں اور اسے انتہائی خوفزدہ کر دیتے ہیں، جب اس کی روح نکلتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان رہنے والے تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں، آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازہ یہ چاہتا ہے کہ یہ روح ادھر سے نہ گزرے، جب اس کی روح اوپر چڑھتی ہے تو اسے نیچے پھینک دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اے اللہ ! تیرا فلاں بندہ آیا ہے جسے زمین و آسمان نے قبول نہیں کیا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے واپس لوٹاؤ اور اسے وہ عذاب دکھلاؤ جو میں نے اس کے لئے قبر میں تیار کیا ہے کیونکہ انسان سے میرا وعدہ ہے : ”تمہیں ہم نے مٹی سے پیدا کیا اور ہم تمہیں اسی میں لوٹائیں گے۔“

اور وہ مردہ قبر میں دفن کر کے واپس جانے والوں کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے تب اس سے کہا جاتا ہے: اے انسان! تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا اور اسے کہا جاتا ہے: تو نہ جانے۔

پھر اس کے پاس ایک بدصورت، بدبودار اور انتہائی غلیظ کپڑوں والا آکر کہتا ہے: تجھے قہر خداوندی اور دائمی دردناک عذاب کی خوشخبری ہو، مردہ کافر کہتا ہے: اللّٰہ تَعَالٰی تجھے بری خبر سنائے تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میں تیرے اعمال بد ہوں۔ بخدا تو برائیوں میں بہت تیزی دکھاتا تھا اور نیکیوں سے اعراض کیا کرتا تھا لہٰذا اللّٰہ تَعَالٰی نے تجھے بری جزا دی۔ کافر کہتا ہے: اللّٰہ تَعَالٰی تجھے بھی جزا دے۔

پھر اس کے لئے ایک گونگا، اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جس کے پاس لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے جسے اگر جن و انسان مل کر اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں، اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ وہ فرشتہ اس انسان کو ہتھوڑا مارتا ہے جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے اور فرشتہ اسے آنکھوں کے درمیان مارتا ہے جس کی آواز جن و انسان کے سوا زمین کی تمام مخلوق سنتی ہے، پھر منادی ندا کرتا ہے: اس کے لئے جہنم کی دو تختیاں بچھاؤ اور اس کے لئے جہنم کی جانب ایک دروازہ کھول دو! لہٰذا اس کے لئے جہنم کے دو تختے بچھا دیئے جاتے ہیں اور جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، باب مجیء ملک الموت۔۔۔الخ، ۱/۱۹۸، الحدیث ۱۱۴)

تین جملوں کے ذریعے غصے کا علاج

حضرتِ سَیِّدُنا معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کو بہت زیادہ غصہ آتا تھا اس نے تین کاغذ اپنے ساتھیوں کو دیئے اور پہلے سے کہا کہ جب مجھے کسی پر غصہ آئے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا، دوسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ تھم جائے تو مجھے یہ کاغذ دے دینا، تیسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ بالکل ختم ہو جائے تب مجھے یہ کاغذ دینا۔ ایک دن اسے کسی پر بہت زیادہ غصہ آیا تو اسے پہلا کاغذ دیا گیا اس میں لکھ تھا **"اس غصے سے تیرا کیا تعلق؟ تو خدا نہیں بلکہ عام سا انسان ہے، عنقریب تیرے جسم کا بعض حصہ دوسرے بعض کو کھا جائے گا"** یہ پڑھ کر اس کا غصہ قدرے ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر اسے دوسرا کاغذ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا **"تو زمین والوں پر رحم کر آسمانوں کا مالک تجھ پر رحم فرمائے گا"** پھر تیسرا رقعہ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا **"لوگوں کو اللہ کے حق کے ساتھ پکڑو! ان کی اصلاح اسی بات سے ہو گی۔ حدود (شرعی سزاؤں) کو نہ چھوڑو!** (احیاء العلوم ۳/۲۱۶)

بارواں باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...زہر پلانے والا غلام آزاد۔

☆...اور وہ زندہ ہو گیا......!

☆...قرض کی میل کچیل۔

☆...مرض الموت میں بھی تلاوت۔

☆...دُنیا کے بارے میں نصیحت۔

☆...قیمتی کفن خریدنے سے منع فرمادیا۔

☆...15ہزار دینار قرض کی ذمہ داری۔

سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز کی آخری خواہش اور کلمات

خلیفہ عبد الملک بن مروان کی بیٹی جو کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کی زوجہ تھیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز اپنے **مرض الموت** میں یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو میری موت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا اگرچہ کچھ ہی دیر کے لئے ہو۔ جس دن آپ کا انتقال ہوا میں کسی کام سے برابر والے کمرے میں بیٹھی تھی، میرے اور ان کے درمیان صرف دروازہ حائل تھا جبکہ آپ ایک گنبد نما کمرے میں تھے، میں نے یہ آیتِ مُبارَکہ سنی: تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۸۳﴾ (پ ۲۰، القصص: ۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے۔

اس کے بعد خاموشی چھاگئی میں نے کسی کے ہلنے کی آواز سنی نہ بات کرنے کی، غلام سے کہا: دیکھ کر آؤ! کیا حضرت سو گئے ہیں؟ جب غلام کمرے میں داخل ہوا تو اس نے چیخ ماری، میں بھاگ کر گئی تو دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز انتقال فرما چکے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۷۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دل جل رہا ہے

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے **مرض الموت** میں آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا، میں نے پوچھا: کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ تو جواب میں آپ نے یہ شعر پڑھا:

كَیْفَ اَشْكُوْ اِلٰی طَبِیْبِیْ مَابِیْ ... وَالَّذِیْ اَصَابَنِیْ مِنْ طَبِیْبِیْ

ترجمہ: میں اپنی تکلیف کی شکایت اپنے طبیب سے کیسے کروں کیونکہ مجھے جو تکلیف آئی وہ میرے طبیب ہی کی

طرف سے آئی ہے۔

میں نے پنکھا لے کر آپ کو ہوا دینا چاہی تو ارشاد فرمایا: اُسے پنکھے کی ہوا کیا پہنچے گی جس کا دل جل رہا ہو؟

پھر یہ اشعار پڑھے:

اَلْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ۔ وَالْکَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ۔ کَیْفَ الْقَرَارُ عَلٰی مَنْ لَا قَرَارَ لَہٗ ۔ مِمَّا جَنَاہُ الْھَوٰی وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ

یَا رَبِّ اِنْ یَكُ شَیْءٌ فِیْہِ لِیْ فَرَجٌ۔ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِہٖ مَا دَامَ بِیْ رَمَقٌ

ترجمہ:(۱)...دل جل رہا ہے، آنکھوں سے سیل اشک رواں ہے، تکلیف موجود ہے مگر صبر جدا ہے۔

(۲)...وہ شخص جسے نفسانی خواہش، شوق اور اضطراب نے گناہ میں ڈال کر بے قرار کر دیا اب اس کو کس طرح قرار آئے؟

(۳)...اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اگر کسی شے میں میرے لئے کچھ راحت ہے تو جب تک میری زندگی تھوڑی سی بھی باقی ہے مجھ پر اس کے ذریعے احسان فرماتا رہ۔

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے کچھ اصحاب بوقت وصال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" پڑھنے کی تلقین کی تو آپ نے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

اِنَّ بَیْتًا اَنْتَ سَاکِنُہٗ ۔ غَیْرُ مُحْتَاجٍ اِلَی السُّرُجِ

وَجْھُكَ الْمَامُوْلُ حُجَّتُنَا ۔ یَوْمَ یَاْتِی النَّاسُ بِالْحُجَجِ

لَا اَتَاحَ اللّٰہُ لِیْ فَرَجًا ۔ یَوْمَ اَدْعُوْ مِنْكَ بِالْفَرَجِ

ترجمہ:(۱)...جس گھر (یعنی قلب مومن) میں تیرے جلوے ہوں اسے چراغوں کی حاجت نہیں

ہوتی۔

(۲)...جس دن لوگ عذر پیش کریں گے اس دن ہمارا عذر تیری ذات ہو گی کہ وہی امیدوں کامر کز ہے۔

(۳)...اے بندے! جس دن میں تجھ سے وسعت وفراخی مانگوں اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے وسعت وفراخی نہ دے۔

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دنیا سے کوچ کرنے والا

حضرتِ سیِّدُنا مزنی علیہ رحمۃاللہ الغنی نے حضرتِ سیِّدُنا امام شافعی علیہ رحمۃاللہ الکافی کے **مرض الموت** میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے ابوعبداللہ! آپ کی حالت کیسی ہے؟'' آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں دنیا سے کوچ کرنے والا، بھائیوں سے جدا ہونے والا، اپنے برے اعمال کی سزا پانے والا، موت کا پیالہ پینے والا اور رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم میں جائے گی کہ اس سے تعزیت کروں۔'' (الزھد الکبیر للبیھقی، فصل آخر فی قصر الامل والمبادرۃ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۵۷۵، ص ۲۲۲)

پھر آپ رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے: ''اے میرے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جب میرا دل سخت ہو گیا اور راستے تنگ ہو گئے تو میں نے اپنی اُمید تجھی سے باندھ لی تاکہ تیرے عفو وکرم کے صدقے محفوظ رہوں، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہ مجھ پر سنگین صورت حال اختیار کر گئے تو میں نے ان کو تیرے عفو وکرم سے ملا دیا، پس تیرا عفو وکرم ان پر اپنی عظمت میں غالب آ گیا۔ اب میں ایسا شخص بن گیا ہوں جس کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور تو نے محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیا، اے کاش! میں جان سکتا کہ میں جنت میں جاؤں گا کہ مبارک باد وصول کروں یا جہنم میں جاؤں گا کہ شرمسار کیا جاؤں۔'' (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۵۵۔۵۶)

زہر پلانے والا غلام آزاد

حضرت سیِّدُنا مجاہد علیہ رحمۃاللہ الواحد فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے **مرض الموت** میں مجھ سے دریافت فرمایا: ''لوگ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟'' میں نے عرض کی: ''لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''مجھ پر کوئی جادو نہیں کیا گیا، ہاں! مجھے زہر پلایا گیا ہے۔'' پھر غلام کو بُلوایا اور استفسار فرمایا: ''تو نے مجھے زہر کیوں دیا تھا؟'' وہ کہنے لگا: ''مجھے ایک ہزار دینار دیئے گئے اور آزادی کا بھی وعدہ کیا گیا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ ہزار دینار لاؤ۔'' پس وہ رقم لے آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیت المال میں جمع کروا دیا اور غلام سے فرمایا: ''جہاں جی چاہے چلے جاؤ، آج سے تم آزاد ہو۔'' (سیر اعلام النبلاء، الرقم ٦٦٢ عمر بن عبدالعزیز، ج٥، ص٥٩٥۔ بتغیرٍ)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کا وصی

مسلمہ بن عبدالملک حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے **مرض الموت** میں ان کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: ''یاامیرالمؤمنین! آپ اپنے خاندان کا وصی کس کو مقرر کرتے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''میرا وصی وہ ہے کہ جب میں ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاؤں تو وہ مجھے یاد دلائے۔'' مسلمہ نے دوبارہ پوچھا: ''اپنے خاندان کا وصی کس کو بنائیں گے؟'' تو ارشاد فرمایا: ''ان کا والی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے اور وہی صالحین کا والی ہے۔'' (الطبقات الکبریٰ، الرقم ٩٩٥، عمر بن عبدالعزیز، ج٥، ص٣١٧)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اور وہ زندہ ہو گیا......!

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے، وہ اپنی بوڑھی ماں کا اِکلوتا بیٹا تھا اور وہ **مرض الموت** میں مبتلا تھا، عیادت کے بعد ہم واپس ہونے والے ہی تھے کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم وہیں ٹھہر گئے، اس کی آنکھیں بند کیں اور اس پر چادر ڈال دی۔ اس نوجوان کی بوڑھی ماں ہمارے قریب ہی کھڑی تھی، ہم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا: ''یہ جو مصیبت تجھ پر آن پڑی ہے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس پر صبر کر۔'' یہ سن کر وہ بڑھیا کہنے

گئی: '' کیا ہوا، کیا میرا بیٹا مر گیا؟ '' ہم نے کہا: ''جی ہاں۔ ''اس نے کہا: '' کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ ''ہم نے کہا: ''ہم سچ کہہ رہے ہیں، واقعی تمہارے بیٹے کا اِنتقال ہوچکا ہے۔ '' یہ سن کر اس بوڑھی عورت نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور بڑی آہ وزاری سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئی:

'' اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ پر ایمان لائی اور تیرے محبوب رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف میں نے ہجرت کی، مجھے تیری ذات سے اُمیدِ واثق ہے کہ تُو ہر مصیبت میں میری مدد کریگا۔ اے پروردگار عزوجل! آج کے دن مجھ پر (میرے بیٹے کی جدائی کی) مصیبت کا بوجھ نہ ڈال۔ ''حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابھی وہ بڑھیا اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے مردہ بیٹے کے منہ سے کپڑا ہٹ گیا اور وہ (مسکراتا ہوا) اٹھ بیٹھا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔ ''

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

ہاتھ اُٹھتے ہی برآئے ہر مُدّعا وہ دعاؤں میں مولیٰ اثر چاہیے

(عیون الحکایات حصہ اول ص۱۴۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

محبوب سے ملاقات کا وقت قریب آگیا

حضرت سیدنا عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے بتایا: ''ہم تین بھائی تھے اور ہم میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور سب سے زیادہ روزے رکھنے والا ہمارا منجھلا (یعنی درمیانہ) بھائی تھا۔ ایک مرتبہ میں اپنے دونوں بھائیوں کو چھوڑ کر ایک جنگل کی طرف نکل گیا، پھر جب میں واپس گھر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ میرا وہی عبادت گزار بھائی **مرض الموت** میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اُسے ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا۔ میں اس کے لئے کفن لینے چلا گیا، جب کفن لے کر آیا تو یکایک میرے اس مردہ بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔ اس نے مجھے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ میں نے بڑی حیرانگی کے عالم میں جواب دیا اور اس سے پوچھا: '' اے میرے بھائی! کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوگیا؟ ''اس نے کہا: ''جی ہاں! الحمدللہ عزوجل میں دوبارہ زندہ ہوچکا ہوں، اور تم سے جدا ہونے کے بعد میں اپنے

ربّ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میرا ربّ عزوجل مجھ سے بہت خوش ہے، اور وہ پاک پروردگار عزوجل مجھ سے ناراض نہیں۔ اس نے مجھے سبز رنگ کے ریشمی حُلّے عطا فرمائے، اور میں نے اپنا معاملہ تمہارے معاملے سے بہت آسان پایا للذا تم نیک اعمال کی طرف خوب رغبت کرو اور سستی بالکل نہ کرو، اور (موت) سے بے خبر نہ رہو۔ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد الحمد للہ عزوجل میری ملاقات، میری حسرتوں کے محور حضور نبی کریم، رءُوف رحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے ہوئی، انہوں نے کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: '' جب تک تم نہیں آؤ گے میں تمہاری (قبر) سے نہیں جاؤں گا۔ للذا تم میری تجہیز و تکفین میں جلدی کرو اور بالکل دیر نہ کرو، قبر میں میری ملاقات حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے ہوگی۔ بقول شاعر:

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں
اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اٹھوں مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دِلرُبا کے واسطے

پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، اور اس کی روح اس طرح آسانی سے اس کے بدن سے نکلی جیسے کوئی کنکر جب پانی میں ڈالا جاتا ہے تو آسانی سے تہہ میں اتر جاتا ہے۔

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

جب یہ واقعہ اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا: '' ہم یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو مرنے کے بعد بات کریگا۔''

حضرت سیدنا ربعی بن خراش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''میرا وہ بھائی سخت سردی کی راتوں میں بہت زیادہ قیام کرتا، اور سخت گرمیوں کے دنوں میں ہم سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔''

(اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو.. اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

(عیون الحکایات حصہ اول ص ۱۵۳)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

قرض کی میل کچیل

ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مصر میں **مرض الموت** میں مبتلا ہوئے تو فرمایا فلاں آدمی سے کہنا کہ وہ مجھے غسل دے جب آپ کا انتقال ہوا اور اس شخص کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو وہ حاضر ہوا اور کہنے لگا ان کے اخراجات کا رجسٹر لاؤ جب رجسٹر لایا گیا تو اس نے اس میں دیکھا کہ حضر

ت امام شافعی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ پر ستر ہزار درہم قرض ہیں اس نے وہ اپنے نام پر کرکے ادا کردیئے اور فرمایا کہ میرا ان کو غسل دینا یہی تھا اور ان کی مراد بھی یہی تھی (کہ میں قرض کی میل کچیل سے ان کو پاک کردوں)۔

(اِحیاءعلوم الدین، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان فضیلۃ السخاء، الآثار، ج۳، ص۳۳۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مرض الموت میں بھی تلاوت

حضرتِ جُنید بغدادی علیہ رحمۃُ اللہِ الھادی **وقتِ نَزْع** قرآنِ پاک پڑھ رہے تھے، اُن سے اِستفسار کیا گیا: اس وَقت میں بھی تلاوت؟ اِرشاد فرمایا: میرا نامۂ اَعمال لپیٹا جارہا ہے تو جلدی جلدی اس میں اِضافہ کررہا ہوں۔ (صید الخاطر لابن الجوزی ص ۲۲۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

لشکرِ اُسامہ کو مہم پر بھیج دو

حضرت سیدنا عروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے **مرض الموت** میں ارشاد فرمایا: ''اَنْفِذُوْا جَیْشَ اُسَامَۃَ لشکرِ اُسامہ کو مہم پر بھیج دو۔'' لٰہذا لشکرِ اُسامہ چل پڑا حتی کہ جرف کے مقام پر پہنچا۔ حضرت سیدنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلدی مت کریں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لشکر جرف کے مقام پر ہی ٹھہرا رہا اور وہاں سے آگے کی طرف نہ بڑھا۔ حتی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا انتقال ہوگیا۔ تب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے روانہ فرمایا تھا جبکہ میں یہ حالت غیر ملاحظہ کررہا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں عرب کفر اختیار نہ کرلیں۔ اگر انہوں نے کفر اختیار کیا تو میں سب سے پہلے ان

سے لڑنے والا ہوں گا۔ اگر عرب کافرنہ بنے تو اُن کا راستہ چھوڑ دوں گا۔ میری معیت میں جلیل القدر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور نیک افراد ہیں۔ ''بعد ازاں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ''وَاللهِ لَاَنْ تَخْطَفَنِیَ الطَّیْرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَبْدَأَ بِشَیْءٍ قَبْلَ اَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم خدا کی قسم! پرندوں کا مجھے نوچ لینا میرے نزدیک اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کی تعمیل میں کسی کام کا آغاز کروں۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حضرت سیدنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو روانہ فرمادیا۔

(تاریخ مدینۃ دمشق، ج۸، ص ۶۲، الطبقات الکبری لابن سعد، الطبقۃ الثانیۃ من المھاجرین، اسامۃ الحب بن زبید، ج۴، ص ۵۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

دُنیا کے بارے میں نصیحت

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ الله تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ الله تَعَالٰی عَنْہ کے **مرض الموت** میں آپ رَضِیَ الله تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ رَضِیَ الله تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دینے کے بعد فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا ہماری طرف متوجہ ہو چکی ہے لیکن ابھی پوری طرح نہیں بلکہ آنے ہی والی ہے۔ بہت جلد تم ریشم کے پردے اور دیباج کے تکیے اپناؤ گے اور اُونی بستروں پر اس طرح تکلیف محسوس کرو گے جس طرح ''سعدان'' کے کانٹوں پر محسوس کرتے ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر تم میں سے کوئی اس دنیا کی طرف لپکے اور اس کی ناحق گردن ماردی جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ دنیا کی تاریکیوں میں بھٹکتا پھرے۔ ''(المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۳، ج، ص ۶۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا

حضرت سیِّدُنا ابن حبیب بن ضمرہ رَحْمَۃُ الله تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ الله تَعَالٰی عَنْہ کا ایک بیٹا اپنے **مرض الموت** میں بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو چکا تو لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ الله تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں

عرض کی کہ "ہم نے آپ کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ بار بار تکیے کی طرف دیکھتا تھا؟" جب لوگوں نے اس تکیے کو اٹھایا تو اس کے نیچے 5 یا 6 دینار پڑے تھے۔ یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا: "میں نہیں سمجھتا کہ تیری جِلد اس کی سزا برداشت کر سکے گی۔" (الزھد للامام احمد بن حنبل، زھد ابی بکر الصدیق، الحدیث:۵۸۹، ص۱۴۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

بوقت شہادت عاجزی وانکساری

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا سر ان کے **مرض الموت** میں میری ران پر تھا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے فرمایا: "میرا سر زمین پر رکھ دو۔" میں نے عرض کی: "آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں سر میری ران پر رہے یا زمین پر؟" فرمایا: "اسے زمین پر رکھ دو!" حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: میں نے آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا سر زمین پر رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: "ہلاکت ہو میرے اور میری ماں کے لئے اگر میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم نہ فرمائے۔"

(مسند ابن الجعد، شعبۃ بن عاصم بن عبید اللہ، الحدیث:۸۷۰، ص۱۳۶)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے

حضرت سیّدُنا عبد الرحمن بن غَنْم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے **مرض الموت** میں فرمایا: میں نے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "سالم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اگر اسے خوفِ خدا نہ ہوتا تو اس کی نافرمانی کرتا۔" (فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث:۸۹۶، ج۱، ص۱۴۰)

سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے واقعات

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے خادِم حضرت سیِّدُنا زیاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْجَوَاد سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے **مرض الموت** میں وہاں موجود ایک شخص نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر آج کا دن میرے لئے دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن نہ ہوتا تو میں کوئی بات نہ کرتا۔ (پھر عرض کی:) اے پَروَردْگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو جانتا ہے کہ میں غربت وناداری کو مالداری پر، ذلت کو عزت پر اور موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہوں۔ حبیب فقر کی حالت میں آیا ہے۔ جو پشیمان ہوگا وہ کامیاب نہیں ہوگا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوگیا۔ ''

(موسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب المحتضرین، الحدیث: ۳۵۵، ج۵، ص ۳۸۳، مفہومًا)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

قیمتی کفن خریدنے سے منع فرمادیا

حضرت سیِّدُنا ابو وائل رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے **مرض الموت** نے شدت اختیار کی تو قبیلہ ''بنو عَبس'' کے کچھ لوگ ان کے پاس حاضر ہوئے اور مجھے حضرت سیِّدُنا خالد بن رَبیع عَبْسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْقَوِی نے بتایا کہ جب ہم حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حاضر ہوئے اس وقت آپ مدائن میں تھے اور آدھی رات کا وقت تھا۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے ہم سے وقت دریافت فرمایا تو ہم نے آدھی رات یا رات کا آخری پہر بتایا تو انہوں نے فرمایا: ''میں ایسی صبح سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں جو دوزخ کی طرف لے جانے والی ہو۔'' پھر دریافت فرمایا: ''کیا تم اپنے ساتھ کفن لائے ہو؟'' ہم نے کہا: ''جی ہاں!'' ارشاد فرمایا: ''میرے کفن میں غلو نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تمہارے رفیق کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں خیر و بھلائی ہے تو یقیناً اس کا کفن اس سے بہتر کپڑوں سے بدل دیا جائے گا ورنہ یہ کفن بھی چھین لیا جائے گا۔ ''

(الادب المفرد للبخاری، باب العیادۃ جوف اللیل، الحدیث: ۵۰۴، ص ۱۴۳، مفہومًا)

قابلِ رشک خواہش

حضرتِ سیِّدُنا ابوجعفر محمد بن احمد بن احمد بن ابوزید خراسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُنا مہدی بن میمون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حضرتِ سیِّدُنا حسان بن ابوسنان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کے بارے میں پوچھاتو انہوں نے فرمایا: ان کی کیاشان ہے! میں نے انہیں **مرضُ الموت** میں دیکھا، کسی نے ان سے پوچھا: ''آپ خود کو کیسا محسوس کررہے ہیں؟'' فرمایا: ''اگر میں جہنم سے نجات پاجاؤں تو خیریت ہے۔'' پوچھا گیا: ''آپ کی خواہش کیا ہے؟'' فرمایا: ''مجھے ایک طویل رات کی خواہش ہے کہ جس میں ساری رات عبادت کرتا رہوں۔'' (حلیۃ الاولیاء جلد۳ص۱۷۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

15 ہزار دینار قرض کی ذمہ داری

حضرتِ سیِّدُنا عمرو بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا علی بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا حضرتِ سیِّدُنا محمد بن اسامہ بن زید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس ان کے **مرضُ الموت** میں تشریف لائے تو وہ رونے لگے، آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی: مجھ پر قرض ہے۔ پوچھا: کتنا ہے؟ عرض کی: 15 ہزار دینار۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: وہ میرے ذمہ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد۳ص۲۰۵)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

سیِّدُنا امام اَعمش کی عاجزی

حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر بن عَیّاش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا امام اعمش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **مرضُ الموت** میں مبتلا تھے، میں نے عرض کی: ''طبیب کو بلاؤں؟'' فرمایا: ''میں اس کا کیا کروں گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میری روح میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اسے جھاڑیوں میں پھینک دیتا۔'' مزید فرمایا: ''جب میں مر جاؤں تو کسی کو مت بتانا اور مجھے لے جاکر قبر میں ڈال دینا۔'' (حلیۃ الاولیاء جلد۵ص۶۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

وقتِ وصال بارگاہِ الٰہی میں عرض

حضرتِ سیِّدُنالیث بن ابُومرقیّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرتِ سیِّدُناعُمَربن عبْدُالعزیزعَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز **مرضُ الموت** میں مبتلاہوئے تو فرمایا: مجھے اٹھاکر بٹھادو۔جب آپ کولوگوں نے بٹھادیاتو(بارگاہِ الٰہی میں)عرض کرنے لگے: میں وہ بندہ ہوں جسے تونے کسی بات کاحکم دیاتواس نے کوتاہی کی اور کسی کام سے منع کیاتواس نے نافرمانی کی لیکن میرا ایمان ہے کہ تیرے سواکوئی عبادت کے لائق نہیں۔پھر سر اٹھایا اور تیز نظروں سے اوپر دیکھنے لگے، لوگوں نے پوچھا: آپ اتنے غور سے کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: میں ایسوں کو دیکھ رہاہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ پھر آپ کاانتقال ہوگیا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد۵ ص۳۴۴)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مَرَضُ المَوْت میں ایثار

حضرت سیِّدُناعباس بن دِہقان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنابِشْرحافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے علاوہ کوئی شخص دنیاسے ایسے نہیں گیاجیسے آیاتھا۔ آپ **مرض الموت** میں مبتلاتھے کہ ایک شخص نے آکر سوال کیا آپ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی اور اپنے لئے ادھار کپڑا لے لیا پھر اسی میں انتقال فرمایا۔ (احیاءالعلوم جلد۳ص۷۷۷)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

خواب میں عظیم بشارت

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُناابوالعباس بن سریج رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے **مرض الموت** میں خواب دیکھا کہ گویاقیامت قائم ہوچکی ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمارہاہے: علماکہاں ہیں؟ چنانچہ علماآئے پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان سے دریافت فرمایاکہ تم نے اپنے علم پرکتنا عمل کیا؟ انہوں نے عرض کی: اے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم نے کوتاہی کی ہے، برے اعمال کئے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپناسوال پھر دہرایاگویاوہ اس جواب سے راضی نہیں ہے بلکہ کوئی دوسرا جواب چاہتاہے۔ میں نے عرض کی: جہاں تک میرا تعلّق ہے میرے اعمال نامے میں شرک

نہیں ہے اور تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دے گا۔اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: انہیں لے جاؤ اور میں نے ان سب کو بخش دیا۔اس خواب کے تین دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

(احیاء العلوم جلد۴ ص۴۴۸)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

چھ غلاموں کو آزاد کر دیا

حضرتِ سیِّدُنا عمران بن حُصَیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے **مرض الموت** میں چھ غلاموں کو آزاد کر دیا، اس کے پاس سوائے ان کے اور کوئی مال نہ تھا۔ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع ہوئی تو ارشاد فرمایا: "میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا۔" پھر ان غلاموں کو بلوایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کر کے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام بر قرار رکھا۔

(نسائی، کتاب الجنائز، باب الصلوۃ علی من یحیف فی وصیتہ، ص۳۳۱، حدیث:۱۹۵۵)

☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆…☆

اسلام کس لئے آیا؟

اسلام پانچ چیزوں کی محافظت کے لئے آیا ہے۔ (۱) دین (۲) جان (۳) مال (۴) نسب (۵) عقل۔

تیرواں باب

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...چُپ ہو جایئے۔

☆...خاتمہ بالخیر۔

☆...عادل بادشاہ کے سامنے بغیر دلیل کے جاتا ہے۔

☆...حساب لیا جائے گا۔

☆...اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا۔

چُپ ہو جایئے

حضرتِ سیِّدُ ناصنابحی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں حضرتِ سیِّدُ ناعبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **حالتِ نزع** میں ان کے پاس حاضر تھا۔ (ان کی حالت دیکھ کر) میں رونے لگا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''چُپ ہو جایئے، آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھ سے گواہی طلب کی گئ تو میں آپ کے حق میں گواہی دوں گا، اگر مجھ سے شفاعت کا کہا گیا تو میں آپ کی شفاعت کروں گا، اگر مجھ سے ہو سکا تو آپ کو ہر قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''قسم بخدا عَزَّوَجَلَّ! میں نے حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے سنی ہوئی تمام احادیث، جن میں آپ کے لئے بھلائی تھی، آپ کو بیان کر دی ہیں مگر ایک حدیث بیان نہیں کی، وہ آج بیان کر دیتا ہوں اور اسے میں نے اپنے دل میں محفوظ رکھا ہے (پھر ارشاد فرمایا) میں نے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود و سخاوت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اس کا رسول ہوں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبادۃ بن الصامت، الحدیث ۲۲۷۴۴، ج۸، ص ۴۰۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

خاتمہ بالخیر

حضرت سیِّدُنا ابن شبرمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا امام شعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لئے گیا، ہم نے دیکھا کہ وہ **حالتِ نزع** میں ہے اور پاس بیٹھا ایک شخص اسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کر رہا ہے۔ سیِّدُنا امام شعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس شخص سے کہا: مریض کے ساتھ نرمی کرو۔ اتنے میں مریض بول اُٹھا اور کہنے لگا: یہ مجھے تلقین کرے یا نہ کرے میں کلمہ ضرور پڑھوں گا، پھر اس نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی:

وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ (پ۲۶، الفتح: ۲۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور پرہیز گاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے۔

حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَلِی نے کہا: تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ہمارے ساتھی کو نجات بخشی۔ (تنبیہ الغافلین مختصر منہاج العابدین ص ۱۷۷۔۱۷۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

عادل بادشاہ کے سامنے بغیر دلیل کے جاتا ہے

منقول ہے کہ ایک شخص سے **حالتِ نزع** میں پوچھا گیا: "تمہارا کیا حال ہے؟" تو اس نے جواب دیا: "اس شخص کا کیا حال ہو گا جو بغیر زادِ راہ کے ایک لمبے سفر کا ارادہ رکھتا، وحشت والی قبر میں بغیر مُونِس کے داخل ہوتا اور عادل بادشاہ کے سامنے بغیر دلیل کے جاتا ہے۔" (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۸۳۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

حساب لیا جائے گا

حضرت سیِّدُنا حسان بن ابی سنان بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے **حالتِ نزع** میں پوچھا گیا: "آپ کا کیا حال ہے؟" تو فرمایا: "اس شخص کا کیا حال ہو گا جسے موت آئے گی، پھر زندہ کیا جائے گا اور حساب لیا جائے گا۔" (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۸۳۲)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی وپرہیزگار صحابی تھے۔ نماز، روزہ اور صدقہ جیسی عبادات بجا لانے میں حد درجہ کوشاں رہتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوگئے اور مرض طول پکڑ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہِ عالی میں پیغام بھیجا کہ "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرا شوہر علقمہ **حالتِ نزع** میں ہے، میں نے چاہا کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو ان کے حال سے آگاہ کردوں۔ چنانچہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت سیدنا عمار، حضرت سیدنا بلال اور حضرت سیدنا صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا اور ارشاد فرمایا: "ان کے پاس جاؤ اور انہیں کلمہ شہادت کی تلقین کرو۔" لہٰذا وہ حضرات سیدنا علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پاس تشریف لائے اور انہیں **حالت نزع** میں پا کر لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرنے لگے، لیکن وہ کلِمہ شہادت ادا نہیں کرپارہے تھے۔ ان حضرات نے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس صورتِ حال کہلا بھیجی، توآپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا: ''کیاان کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟'' عرض کی گئ: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ان کی والدہ زندہ ہیں جو کہ بہت بوڑھی ہیں۔'' سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک قاصد کو یہ پیغام دے کر ان کی والدہ کے پاس بھیجا کہ ''اگر آپ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہونے کی قدرت رکھتی ہیں تو چلیں ورنہ گھر میں ہی آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا انتظار کریں۔'' جب قاصد نے جا کر انہیں یہ بتایا تو وہ کہنے لگیں: ''آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر میری جان قربان! میں زیادہ حق دار ہوں کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضِر ہوں۔'' وہ عصا کے سہارے کھڑی ہوئیں اور حسن اخلاق کے پیکر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحرو بَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضِر ہوئیں اور سلام عرض کیا، سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: ''اے امِ علقمہ! تمہارے بیٹے علقمہ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ بکثرتِ نماز پڑھنے والا، روزے رکھنے والا اور صدقہ دینے والا ہے۔'' پھر سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے دریافت فرمایا: ''اور تمہارا اپنا کیا حال ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اس پر ناراض ہوں۔'' توآپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: ''کس وجہ سے؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا اور میرے معاملے میں کوتاہی کرتا ہے۔'' شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''ماں کی ناراضگی نے علقمہ کی زبان کو کلمہ شہادت سے روک دیا ہے۔'' پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال! جاؤ اور میرے لیے بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرو۔'' علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ ان لکڑیوں کا کیا کریں گے۔'' ارشاد فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا کہ ان کے ذریعے علقمہ کو آگ میں جلادوں۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرا دل برداشت نہیں کرسکتا کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم میرے بیٹے کو میرے سامنے آگ میں

جلائیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے اُمِ علقمہ! اللہ عزوجل کا عذاب تو اس سے بھی سخت اور باقی رہنے والا ہے۔ اگر آپ کو یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل علقمہ کی مغفرت فرمادے تو آپ ان سے راضی ہو جائیں، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، علقمہ کو اس کی نماز، روزے اور صدقہ نفع نہ دیں گے جب تک آپ اس سے ناراض رہیں گی۔'' انہوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں اللہ عزوجل اس کے فرشتوں اور یہاں موجود مسلمانوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہوں۔''

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال! علقمہ کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا اب وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟'' لہٰذا حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے اور علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر کے اندر سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے ہوئے سنا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! بے شک علقمہ کی زبان کو ان کی ماں کی ناراضگی نے کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیا تھا اور اب ماں کی رضا مندی نے ان کی زبان کو کھول دیا ہے۔'' پھر حضرت سیدنا علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن وصال فرماگئے۔

سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف لائے اور ان کی تجہیز و تکفین کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر ان کی نماز جنازہ پڑھی اور تدفین میں بھی شرکت فرمائی، پھر ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے گروہ مہاجرین و انصار! جو اپنی بیوی کو اپنی ماں پر ترجیح دے اس پر اللہ عزوجل، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ عزوجل اس کے نہ نفل قبول فرمائے گا نہ ہی فرض مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنی ماں سے حسن سلوک کرے اور اس کی رضا چاہے کیونکہ اللہ عزوجل کی رضا ماں کی رضامندی میں ہے اور اللہ عزوجل کی ناراضگی ماں کی ناراضگی میں ہے۔''

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الثانیۃ بعد ثلاثمائۃ، ج۲، ص۱۱۲، دارالفکر بیروت)

چودواں باب

جان کنی کے عالم میں

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆...جمال نبوت کا دیدار کیا،

☆...مجھے معذور سمجھو۔

جمالِ نبوت کا دیدار کیا

عین وفات کے وقت حضرت سعد بن معاذ بن النعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرہانے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ **جان کنی** کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمال نبوت کا دیدار کیا اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ! پھر بلند آواز سے کہا کہ یا رسول اللہ! عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کر دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۱۸۱)

آپ کا سال وصال ۵ ہجری ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر شریف ۳۷ برس کی تھی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کو دفنا کر واپس آرہے تھے تو شدت غم سے آپ کے آنسوؤں کے قطرات آپ کی ریش مبارک پر گر رہے تھے۔ (اکمال، ص۵۹۶ واسد الغابہ، ج۲، ص۲۹۸)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

مجھے معذور سمجھو

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کے پاس **جان کنی** کے عالم میں آئے، سلام کیا مگر آپ نے جواب نہ دیا، کچھ دیر بعد جواب دیا اور فرمایا: مجھے معذور سمجھو، میں اپنے وظیفے میں مشغول تھا۔ پھر قبلہ رخ ہوئے اور تکبیر کہہ کر وصال فرما گئے۔

(احیاء العلوم جلد ۵ ص ۵۸۰)

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

تنہائی میں کیا کرنا چاہیے؟

جب بھی ہمیں تنہائی میسر آئی تو ہم نے اس تنہائی میں گناہ تو کیا کیا کبھی تنہائی میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر معافی مانگی؟

پندرواں باب

موت کے وقت کے رسوم

آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے:

☆…ناپسندیدہ رسوم۔

☆…موت کے وقت کی رسمیں۔

☆…رسموں کی خرابیاں۔

☆…موت کے بعد کی مروّجہ رسمیں

☆…موت کے بعد کی اسلامی رسمیں۔

☆…میراث۔

☆…موت کے وقت سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت۔

ناپسندیدہ رسوم

ہر شخص کو ایک دن مرنا اور دنیا سے جانا ہے اور کیا خبر ہے کہ کس کی موت کس جگہ اور کس وقت آجائے۔ اس لئے ہر مسلمان کو لازم ہے، میت کے غسل اور کفن دفن کے مسائل سیکھے کہ اگر کسی جگہ ضرورت پڑ جائے تو اس کا کام نہ رُکے۔ ہم نے آج یہ سمجھ رکھا ہے کہ میت کا غسل اور کفن صرف مولانا کا کام ہے۔ ہماری اس میں بے عزتی ہے لیکن اگر کسی کا باپ یا کوئی قرابت دار مر جائے اور وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قبر تک پہنچانے کا سامان کر دے تو اس میں بے عزتی کیا ہوگی؟ کیا باپ کے مرنے کے بعد اس کو چھونا بھی بے عزتی ہے۔

ایک مسلمان صاحب بہادر کا انتقال نئی دہلی میں ہو گیا وہ حضرت پنجاب کے رہنے والے تھے۔ وہاں کوئی غسل دینے والا نہ ملا بہت دیر تک ان کے والد کی لاش بے غسل پڑی رہی۔ ضلع بدایوں میں ایک جگہ ایک شخص کے والد کا فاتحہ تھا چونکہ وہ مجمع صاحب بہادروں کا تھا کسی کو قرآن پاک پڑھنا نہ آتا تھا۔ اب بڑی مشکل پڑی آخر کار ٹیپ رکارڈر میں سورہ یٰسین کا ریکارڈ بجا کر اس ریکارڈ کا ثواب مردہ باپ کی روح کو پہنچایا گیا۔

یہ دو باتیں ہیں جس پر مسلمانوں کی حالت پر ماتم کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ موت اور میراث کے ضروری مسئلے مسلمان سیکھیں اور ان تمام مسائل کے لئے ''بہار شریعت'' کو مطالعہ میں رکھیں۔

ہم کو اس جگہ ان رسموں سے گفتگو کرنی ہے جو مسلمانوں میں ناجائز یا فضول خرچیوں کی پڑی ہوئی ہیں یہ رسمیں دو طرح کی ہیں۔ ایک تو موت کے وقت اور دوسری موت کے بعد۔

موت کے وقت کی رسمیں

عام طور پر یہ رواج ہے کہ میت کے مرتے وقت جو لوگ موجود ہوتے ہیں۔ وہاں دنیاوی باتیں کرتے یں جب انتقال ہو جاتا ہے تو رونے پیٹنے کی حالت میں بے صبری اور بعض وقت کفر کے کلمے منہ سے نکال دیتے ہیں کہ ہائے خدا نے بے وقت موت دے دی، ملک الموت نے ظلم کر دیا کیا ہمارا ہی گھر موت کے لئے رہ گیا تھا وغیرہ۔ مر چکنے کے بعد جو خویش واقرباء باہر پردیس میں ہوتے ہیں ان کو تار سے خبر دیتے ہیں پھر ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ پنجاب میں یہ بیماری بہت ہے۔ میں نے بعض جگہ دیکھا ہے کہ دو دن تک لاش رکھی رہی۔ جب خویش واقرباء آئے تب دفن کیا گیا۔ پھر جس قوم یا جس محلّہ میں موت ہو گئی وہاں ساری قوم

اور سارا محلّہ روٹی نہ پکائے اب ایک دن میت پڑی رہی تو زندوں کی بھوک کے مارے آدھی جان گھل گئی۔ اب جبکہ دفن سے فراغت ہو چکی تو کسی قرابت دار نے ان سب کے لیے روٹی پکائی اور روٹی پکانے پر یہ ضروری ہے کہ ان تمام لوگوں کے لیے کھانا پکائے جن کے گھر اب تک دفن کے انتظار میں روٹی نہ پکی تھی یعنی ساری برادری یا سارے محلے کے لئے۔

یو. پی (ھند) میں بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ موت کی روٹی محلّہ داروں کو رات اٹھا اٹھا کر پہنچاتے ہیں اگر کسی کے گھر نہ پہنچے تو اس کی سخت شکایت ہوتی ہے جیسے کہ شادی کی روٹی کی شکایت ہوتی ہے۔

پنجاب میں یہ بھی رواج ہے کہ میت کے ساتھ ایک دیگ چاولوں کی پک کر قبرستان جاتی ہے جو کہ دفن کے بعد وہاں فقراء کو تقسیم کر دی جاتی ہے اور یوپی میں کچا غلہ اور پیسے لے جاتے ہیں جو قبرستان میں تقسیم ہوتے ہیں۔

رسموں کی خرابیاں

انسان کے لئے نزع کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ عمر بھر کی کمائی کا نچوڑ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس وقت قرابت داروں کا وہاں دنیاوی باتیں کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس سے میت کا دھیان ہٹنے کا اندیشہ ہے فقط آنکھوں سے آنسو بہیں یا معمولی آواز منہ سے نکلے اور کچھ صبر وغیرہ کے لفظ بھی منہ سے نکل جائیں تو کوئی حرج نہیں مگر پیٹنا، منہ پر طمانچہ مارنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، بے صبری کی باتیں منہ سے نکالنا نوحہ ہے اور نوحہ حرام، نوحہ کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ نوحہ کرنے اور نوچنے پیٹنے سے مردہ واپس نہیں آجاتا بلکہ صبر کا جو ثواب ملتا ہے وہ بھی جاتا رہتا ہے۔ دو ہی وقت امتحان کے ہوتے ہیں۔ ایک خوشی کا دوسرا غم کا۔ جوان دو وقتوں میں قائم رہا وہ واقعی مرد ہے۔ مصیبت کے وقت یہ خیال رکھو کہ جس رب نے عمر بھر آرام دیا اگر وہ کسی وقت کوئی رنج یا غم بھیج دے تو صبر چاہیے۔ کسی قرابت دار کے آنے کے انتظار میں میت کے دفن میں دیر لگانا سخت منع ہے اور اس میں ہر طرح کا خطرہ ہی ہے اگر زیادہ رکھنے سے میت کا جسم بگڑ جائے یا کسی قسم کی بو وغیرہ پیدا ہو جائے یا کسی قسم کی خرابی وغیرہ پیدا ہو جائے تو اس میں مسلمان میت کی توہین ہے۔ قرابت دار آکر میت کو زندہ نہیں کر لیں گے اور منہ دیکھ کر بھی کیا کریں گے۔ اس لیے دفن میں جلدی کرنا ضروری ہے۔ چند چیزوں میں بلاوجہ دیر لگانا منع ہے لڑکی کی شادی، قرض کا ادا کرنا، نماز کا پڑھنا، توبہ کرنا، میت کو دفن کرنا، نیک کام کرنا، کسی کے مرنے سے محلّہ میں روٹی پکانا یا کھانا منع نہیں ہو جاتا۔ ہاں چونکہ میت کے خاص رشتہ دار دفن میں مشغول ہونے اور زیادہ رنج و غم کی وجہ سے کھانا نہیں پکاتے ان کے لئے

کھانا تیار کرنا بلکہ انہیں اپنے ساتھ کھلانا سُنت ہے۔ مگر خیال رہے کہ کھانا صرف ان لوگوں کے لئے پکایا جائے اور وہی لوگ کھائیں جو رنج و غم کی وجہ سے گھر نہ پکا سکیں محلّہ والوں اور برادری کو رسمی طریقہ پر کھلانا بھی ناجائز ہے اور کھانا بھی۔ غم اور رنج دعوتوں کا وقت نہیں، میت کے ساتھ دیگ یا کچھ غلہ لے جانے میں حرج نہیں مگر دو باتوں کا ضرور خیال رہے۔اول یہ کہ لوگ اس خیرات کو اتنا ضروری نہ سمجھ لیں کہ نہ ہو تو قرض لے کر کریں۔اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی وارث بچہ ہو یا کوئی سفر میں ہو تو میت کے مال سے خیرات نہ کریں بلکہ کوئی شخص اپنی طرف سے کردے۔ دوسرے یہ کہ قبرستان میں تقسیم کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ فقراء وغربا قبروں کو پاؤں سے نہ روندیں اور یہ کھانا یا غلہ نیچے نہ گرے۔ بہتر تو یہی ہے کہ گھر پر ہی خیرات کردی جائے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ خیرات لینے والے فقراء غلہ لینے کے لیے قبروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور چاول وغیرہ بہت خراب کرتے ہیں۔

موت کے وقت کی اسلامی رسمیں

جان کنی کی نشانی یہ ہے کہ بیمار کی ناک ٹیڑھی پڑ جاتی ہے اور کنپٹی نیچے بیٹھ جاتی ہے جب یہ علامت بیمار میں دیکھ لی جائے تو فوراً اس کا منہ کعبہ شریف کو کر دیا جائے یا تو اس کی چارپائی قبر کی طرح رکھی جائے یعنی شمال کو سر اور جنوب (دکن) کو پاؤں اور میت کو سیدھی کروٹ پر لٹا دیا جائے مگر اس سے جان نکلنے میں دشواری ہوتی ہے۔ بہتر ہے کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کردیے جائیں اور اس کو چت لٹا دیا جائے تاکہ کعبہ کو منہ ہو جائے کروٹ کی ضرورت نہ رہے۔چند جگہ کعبہ کی طرف پاؤں کرنا جائز ہیں۔ (۱) لیٹ کر نماز پڑھتے وقت (۲) جان نکلنے کے وقت (۳) میت کو غسل دیتے وقت (۴) اور قبرستان لے جاتے وقت جبکہ قبرستان مشرق کی طرف ہو، اس کے پاس بیٹھنے والے کوئی دنیاوی بات نہ کریں اور اس وقت خود بھی نہ روئیں بلکہ سب لوگ اس قدر آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں کہ میت کے کان میں وہ آواز پہنچتی رہے اور کوئی شخص اس وقت منہ میں پانی ڈالتا رہے کیونکہ اس وقت پیاس کی شدت ہوتی ہے اگر گرمی زیادہ پڑ رہی ہو تو کوئی پنکھے سے ہوا بھی کرتا رہے۔ سورہ یٰسین شریف پڑھیں تاکہ اس کی مشکل آسان ہو اور رب تعالیٰ سے دعا کریں کہ یااللہ عزوجل! اس کا اور ہم سب کا بیڑا پار لگائیو۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخَاتِمَۃِ۔

جب جان نکل جائے تو کسی کو رونے سے نہ روکیں کیونکہ زیادہ غم پر نہ رونا سخت بیماری پیدا کرتا ہے۔ہاں یہ حکم دیں کہ نوحہ نہ کریں یعنی منہ پر تھپڑ نہ لگائیں اور بے صبری کی باتیں نہ بکیں۔ غسل اور کفن سے فارغ ہو کر نعت خوانی کرتے ہوئے یا بلند آواز سے درود شریف اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے میت کو لے

چلیں کیونکہ آج کل اگر ذکر الٰہی آواز سے نہ ہو تو لوگ دنیا کی باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور یہ منع ہے نیز اس نعت خوانی اور درود شریف کی آواز سے گھروں میں لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی میت جارہی ہے تو آکر نماز اور دفن میں شریک ہوجاتے ہیں ۔ نماز جنازہ پڑھ کر کم از کم تین بار قُلْ ھُوَاللّٰہُ اور سورہ فلق، سورہ ناس اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں کہ جنازہ کی نماز کے بعد دعا کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اور سنت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔

دفن سے فارغ ہو کر قبر کے سرہانے سے سورہ بقر کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور قبر کے پاؤں کی طرف سورہ بقر کا آخری رکوع پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں۔ جب دفن سے فارغ ہو کر لوگ لوٹ جائیں تب قبر کے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر اذان کہہ دیں تو اچھا ہے کہ اس سے عذاب قبر سے نجات ہے اور مردہ کو نکیرین کے سوالات کا جواب بھی یاد آجائے گا۔ پھر قرابت دار میت کے صرف گھر والوں کو کھانا کھلادیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ پکا کرلانے والا خود بھی ان کے ساتھ کھالے اور ان کو مجبور کرکے کھلائے۔

موت کے بعد کی مروّجہ رسمیں

موت کے بعد ہر علاقہ میں علیحدہ علیحدہ رسمیں ہوتی ہیں۔ مگر کچھ رسمیں ایسی ہیں۔ جو تھوڑے فرق سے ہر جگہ ادا کی جاتی ہیں۔ ان ہی کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ دلہن کا کفن اس کے میکے سے آتا ہے یعنی یا تو اس کے ماں باپ کفن خرید کرلاتے ہیں یا بعد کو اس کی قیمت دیتے ہیں۔ اسی طرح دفن اور تقریباً موت کا تین دن تک کا سارا خرچہ میکے والے کرتے ہیں۔ دلہن کی اولاد کا کفن بھی میکے والوں کی طرف سے ہونا ضروری ہے ۔ تین دن میت والوں کے گھر قرابت داروں اور خاص کر سمدھیانہ سے کھانا آنا ضروری ہے۔ اور کھانا بھی اتنا زیادہ لانا پڑتا ہے کہ سارے کنبے بلکہ ساری برادری کو کافی ہو۔ چھ وقت کھانا بھیجنا پڑتا ہے ۔ اگر پچیس پچیس آدمیوں کا ہر وقت کھانا پکایا گیا تو اس قحط سالی کے زمانہ میں کم از کم پچاس روپیہ خرچ ہوا۔ پھر جب خیر سے یہ تین دن گزر گئے تو اب میت والوں کے ذمہ لازم ہے کہ تیسرے دن تیجہ (سوئم) کرے جس میں ساری برادری بلکہ ساری بستی کی روٹی کرے جس میں امیر وغریب دولت مند لوگ ضرور شریک ہوں اور غضب یہ کہ بہت جگہ یہ برادری کی دعوت خود میت کے مال سے ہوتی ہے حالانکہ میت کے چھوٹے یتیم بچے ، بیوہ اور غریب بوڑھے ماں باپ بھی ہوتے ہیں مگر ان سب کے منہ سے یہ پیسہ نکال کر اس میلہ کو کھلایا جاتا ہے۔ موت کے بعد تین دن تک میت کے گھر والے تعزیت کے لئے بیٹھتے ہیں ۔ جہاں بجائے دعا اور تعزیت کے حقے کے دور چلتے ہیں کچھ قرآن کریم پڑھ کر بخشتے بھی ہیں تو اس طرح کہ حقہ منہ میں ہے

اور ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں۔ پھر چالیس روز تک برابر دو روٹیاں ہر روز خیرات کی جاتی ہیں اور اس کے درمیان دسواں، بیسواں اور چالیسواں بڑی دھوم دھام سے ہوتا رہتا ہے۔ جس میں برادری کی عام دعوتیں ہوتی ہیں اور فاتحہ کے لئے ہر قسم کی مٹھائیاں اور فروٹ (میوے) اور کم از کم ایک عمدہ کپڑوں کا جوڑا رکھا جاتا ہے۔ فاتحہ کے بعد وہ مٹھائیاں اور فروٹ تو گھر کے بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور کپڑوں کا جوڑا خیرات ہوتا ہے۔ پھر چھ ماہ کے بعد چھ ماہی اور سال بعد میت کی برسی ہوتی ہے۔ اس برسی میں بھی برادری اور بستی کی روٹی کی جاتی ہے۔ لو، صاحب! آج ان رسموں سے پیچھا چھوٹا۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ کفن پر ایک نہایت خوبصورت ریشمی یا اونی چادر ڈالی جاتی ہے جو بعد دفن خیرات ہوتی ہے مگر دوستو! یہ بھی خیال رہے کہ ننانوے فی صدی یہ رسمیں اپنے نام اور شہرت کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر یہ کام نہ ہوں گے تو ناک کٹ جائے گی۔

خرابیاں

شریعت میں کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ اس کی زندگی کا خرچہ ہے۔ للہٰذا ہر جوان، مالدار مرد کا کفن اس کے اپنے مال سے دیا جانا چاہیے۔ اور چھوٹے بچوں کا کفن اس کے ماں باپ کے ذمے ہے۔ اسی طرح اگر بیوی کا انتقال رخصت سے پہلے ہوگیا تو بیوی کے باپ کے ذمہ ہے۔ اگر رخصت کے بعد انتقال ہوا تو شوہر کے ذمہ۔ شوہر کے ہوتے ہوئے اس کے باپ بھائی سے جبراً کفن لینا ظلم ہے اور سخت منع۔ سنت یہ ہے کہ میت کے پڑوسی یا قرابت دار مسلمان صرف ایک دن یعنی دو وقت کھانا میت کے گھر بھیجیں اور وہ کھانا صرف ان لوگوں کے لیے ہو جو غم یا مشغولیت کی وجہ سے آج پکا نہ سکے۔ عام محلّہ والوں اور برادری کو اس کھانے کا حق نہیں۔ ان کے لئے یہ کھانا سخت منع ہے۔ ہاں میت کے گھر جو مہمان باہر سے آئے ہیں ان کو اس کھانے سے کھانا جائز ہے۔ ایک دن سے زیادہ کھانا بھیجنا منع ہے۔ میت والوں کے گھر تیجہ اور چالیسواں کی روٹی کرانا اور اس سے برادری کی روٹی لینا حرام و مکروہ تحریمی ہے۔ للہٰذا یہ مروجہ تیجہ، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی کی برادری کی دعوتیں کھلانے والے اور کھانے والے دونوں گنہگار ہیں یہ کھانا صرف غریبوں فقیروں کا حق ہے کیونکہ یہ صدقہ و خیرات ہے اور اگر میت کا کوئی وارث بچہ ہے یا سفر میں ہے تو بغیر تقسیم کئے ہوئے اس کا مال خیرات کرنا بھی حرام ہے کہ نہ یہ فقیروں کو جائز اور نہ مالداروں کو، للہٰذا یا تو کوئی وارث خاص اپنے مال سے یہ خیرات کرے یا پہلے میت کا مال تقسیم کرلیں۔ پھر نابالغ اور غائب کا حصہ نکال کر حاضر بالغ وارث اپنے حصہ سے کریں۔

ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم تھا۔اب دنیاوی حالت پر نظر کرو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان تیجہ چالیسواں اور برسی کی رسموں نے کتنے مسلمانوں کے گھر تباہ کردیئے میرے سامنے بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ مسلمانوں کی دکانیں جائیدادیں اور مکانات چالیسواں اور تیجہ کھا گیا۔آج وہ ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ایک صاحب نے باپ کے چالیسویں کے لیے ایک بنیے (کراڑ) سے چار سو روپے قرض لیے تھے۔ستائیس سو روپیہ ادا کر چکے مگر قرض ختم نہیں ہوا۔پھر لطف یہ ہے کہ اس تیجے اور چالیسویں کی رسموں سے صرف ایک ہی گھر تباہ نہیں ہوتا بلکہ دلہن کے میکے والے بھی ساتھ تباہ ہوتے ہیں۔یعنی

ہم تو ڈوبے ہی صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

کیونکہ قاعدہ یہ ہوتا ہے اگر تیجہ میت والا کرے تو چالیسویں کی روٹی اس کے سمدھیانے والے کریں، میرے اس کلام کا تجربہ ان کو خوب ہوا ہوگا کہ جن کو کبھی ان رسموں سے واسطہ پڑا ہو۔دیکھا گیا ہے کہ میت کا دم نکلا اور محلّہ والی عورتوں مردوں نے گھر گھیر لیا اور اول تو پان دان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔اب سب لوگ جمع ہیں۔کھانا آنے کا انتظار ہے۔بے چارہ میت والا مصیبت کا مارا اپنا غم بھول جاتا ہے یہ فکر پڑ جاتی ہے کہ اس میلے کا پیٹ کس طرح بھروں۔پھر جب تک اس بیچارے کا دیوالیہ نہیں نکل جاتا یہ میلہ نہیں ہٹتا۔للہٰذا اے مسلمانو! ان ناجائز اور خراب رسموں کو بالکل بند کردو۔

موت کے بعد کی اسلامی رسمیں

کفن دفن کا سارا خرچہ یا تو خود میت کے مال سے ہو اور اگر کسی کی بیوی یا بچہ مرا ہے تو شوہر یا باپ کے مال سے ہو میکہ سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے۔میت کے مال سے کریں۔ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم ہے۔کسی سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے۔میت والوں کے گھر پڑوسی یا قرابت دار، صرف ایک دن کھانا لے جائیں اور وہ بھی اتنا، جتنا کہ خالص گھر والوں یا ان کے پردیسی مہمانوں کو کافی ہو۔اور اس میں سنت کی نیت کریں نہ کہ دنیاوی بدلہ اور نام و نمود کی۔اگر تین روز تک تعزیت کے لئے میت والے مرد کسی جگہ بیٹھیں تو کوئی حرج نہیں مگر اس میں حقہ کا دور بالکل نہ ہو بلکہ آنے والے فاتحہ پڑھتے آئیں اور صبر کی ہدایت کرتے جائیں۔تین دن کے بعد تعزیت کے لیے کوئی نہ بیٹھے اور نہ کوئی آئے ہاں جو پردیسی قرابت دار سفر سے آئے تو جب بھی پہنچے میت والوں کی تعزیت کرے یعنی پرسادے۔عورتیں جب کسی کے گھر پرسا دینے آتی ہیں تو خواہ مخواہ میت والوں سے مل کر روتی ہیں۔چاہے آنسو نہ آئیں، مل کر آواز نکالنا ضروری ہوتا ہے۔یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ان کو صبر کی تلقین کرو اور دسواں اور چالیسواں اور برسی وغیرہ ضرور کرنا چاہیے مگر اس میں دو باتوں کا خیال

ضرور ہے۔ ایک تو یہ کہ جہاں تک ہوسکے میت کے مال سے نہ کریں۔ اگر کوئی وارث بچہ ہے۔ تب اس کے حق سے یہ خیرات کرنا حرام ہے۔ لہٰذا کوئی قرابت دار کھانا پینا وغیرہ اپنے مال سے کرے اور دوسرے یہ کہ کھانا صرف فقراء اور غرباء کو کھلایا جائے۔ علم برادری کی روٹی ہر گز ہر گز نہ کی جائے۔ اور فقراء پر اس قدر خرچ کیا جائے جتنی حیثیت ہو قرض لے کر توجج اور زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں۔ یہ صدقہ وغیرہ سے بڑھ کر نہیں۔ اس کی پوری تحقیق کے لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتاب جَلِیُّ الصَّوْتِ لِنَهْیِ الدَّعْوَۃِ عَنْ اَهْلِ الْمَوْتِ دیکھو بلکہ دیکھنے والوں سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ جب کسی کے یہاں پر سادینے جاتے تو اس کے گھر حقہ، پانی بھی استعمال نہ کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو دعوت نہیں فقط ایک تواضع ہے یہ کیوں نہیں استعمال فرماتے؟ توفرمایا کہ زکام کو روکو تاکہ بخار سے امن رہے۔

ہماری اس گزارش کا مقصد یہ نہیں کہ تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ نہ کرو۔ یہ تو دیوبندی یا وہابی کہے گا۔ مقصد یہ ہے کہ اس کو اولیاء کے نام ونمود کے لئے نہ کرو بلکہ ناجائز اور فضول رسموں کو اس سے نکال دو۔ حق تعالیٰ توفیق عطافرمادے۔ آمین

میراث

اسلامی قانون میں مسلمانوں کی ساری اولاد یعنی لڑکے لڑکیاں اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اس کے مال سے میراث لیتے ہیں۔ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملتا ہے مگر ہندوؤں آریوں کے دھرم میں لڑکی باپ کے مال سے محروم ہوتی ہے۔ اور سب مال لڑکا ہی لیتا ہے یہ صاف ظلم ہے۔ جب دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں تو ایک کو میراث دینا اور ایک کو نہ دینا اس کے کیا معنیٰ؟ لیکن کاٹھیاواڑ اور پنجاب کے مسلمانوں نے اپنے لیے یہ ہندوانی قانون قبول کیا ہے۔ اور حکومت کو لکھ کر دے دیا ہے کہ ہم کو ہندوانی قانون منظور ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم زندگی میں تو مسلمان ہیں اور مرنے کے بعد نعوذ باللہ ہندو۔ یاد رکھو قیامت میں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

اگر اسلام کے اس قانون سے ناراضی ہے تو کفر ہے اور اگر اس کو حق جان کر اس پر عمل نہ کیا تو حق تلفی اور ظلم ہے۔ لڑکے تم کو کیا بخش دیتے ہیں اور لڑکیاں کیا چھین لیتی ہیں؟ جب تم مرہی گئے تو اب تمہارا مال کوئی بھی لے تم کو کیا؟ تم بیٹے کی محبت میں اپنی آخرت کیوں تباہ کرتے ہو؟ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ لڑکی تمہارا مال برباد کردے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ اپنے باپ کی چیز کا درد جتنا لڑکی کو ہوتا ہے اتنا لڑکے کو نہیں ہوتا۔ ایک جگہ لڑکوں نے اپنے باپ کا مکان فروخت کیا لڑکے تو خوشی سے فروخت کر رہے تھے مگر لڑکی بہت

روتی چلاتی تھی کہ یہ میرے مَرے باپ کی نشانی ہے۔اس کو دیکھ کر اپنے باپ کو یاد کر لیتی ہوں میں اپنا حصہ فروخت نہ کروں گی۔ اس کے رونے سے دیکھنے والے بھی رونے لگے اور بڑھاپے میں جتنی ماں باپ کی خدمت لڑکی کرتی ہے اتنی خدمت لڑکا نہیں کرتا۔ پھر اس غریب کو کیوں محروم کرتے ہو؟ لڑکے تو مرنے کے بعد قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں آتے لہٰذا ضروری ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو پورا حصہ دو۔ کاٹھیاواڑ میں ایک قوم ہے جو آغاخوانی خوجہ۔ اگر ان کے دو بیٹے ہوں تو ایک کا نام قاسم بھائی اور دوسرے کا نام رام لعل یا مول جی اور کہتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں کی بخشش ہوئی تو قاسم بھائی بخشوالے گا اور اگر ہندوؤں کی نجات ہوئی تو رام لعل ہاتھ پکڑے گا۔ کیا یہ ہی ہم نے بھی سمجھ رکھا ہے کہ زندگی میں اسلامی کام کریں اور میراث میں ہندوؤں کے قانون اختیار کریں تاکہ دونوں قومیں خوش رہیں؟

اگر مسلمانوں کو یہی فکر ہے کہ ہماری اولاد ہمارا مال برباد کردے گی تو چاہیے کہ اپنی جائیداد مکانات دوکانیں وغیرہ اپنی اولاد پر وقف کریں ۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد ہماری جائیداد اور مکانات سے ہر طرح نفع اٹھائے اور اس میں رہے۔ اس کا کرایہ کھائے اور حصہ رسد کرایہ کو آپس میں تقسیم کرے مگر اس کو رہن (گروی) نہ کرسکے۔ اس کو بیچ نہ سکے۔ اس سے ان شاء اللہ عزوجل! تمہاری جائیداد اور مکانات محفوظ ہو جائیں گے کسی کے ہاتھ فروخت نہ ہو سکیں گے اور تم گناہ سے بھی بچ جاؤگے۔ اگر مسلمان اس قانون پر عمل کرتے تو آج ان کی جائیدادیں ، ہندوؤں کے پاس نہ پہنچ جاتیں۔ وقف علی الاولاد کرنے کا طریقہ کسی عالم سے پوچھ لینا چاہیے۔

موت کے وقت سورۂ اخلاص پڑھنے کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا یزید بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے مرض الموت میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کی وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ اور قبر کے دبانے سے امن میں رہے گا۔ نیز قیامت کے دن فرشتے اسے اپنے پروں پر اٹھا کر پل صراط عبور کروا کر جنت کی طرف جائیں گے۔ “

(المعجم الاوسط، الحدیث:۵۷۸۵، ج۴، ص۲۲۲)

الحمدللہ عزوجل اس کتاب کا آغاز رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ بمطابق مئی ۲۰۱۸ء میں کیا گیا اور اختتام بھی رمضان المبارک میں ہو گیا۔

اللہ کریم عزوجل سے دعا ہے کہ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

سگِ عطار محمد شفیق خان عطاری المدنی فتحپوری

مصنف کی دیگر کتابیں

☆...مافعل اللہ بک (حصہ اول)

☆...مافعل اللہ بک (حصہ دوم)

☆...مافعل اللہ بک (حصہ سوم)

☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ اول موضوع عقائد کی حکمتیں

☆...اسلامی احکام کی حکمتیں حصہ دوم موضوع پانچ نمازوں کی حکمتیں

☆...شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ

☆...شفیق المصباح شرح مراح الارواح

☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ اول)

☆...شفیق النحو لحل تمارین خلاصۃ النحو (حصہ دوم)

☆...کیا حال ہے؟

☆...قرآنی سورتوں کے مضامین

☆...موت کے وقت

☆...امّتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرآنی جوابات